۲۱

دیوان امانت

خزائن الفصاحت تاریخی نام ہی بڑے استاد کا کلام ہے

یعنی شاعر شیرین مقال ساحر سحر حلال فخر اکرام مقبول انام سخنور بیمثال استاد ضرب المثل

موجد رعایت لفظی جناب سید آغا حسن صاحب لکھنوی مرحوم

کا دیوان ہی جنکے واسوخت کا مداح تمام جہان ہے

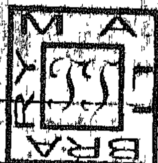
اونکے فرزند باقیات جناب سید حسن صاحب لطافت نے ترتیب دیا

تاجران والا مراتب حافظ محمد عبد الستار خان صاحب اور حافظ دوست محمد صاحب کی توجہ سے

مطبع منشی دُرگا پرشاد واقع محلہ نوازگنج مین چھپا

فی جلد قیمت

عہ



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد وافر اوس خدای سخن آفرین کیلیے زیبا ہی کہ جس نے بیت فلک نگاری کو بغیر عرد ہف و مد و سبب برپا کیا اور نعت اوس رسول مقبول کی لازم ہی کہ جو عالم قدر مین مطلع نبوت اور دنیا مین مقطع رسالت ہوا اور منقبت اوس کرار غیر فرار اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب کی لازم ہی کہ جسکی شمشیر نے ہر مصرع قامت کفار کی تقطیع کر کے بکمال خوبی دیوان اسلام کو مرتب کیا اس بعد حقیر پر تقصیر خوشہ چین خرمن اہل سخن سید حسن متخلص بہ **لطافت** ابن مرحوم و مغفور **سید آغا حسن متخلص بہ امانت** مصنف دیوان ہذا خدمت فیض درجت سخن سنجان عالی شان مین تذکرہ حال مصنف اور کیفیت ترتیب دیوان ہذا عرض کرتا ہی کہ جناب مرحوم و مغفور افصح الفصحا اکمل الکملا گل بوستان معانی بلبل گلستان سخندانی حسان زمان سحبان دوران فرید دہر وحید عصر محقق بے نظیر مدقق بے تو قیر مخزن علم و کمال استاد عدیم المثال واقف رموز شعر و سخن یعنی جناب **سید آغا حسن متخلص بہ امانت** ابن میر آغا ابن سید علی ابن سید محمد تقی ابن سید علی رضوی مشہدی کلیدار روضہ جناب علی ابن موسی الرضا علیہ الف تحیۃ والثنا ولادت باسعادت ان مغفور کی سنہ ۱۲۳۱ ہجری مین ہوئی بیس برس کے سن تک تحصیل علوم کا شوق رہا مگر پندرہوین برس سے شعر گوئی کی طرف طبیعت کو رغبت ہوئی دو چار سلام تصنیف کیا اوس زمانے مین عاشق شبیر میان دلگیر صاحب مرحوم مرثیہ گوئی اور سلام گوئی مین استاد کامل تھے اور والد ماجد سے ان مغفور کے اور میان دلگیر صاحب سے نہایت ربط و اتحاد تھا اس سبب سے ان مغفور کو انکے والد ماجد میان دلگیر صاحب کے پاس لیگئے اور کہا کہ چاہتا ہون کہ یہ بندہ زادہ آپکے علم و کمال سے مستفیض ہو یہ کہکے دو سلام پیش کیے میان دلگیر صاحب نے اون سلامونکو دیکھکے نہایت تعریف کی اور کہا کہ ابتدا مین جب ایسی طبیعت پائی ہی تو انتہا مین درجہ کمال حاصل ہوگا یہ کہکے اون سلامون پر جا بجا اصلاح دی اور **امانت** تخلص تجویز کیا کچھ دنون یونہین سلام گوئی رہی بعد اسکے طبیعت غزل گوئی کی طرف رجوع ہوئی غزل کہکے میان دلگیر صاحب کو سنائی اونھون نے عذر کیا کہ مین غزل نہین کہتا اس وجہ سے اسکی اصلاح مین معذور رہون مگر غزل گوئی مین کئی دوست میرے کامل ہین اگر کہو تو بغرض اصلاح انھین دکھا دون یہ امر انکے خلاف مزاج ہوا اوس دن سے بجا خود غزل گوئی اختیار کی قصہ مختصر بیس برس کے سن مین بسبب امراض بار د خود بخود زبان بند ہو گئی اور بذریعہ تحریر کلام کرنا اختیار کیا اسیطرح کار ہی اور خاموشی مین شعر گوئی درجہ کمال کو پہنچی اور امرا اور شرفا کہ مشتاق و مداح ہوئے اور اکثر لوگ شاگرد ہوئے اور سی عالم عروج مین بعد امتحانات کامل صاحب عالم مرزا ہمایون بخت بہادر بھی شاگرد ہوئے بکوشش تمام اونھون نے دیوان انکا جمع کیا وہ دیوان ایسا ضائع ہوا تلف ہوا کہ ایک غزل بھی اوسمین کی ہاتھ نہوئی پھر اسی اثنا مین ایک واسوخت نہایت عاشقانہ اور دلچسپ ایکسو دس بند کا کہا ایک دوست نے وہ واسوخت انکے ہاتھ سے لیکر اپنے پاس بند کر رکھا اور کہا کہ یہ واسوخت باعث شہرت کا ہوگا کسو امیر اور کسی انکے دوست اور شاگرد کے پاس نہوگا انھون نے بہت اوس واسوخت کو مانگا مگر اونھون نے نہ دیا اوس واسوخت کے بعد ہو واسوخت مشہور کہ شہرہ آفاق ہی اور تین سو ساٹھ بند کا ہی سنہ ۱۲۵۹ ہجری مین تصنیف کیا اس واسوخت کے تصنیف کرنے مین تین بار ایسے علیل ہوئے کہ نوبت ہلاکت کو پہنچی تھی ابھی واسوخت مذکور ناتمام ہی تھا کہ دلکو شوق زیارت عتبات عالیات پیدا ہوا اور سنہ ۱۲۶۱ ہجری مین زیارت سے مشرف ہوئے اور ببرکت روضہ جناب امام حسین بعد دس برس کے جو زبان بند ہو گئی تھی خود بخود درگہ مطہرہ مین بعد دس برس کے گویا ہو گئی اور سدن سے باتین کرنے لگے مگر کچھ لکنت زبان مین تا مرگ رہی ایک برس مین زیارت سے مشرف ہو کے پھر وارد لکھنو ہوئے اور واسوخت ناتمام کو تمام کیا اور سنہ ۱۲۶۴ ہجری مین ایک محفل قرار دی

کہ تمام امرا اور رؤسا اور شعرائے شہر جمع ہوئے اور وہ واسوخت باوجود اس طول کے ایک جلسے مین پڑھا گیا اور پھر بھی لوگ مشتاق رہے
بعد اوسکے وہ واسوخت صدہا بار شہرون مین چھپا اور آج تک چھپتا جاتا ہی بعد اسکے احباب نے فرمایش کی کہ قصۂ راجہ اندر اسطرح
نظم کیجیے کہ جسمین غزلین اور مثنوی اور ٹھمریان اور ہولیان اور بسنت اور ساون اور دوادے اور چھند ہون تاکہ اس زبان
مین بھی طبیعت کی جودت اور ذہن کی رسائی دیکھین بسبب اصرار ہر دوست و یار چار و ناچار سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین یہ قصہ
تصنیف کیا اور اندر سبھا اوسکا نام رکھا کہ آج تک خاص و عام کی زبان پر جاری ہی اور صدہا مرتبہ چھپنے کی نوبت آئی مگر چونکہ
اندر سبھا کا تصنیف کرنا خلاف شان و تہذیب جناب مغفور تھا اس لیے اس کتاب سے اپنا تخلص نکال لیا اور جابجا بجائے
تخلص لفظ اوستاد رکھدیا مگر عاشقانہ غزلون مین جو تخلص امانت تھا وہی باقی رکھا پھر سنہ ۱۲۶۹ ہجری مین چند غزلین اور
مسدس و مخمس اور ترجیع بند اور خمسہ ایک جا جمع کیے اور گلدستۂ امانت اوسکا نام رکھا یہ بھی کئی بار
شہرون مین چھپا اور مطبوع خلائق ہوکے مشہور ہوا اور جب یہ مرحوم و مغفور زیارت عتبات عالیات سے مشرف ہوکے
آئے تھے مرثیہ گوئی اختیار کی تھی پہلے سب کے ہند کے حال کا مرثیہ رزمیہ ایسا کہا کہ موجد اس مضمون کے ہوئے یہ مرثیہ
ایسا مجالس مین پڑھا گیا اور مرغوب خلائق ہوا کہ اہل مطابع نے بسبب شہرت کے چھاپ دیا بعد اسکے سو سوا سو مرثیہ
رزمیہ و بزمیہ فصیح و بلیغ محاورہ اردو مین کہ جنمین مضامین تازہ ہین تصنیف کیے کہ مجالسہائے شہر اور مجمع ہائے شرفا اور امرا
اور شعرا مین پڑھے گئے اور شہرۂ آفاق ہوئے بلکہ آج تک اس شہر بلکہ اور اکثر شہرون مین مشہور و معروف ہین اور لوگ مجالس
مین پڑھتے ہین بعد اسکے مغفور کو شوق پہیلیان اور چیستان اور معما کہنے کا ہوا کہ بڑے بڑے نکتہ فہم اور سخن رس
اوسکے بتانے اور بوجھنے مین عاجز آئے قصہ مختصر شہر جمادی الاول کے اٹھائیسوین تاریخ روز سہ شنبہ وقت عصر
سنہ ۱۲۶۵ ہجری مین عارضۂ استسقا سے انتقال کیا شہر لکھنؤ مین قریب امام باڑۂ آغا باقر مسافر خانہ مین اوس آفتاب علم و کمال
کو زیر زمین چھپایا گریان ہر دوست و غمگسار ہوا زمانہ اندوہ سے نظرون مین تیرہ و تار ہوا روز مجلس سوم اس حقیر نے
اون مغفور کے احباب اور تلامذہ کی خدمت مین عرض کی کہ اس ذرۂ بے مقدار کو منظور ہی کہ دیوان ان مرحوم کا مرتب ہو
لہذا سب کی خدمت مین عرض ہی کہ جسقدر کلام جسکے پاس ہو اس حقیر کو عنایت کرے چند غزلین اسطرح ممکن ہوئین اور
اکثر غزلین جو نازک عاشقانہ مزاج کی زبان پر تھین کاتب بھیجکر اونھین لکھوایا اور مسودات مصنف سے مطابق
کرکے داخل دیوان کیا قصہ مختصر تین برس چھ مہینے یعنی سنہ ۱۲[illegible] ہجری مین اس دیوان بلاغت عنوان کو مرتب کیا
اور تاریخی نام اسکا **خزائن الفصاحت** رکھا جو کہ اب چھپوانا دیوان ہذا کا بنظر تفریح طبائع ہر خاص و عام کے منظور
ہوا لیس حق تصنیف جانب والد مرحوم سے اور حق تالیف جانب اپنی سے حافظ عبد الستار خان صاحب حافظ دوست محمد صاحب
کو ہبہ کیا لہذا اب ناظرین مشتاقین اور صاحبان مطابع سے امید ہی کہ جب اس گلستان بیخزان کی سیر کرین اس حقیر کو بدعائے خیر
یاد فرماوین اور بغیر اجازت صاحبان موصوفین کے قصد طبع کا نہ فرماوین فقط

بیمن توفیق خالق دو جہان رنگین فرمائی گلشن سخن

از تصنیفات جناب سید آغا حسن مغفور متخلص بامانت فراہم کردہ جناب سید حسن صاحب متخلص بہ لطافت خلف معتمد ... مسیح

دیوان بلاغت

حسن لطف فصاحت

۱۲۷۸

حسب فرمایش مخزن مروت و احسان مکرمی و معظمی حاجی حافظ محمد عبد الله خان صاحب دام اللطف بہ اہتمام احقر العباد درگا پرشاد

در مطبع خاص منشی درگا پرشاد لکھنوی محلہ نوازگنج طبع شد







بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا کیا ہی کرم مجہ پہ خدای دو جہانکا
شکر اوسکا ادا کر سکے کیا منہ ہی زبانکا

تازہ ہی چمن حمد خدای دو جہانکا
کچہہ دخل نہین گلشن قدرت مین خزانکا

جو آگیا اس راہ مین سالک ہی بہٹکا
گمراہ ہوا جو نہ یہان کا نہ وہان کا

دریای کریمی مین ہین سو طرح کی جلوے
دیکہو صدف چشم مین عالم دُرِ جان کا

صحرا مین نہ دریا مین نہ پنہین نہ فلک پر
موجود ہی پر نام نہین اوسکی نشان کا

دیکہی تو کوئی غور سے قدرت کے کرشمے
شادی کہین پہنچی کہین غم ہی جہان کا

دریای غضب جوش مین آئی تو غضب ہے
غرقاب سفینہ ابہی ہو جای جہان کا

غم اپنا وہین ہو گیا شادی سے مبدل
جب نام لیا رنج مین اوس راحت جان کا

ہم قدرت اللہ کی ہو جاتی ہین شیدے
عالم نظر آتا ہی اگر حسن بتان کا

بلبل کیطرح عشق مین نالان ہین اوسکی
ہی جو گل یکتا چمن ہر دو جہان کا

پوشیدہ بہلا کر سکی اوس سی کوئی کیا بات
دانندہ و واقف ہی وہ ہر راز نہان کا

دم مارنی کی جا نہین جب ایسا ادراک
حقا کہ وہان دخل نہین وہم و گمان کا

لب پر یہی مصرع رہی ہر وقت امانت
شکر اوسکا ادا کر سکے کیا منہ ہی زبان کا

اگر پیدا نہ کرتا ای محمد تجکو دنیا مین	نشان ظاہر نہ ہوتا زمین چرخ اخضر کا

امامت پنجتن کی پیروی کرنا مقدم ہے
سوا اسکے نہین کوئی وسیلہ روز محشر کا

مداح مین ہوا شہ گردون جناب کا	ذرہ کو حق نے رتبہ دیا آفتاب کا
لکھا جو وصف روئی شہ بوتراب کا	مطلع ہوا نظیر افق آفتاب کا
ہی دل مین نور عشق رخ بوتراب کا	جلوہ ہی ایک ذرہ مین سو آفتاب کا
عاشق ہوئی ہین ازل سی رخ بوتراب کا	عالم ہو داغ دل مین جیون آفتاب کا
ہمنام ہی جو دور فلک مین شراب کا	اس ڈر سی کانپتا ہی بدن آفتاب کا
ظاہر ہی سب پہ تذکیون بوتراب کا	روشن ہی ذرہ ذرہ پہ حال آفتاب کا
ور سنتا ہی حال علی کی عتاب کا	اس ڈر سے کانپتا ہی بدن آفتاب کا
پر تو ہی دل مین عشق رخ بوتراب کا	ہی عکس اپنی آئینہ مین آفتاب کا
کافر ہو جسکو ذوق ہو جام شراب کا	ہی جوش اپنی سینہ مین کوثر کی آب کا
وصف ابوتراب مین چلنی لگا قلم	رستہ بتا دیا مجھی ملک ثواب کا
مین جوش عشق ساقی کوثر سی ہستیان	تہا ہی نشہ اور کسیکو شراب کا
سائل علی سی ہین می کوثر کی ایک	ساغر ہماری ہاتھ مین ہی آفتاب کا
اسکی سموم قہر جو دریا کا رخ کرے	ہو جائے قحط مردم آبی پہ آب کا
گن گن کے کاٹتا ہی جو سب علی مین دن	دھڑکا نہین ہی کچھ اوسی روز حساب کا
کیفیت شراب طہورا جو پل سکے	جی پھر گیا شراب سی مجھ دل کباب کا
لیا آبرو وہی نشست نجف کے غبار کے	گردون پہ جا کی بنتا ہی لکہ سحاب کا

خوش قدم بنی دلِ وحشی کو تعلق نہوا
سرو کی طرح میں جس باغ میں آزاد آیا

چالیں رفتار کی سیکھا ہو وہ گل اے قمری
ٹھوکریں کھائیں کوئی ڈھنگ ترا شمشاد آیا

رعب سے زرد ہوا چہرۂ مریخ فلک
سرخ جوڑا جو پہن کر مرا جلاد آیا

تو نے اے دشتِ جنوں پاؤں نکالی یا تک
ہتھکڑی ہاتھ میں پہنانے کو حداد آیا

لی اڑا دی گو سوئی دشت ہوائے وحشت
پھر یہ جھونکا مجھے کر دینے کو برباد آیا

کسقدر دل سے فراموش کیا عاشق کو
کبھی آپکو بھولے سے بھی میں یاد آیا

مرغ بسمل کی طرح باغ میں تڑپی بلبل
گل لگا کر جو قفس لے مرا صیاد آیا

قدِ جانان کا بندھا ہی چمن دہر میں رنگ
چھپ چھپ کے لیکیوں باغ میں شمشاد آیا

غسلِ صحت کی خبر سنکے ہوا خشک لہو
خون میں نہلانے کو فوراً مجھے جلاد آیا

دم چرایا یہ قفس میں کہ کیا اوسنے رہا
چلبلاہٹ سے مرے دام میں صیاد آیا

دل ہوا سیرِ گلستان کے نظارے سے نہال
شجرِ قامتِ دلدار سے مجھے یاد آیا

سربلند کر لالۂ کہسار کو شیرین نے کہا
میرے پابوس کو خونِ سرِ فرہاد آیا

ہو گئی قطع اسیری میں امیدِ پرواز
اوڑ گئے ہوش جو پر کاٹنے صیاد آیا

یار کا کھیل ہوا لڑ گئی عاشق کی نصیب
غیر بولا جو فراموش تو میں یاد آیا

خبرِ فصلِ جنوں پائی تو لیکر زنجیر
غل مچاتا مرے دروازے پہ حداد آیا

آتشِ عشق کا پا کر مری رگ رگ میں اثر
آپ ہمراہ سے لیے نشترِ فصاد آیا

بلبلِ زار سمجھ کر یہ رعایت سوجھی
رگِ گل سے مرے پر باندھنے صیاد آیا

سخت جانی نے مری پھیر دیا سندہ میں
دل کڑا کرکے اگر خنجرِ فولاد آیا

ہوں وہ بلبل کہ خریدار نے منہ پھیر لیا
دام مجھ پر نہ لگانے کوئی صیاد آیا

۵

حسین ہین اسکی آئینہ مین خط رخ کی ست
مل بہار آئی ہوئین گرم ہنسیان
ہر طرف ہی آمد رشک مسیح ہی
جاتا نہین تصور گیسو کسی طرح
پیری مین داغ عشق دکھائی گی عروج
آخر کو ہو گیا کسی شمشاد قد کا عشق
ہر خوش لقا کی آنکھ ہی گیسوی یار پر
سے عدو پیا مرا داغ جنون ہی تاج
مردو کے دل واسطے ہلالی تیر ہین
آتا ہی سبزہ خط جبین مل کے سار ہین
مین عشق چلیم مین جو ہوا زار و ناتوان
صیاد کے عتاب سی آئین ہی مرغ دل
پاتا ہون حقیقت مین ہر رنگ کا شجر
ہی پہنچی ہاتھ کوچۂ جانان کا انتظام
لاتا سدا ہی راگ بتون کی خیال مین
مردم کی ہی نگاہ مین عیب سبی ہر
کرتا ہون قسم مین تیغ زبان سے عدو کو قتل
ہنگام رقص لطف سی نکلی تڑپ کی صاف
جب آنکھ بند کی نظر آیا وہ خوش لقا

سبزہ چمن کا روندرہی ہین غزال کیا
ہر سو شراب کھینچ رہی ہین کلال کیا
نام خدا ہی آج طبیعت بحال کیا
زنجیر مین پہنسا مرا پائی خیال کیا
ہی آفتاب صبح کو بیم زوال کیا
دل سرو سی لگا کی ہوا ہون نہال کیا
ملک ختن مین دوڑ رہی ہین غزال کیا
ہین تخت سلطنت کو سمجھتا ہون پال کیا
وقت خرام یار کو سوجھی ہی چال کیا
ٹپا ترانہ دادرہ دہرپت خیال کیا
پائی نگہ سی آونچی کیا پائمال کیا
صیاد حرام کو وہ کریگا حلال کیا
پتھر بھی ہی خدا کے کرم سی نہال کیا
آگی رقیب پاؤن بڑہائی مجال کیا
ہوگا خدا کی سامنی صوفی کا حال کیا
چشم صنم مین شاخ نکالی غزال کیا
تلوار سی جبین کی کوتوال کیا
توڑا تمہاری کانٹی مچھلی نی جال کیا
رہتا ہی عین خواب مین اسکا خیال کیا

گلوری غیر کی بھیجی وہی تب مینے کھا | سمجھ کے کھا لو یہ پان ہی لگا دیکا
شب وصال مین اسکے تھا رقیب کا خوف | ہوا ذرا کہین کھٹکا تو دل سرک کھٹکا
عروس مرگ کو پایا جو اپنے قابو مین | گمان ہوا مجھی تابوت پر چھپر کھٹ کا
نظر پڑا جو وہ درگاہ مین رقیب کے ساتھ | علم کے سامنی سر پٹنے جا کی دے پٹکا
مسہری پھولونکی اسکی لحد پہ آہہنی | جو مونی والا اٹھائی آسمان چھپر کھٹکا
پڑی جو عالم ہستی مین آفتاب پہ نگہہ | خم فلک کو مین سمجھا شتر کا مٹکا
ہتونکی آتش فرقت سی پہکتا ہی جگر | یہ وہ آہ نہین ہی ہو جو ن کہ کھٹکا
خیال زمزمۂ عندلیب کا ہی کسے | گلوی یار کا ہمکو پسند ہی کھٹکا
ہر اک گوپیچ سی کیا اسکی مار کہتا ہی | مگر سیانپ نی سیکھا ہی زلف کا لٹکا
حرم کو جاؤن کہ بیت الصنم کو یا ایند | غضب ہو مین دو رستے مین آ کی بہٹکا

گلونکی عشق مین ہوتا ہی اے امانت خار
کبھی سے گلشن عالم مین دل نہ تو اٹکا

روح کو راہ عدم مین مرا تن یاد آیا | دشت غربت مین مسافر کو وطن یاد آیا
چھپے بھول گئے کنج و محن یاد آیا | رو دیا مینے قفس مین جو چمن یاد آیا
آگیا میری جنازی پہ جو وہ شمس لقا | کر چکے دفن تو یارونکو کفن یاد آیا
مین وہ ہون بلبل بستانہ کہ جا ہون نہال | بہول کر کنج قفس مین نہ چمن یاد آیا
ہچکیان آتی ہین کیون عالم غربت مین | گیا عزیزونکو مین آوارۂ وطن یاد آیا
رنج جاتا نہ نظر کرکے ہی مند ہا گل کا خیال | قد کو دیکھا تو مجھے سرو چمن یاد آیا
بی نشانی سی نشان ہو گیا مانی کو | کھنچ چکا یار کا نقشہ تو دہن یاد آیا

حیران جو وہ استادہ ہی بیٹھا ہوئی بازو
عالم ہی دریا مین آئینہ کے گھر کا

باتین تری تا چند بھلا سخت و درشت
پتھر نہین ای بت یہ کلیجہ ہی بشر کا

آفت کی ہوا لا کہ چلی باغ جہان مین
پتّا بھی نہ کھڑکا مری گلشن کی شجر کا

آک نہ وزیبا نکی نزاکت مین پڑا بل
زلفون ہی مین الجھتا ہی پڑا سوی کمر کا

دہنت اوسکی ستارونکی مہ نوکی مین ابرو
خورشید کی رخسار مین ماتھا ہی قمر کا

فرق آنیگا ای بت مری رستہ مین سر آ
زانو سی خدا کی لیے گردنکو نہ سر کا

جلتا ہی جگر جای جہنم مین یہ گرمی
جو نالہ نشوان ہی شرارا ہی سقر کا

جاری ہی لہو آنسو ونکی طرح سنے قاتل
ہر زخم ہی شاگرد مری دیدہ تر کا

کعبہ کی نہ بتخانہ کی دی اوسنی اجازت
رکھا مجھے کافر نے ادہر کا نہ ودہر کا

ہی قدرت حق اپنا صنم خانہ **امانت**
جو بت ہی سو مختار ہی اللہ کی گھر کا

ہی یار دلا دور پیمانہ ہوا تو کیا
میخواری ہوئی تو کیا میخانہ ہوا تو کیا

پریونکی محبت مین اک حال ہی دونونکا
فرزانہ ہوا تو کیا دیوانہ ہوا تو کیا

جب وصل نہوا ای دل دلدار سی کیا حاصل
رنجش ہوئی پہر تو کیا یارانہ ہوا تو کیا

میخانہ الفت مین دونون ہین لا یکسان
ہشیار ہوا تو کیا مستانہ ہوا تو کیا

رسوای جہان ہوکر بہتر ہو دلا جانا
اپنا جو ہوا تو کیا بیگانہ ہوا تو کیا

جب دلکو ہوی وحشت بیکار ہی آبادی
بستی ہوئی پہر تو کیا ویرانہ ہوا تو کیا

جب بت ہی **امانت** ہو جبکر ہی لیئی ہی کیا حاصل
مسجد ہوئی پہر تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

میں نے خاک کا نقشہ میں امانت کہون غزل
کھو بیٹھا گیر ایک سخندان یکلگ

اشک ابھی دیدۂ تر ہجر مین جاری رکھنا
سیکو گلگشت ہی وہ سیر چمن تھی تم
ہون نہ دیوانونکی نظر ہمین سبک بیداد
ذبح کرنا مجھی قاتل مژہ و ابرو سے
قصد اغیار سے رہتا ہی تجھی بنسی نسا
سوگ کہنا کہ نہ کہنا مگر ای شیک سحر
سر کو ٹکرا ونگا تا حشر لحد کے اندر
ہی شب وصل کہی بیتا ہوت اودیدۂ تر
گرمی عیش سہی نکلی نکہتِ دل کا بخار
جان نکلے گی مری نکہت گل کی ہمراہ
ہم بھی عاشق ہین ترے دیکھ کبھی ہم پر
نوک مژگان نے کیا ہی ہمین بت بیداد
لیچلی وحشت دل ہمکو تو زنار کی طرف
غیر کی گھر مین ہی در پردہ ترا آمد و رفت
ہان کسی غیر سے کرنا سر محفل نہ کلام
شجر قد مین نکالی نکوئی گلرو شاخ
آشنا کوئی نہیں مجھ جہان مین اید

آبرو ہجر محبت میں ہماری رکھنا
نہ قدم باغ میں ای بادِ بہاری رکھنا
طوق و زنجیر مرے واسطے بھاری رکھنا
تیغ رکھنا نہ گلے پر نہ کٹاری رکھنا
سخت مشکل ہی ملاقات تمہاری رکھنا
دو قدم دوش پہ میت تو ہماری رکھنا
تختہ تربت کے سرہانے کوئی بھاری رکھنا
آج موقوف ذرا گریہ و زاری رکھنا
تب مین اغیار کو ای ایزد باری رکھنا
در گلزار پہ تیار سواری رکھنا
بھولنا سبکو مگر یاد ہماری رکھنا
بالی تلوار کی تربت پہ کٹاری رکھنا
عندلیبو خبرِ فصل بہاری رکھنا
بس کے مرقد پہ نہ اب لا کی سواری رکھنا
آج ای غنچہ دہن بات ہماری رکھنا
دوش پر کب تمہین لازم ہی ستاری رکھنا
چاہ کی راہ نہ ہمچشمون سے جاری رکھنا

تن لاغر پہ سایہ پڑ گیا گر بید مجنوں کا | تو جسم ناتواں کا نہ پائے رنگ بید مجنوں کا
رکھا ہے صلح ہمنی نام اپنی طبع موزوں کا | پسند آتا نہیں یعنی کہ لڑنا اسکو مضموں کا
رگوں سے پر تو عالم شناختا ہے بید مجنوں کا | ہمارا جامۂ تن کیا کوئی دامن ہے ہاموں کا
دل دیوانہ ہے اپنا قفس ایسے قد موزوں کا | یقیں ہے قامت لیلی پہ جھکو بید مجنوں کا
لب خشکیدہ نے اپنی گھٹا بارش ہے ہاموں | ہماری دیدۂ تر نے ڈبویا نام جیحوں کا
بڑھا رہتا ہے خط اوس شوخ کی رخسار گلگوں کا | گھٹاتا ہے مگر منشور حسن روز افزوں کا
ہوا مائل گزک پہ شیشہ اپنی طبع موزوں کا | کباب اس مادۂ گلشن کو چاہیے ہے مرغ مضموں کا
نیا وہ خیال سے ہو کہیں نہ عشق اوس چشم میگوں کا | پہنچ سکتا نہیں کیفیت ہی کو نشہ افیوں کا
فقط گل ہی نہیں ہے شیفتہ رخسار گلگوں کا | ہوا ہے سرو بھی عاشق تمہارے قد موزوں کا
لبیو ہے تپ ہوا کسی لیلی کی فرقت میں | عرق تپ کے لیے کیجو اور برگ بید مجنوں کا
ادی صورت سے روتا ہے لہو آنسو سے قاتل | کھینچا ہے جسم سے نقشا ہمارے چشم پرخوں کا
وہ سرگشتہ ہوں [illegible] | مری گردش سے آگے گرد ہے چرخ گردوں کا
پریشاں حال ہے کچھ اندنوں زلف چلیپا کا | تری لیلی پہ ہیجان جہاں عالم ہے مجنوں کا
ہوا اہل زمیں کو ہالہ مہتاب کا دھوکا | بگولا جا لگا گر آسماں کو میری ہاموں کا
مسیحا لب جاں بخش کے اعجاز کا قائل | متقر ہے سامری ہیبت تری آنکھوں کی افسوں کا
سراسر مندرج معشوق عاشق کے مضموں ہو | مراد دیواں نہیں ہے قصہ یہ ہی لیلی و مجنوں کا
خط سبزہ تہ لب کے تری کیا دھوم سوا | جہاں میں آج طوطی بولتا ہے لعل میگوں کا
اوڑا دے جادو جہاں [illegible] آنکھوں کو | سنا کرتی ہیں پھر خواب ہم افسانہ افسوں کا
قضا نے ایسے مجھ زار کو زیر زمیں پہنچا | [illegible] تا نہ اس کا نٹی ہی دو نکا

ہوتی غفلت نہ کبھی تجھکو جو ہستی میں
مے وحدت کا جو مجھکو کوئی ساغر ملتا

بزم عالم میں اگر ڈھونڈھتے ہم لیکے چراغ
تجھسا اے گورانہ پھر انکو کوئی گھر ملتا

طاق ابروئے صنم نے ہی کیا دیوانہ
خوب سر پھوڑتے کعبہ کا جو پتھر ملتا

ہوں وہ گم گشتہ کہ کہتا ہے نجم مجھسے
تیرے طالع کا نہیں ہے مجھے اختر ملتا

دور خمخانہ میں ہوتا جو ہمارا ساقی
کسی کم ظرف کو اک بھی کا نہ ساغر ملتا

نکہت گیسوی جاناں جو پریشاں ہوتے
چھانتا شہر میں سارا تو نہ عنبر ملتا

رخ جاناں پہ بناتا میں کوئی خال سیاہ
مشک خالص اگر اک تل کی برابر ملتا

کھاکے افیون چمن دہر میں مر جاتا تو
داغ میرا سا جو اے لالۂ احمر ملتا

کس سے پوچھوں رخ جاناں کی خبر حیراں ہوں
اب تو آئینہ بھی مجھکو نہیں گھر پر ملتا

ہے عجب طرح کی عالم میں نفاق انگیزی
دیکھا اسکو وہیں شیشہ سے جو ساغر ملتا

خانہ گور نصیبوں سے ملا ہے ازل
مر کے جی اٹھتے تو ایسا نہ ہمیں گھر ملتا

عشق مژگاں میں نہیں چین امانت کو پل
کاٹتے اپنا گلا آپ جو خنجر ملتا

غیر سیاہ رو کی وہ فن سے نکل گیا
سورج گھٹا کی چاند گہن سے نکل گیا

نالہ کبھی جو اپنے دہن سے نکل گیا
اک تیر تھا کہ چرخ کہن سے نکل گیا

دم اسطرح ہماری بدن سے نکل گیا
جیسے کوئی رئیس وطن سے نکل گیا

آئی نظر خزاں میں جو سوکھی ہوئی درخت
گلچیں لگا کے آگ چمن سے نکل گیا

جکڑا اسے ہوئے مجھکو جو فصل بہار میں
تڑپا میں اسقدر کہ رسن سے نکل گیا

فصل جنوں نکالی اپنی لحد پہ ہوا جو ذکر
مردہ تڑپ تڑپ کے کفن سے نکل گیا

وقت نظارہ لیا بوسہ رخ رنگین کا
شجر قد مین تو وہ میوۂ بالا رہے
اوس پری نے مجھے بلوایا محل مین لئے
میرے ہاتھو نسے ملی شکر پنجہ کو شکست
ہوئی اسد رجعہ ترقی تری دیوانگی

پھول اک ہمنے دم سیر گلستان توڑا
کسی نے تجھے ای سیب زنخدان توڑا
آہ نے قفل در قصر سلیمان توڑا
کف پا نے سر ہر خار بیابان توڑا
ہو گیا شہر مین زنجیر کا جانان توڑا

مر گیا دھیان مین نوک مژہ قاتل کے
دم امانت نے تہ خنجر بران توڑا

خون آنکھو نسے وان بہر رخ رنگین ہوا
قتل ہو کر بہی دلا مین باعث تزئین ہوا
وقت گریہ گر خیال ساعد سیمین ہوا
ہو گیا ہر غنچۂ گل نافۂ مشک ختن
سوتی سوتی اوٹھہ گیا تہا سیج سی وہ نازنین
گیسوئے مشکین کی گشتو نکو جو کہائین بان
آئینہ خانہ مین لیجا نہ تنہا ایدل او
تا کہ دیکہا جو اوسنے نگاہ مہر سے
مرغ دلکو میری وہ آنکہین اوڑا کر لی گئین
ہجر کی شب کو دعا مانگی جو مینے موت کی
مر گیا بس سنکے اوسکی کتابی کا بیان
بولی ستانہ ہلانی کی نہین کچہ احتیاج

ہجر مین اپنا گریبان دامن گلچین ہوا
خون سے اپنی پیرہن داغ شوخ گلکار تنگین ہوا
اشک کا قطرہ ہر اک گہل کر گل نسرین ہوا
وا جو گلشن مین تمہارا گیسوئے مشکین ہوا
خار صحرا تن کو اپنی ہر گل قالین ہوا
تیری کوچہ کا ہر اک کشتہ غزال چین ہوا
اپنی صورت دیکہکر مغرور وہ خودبین ہوا
خوشۂ انگور رشک خوشۂ پروین ہوا
پنجۂ مژگان جانان چنگل شاہین ہوا
عالم بالا پہ شور نعرۂ آمین ہوا
مجکو ذکر مصحف رخ سورۂ یسین ہوا
اسقدر رعشہ مری تنکو دم تلقین ہوا

ابتو نگی عشق مین کیا جی کو مضطرب دیا
یہ دل دیا کہ خدانی مجھی عذاب دیا

زبان خار کو جب آبلون نی آب دیا
سبیل کا مجھی اللہ نی ثواب دیا

سوال بوسۂ ابرو کیا جو مینی کبھی
زبان تیغ سی سفاک نی جواب دیا

ہوے عشق مین قصہ بدنگی خیر ہوئی
جب آگ دل مین لگی آنسوون نی آب دیا

کمر عطا ہوئی عنقا دہن ملا نایاب
جو کچھ خدانی دیا تمکو انتخاب دیا

پڑہائی سوت کی طفلی مین آپ سہانی سبق
کفن بغل مین مری صورت کتاب دیا

وہ بحر حسن جو آیا تو یون کہا مرا دل
درخت خشک مین جیسے کسی نی آب دیا

کہا جو شہر خموشان کسی نی تکیہ کو
دہان گور سی مینی اوسی جواب دیا

وہ مست ہون کہ مجہی نذر میکدہ مین مدام
شراب جام نی دی سیخ نی کباب دیا

بہری حباب کے شیشہ گلاب سی مینی
حباب ہسکی چہری پہ چھینٹا میان آب دیا

کہونگا مرثیہ مجلس کرونگا ست سکے
مری سلام کا تمنے اگر جواب دیا

نکالون وصل مین ارمان کسطرح دلکے
خدائی شوق مجہی یار کو حجاب دیا

عطا کیا دل بریان کی بدلی بوسۂ چشم
کباب لی مینی لیا ساغر شراب دیا

چمن سی باد بہار یار مین جو گھر بہاگا
تو باغبان نی مجھے کھینچ کر گلاب دیا

سحر کو تخت پہ آیا نظر جو وہ شہ حسن
فلک نی نذر مین تاج آفتاب دیا

ہماری حشر کو کام آیا فرد عصیان
کتاب دیکھ کے اللہ کو حساب دیا

چمن مین ذبح کیا بلبلونکو بی تقصیر
قبای گلبن ہری شوخ نی شہاب دیا

شراب کی بہی بڑی منزلت زمانی مین
خدائی چرخ چہارم کو آفتاب دیا

چمن کی مجکو رعایت ہی اسقدر منظور
بجای آب گل سرخ مین گلاب دیا

بھرا ہو لونگی دولت مال و زر دو ہمن کے بلبل
گنوان دی جان بنا شیرین پہ شیر ینکا ہوا طالب
دل آفت زدہ اپنا نہ ابدا ہی ہاتھا لی
بنا نا منہ جو اوسکا یاد آیا مجکو غصہ سے
بہن کر سرخ جوڑا تم پی گلگشت چمن آئے
خیال آیا جو عریانی کا مجھ تنگ زمانہ کو

بنا گلچین کا گھر فصل بہاری مین چمن بگڑا
عجب عاشق تھا خسرو بھی سلطنت کو کہن بگڑا
بنا پیدا ناسور گر زخم کہن بگڑا
ہر ایک مضمون کا نقشہ دم صحبت مین بگڑا
گلونکا باغ مین کیا رنگ اے شنگ چمن بگڑا
تو بعد غسل میت سنگی مین نام کفن بگڑا

امانت ابروئی خمدار کا بوسہ تو لیتی ہو
بن آئے گی نہ کچھ تمکو اگر وہ تیغ زن بگڑا

وہ بت جب سنا حق خفا ہو گیا
تب ہجر سے دم فنا ہو گیا
خزان ڈر کے فورا ہوا ہو گئی
چمن مین جو آیا وہ رشک بہار
پسا جاتا ہی دل تری خال پر
چھوا دست رنگین سے اونے جو تنہ
ہوا غیر کو وصل قاتل نصیب
کیسی کیا رات بھر پائمال
کبھی اوس مسیحا کو پایا نہ خوش
کسی سے وہ دن مین اوس شاہ خوبان کا خط
صبا بھی پہونچنے نہ پائی قریب

خداوند عالم یہ کیا ہو گیا
قضا سے مرا حق ادا ہو گیا
چمن مین جو دخل صبا ہو گیا
تو رنگ رخ گل ہوا ہو گیا
یہ دانا مجھے آسیا ہو گیا
پسینا بھی عطر حنا ہو گیا
سر اپنا جو تن سے جدا ہو گیا
ترا رنگ کیا ای حنا ہو گیا
وہ اب زندگی سے خفا ہو گیا
کبوتر نے بھی اب تو ہما ہو گیا
ہوا دار اونکا ہوا ہو گیا

١٣

خوف عشق سی حضرت یوسف کی طاقت گھٹ گئی
جبکہ دامن کہینچنے دست زلیخا بڑھ گیا

نقد دل پر بھی نہیں دیتی وہ بوسہ زلف کا
کثرت عشاق سی گیسو کا سودا بڑھ گیا

کھا کی ٹھوکر منہ کی بہل گر گر پڑی ہیں شیشیاں
مجھسے کیا آگی کوئی آہوی صحرا بڑھ گیا

خاک پر صندوق سی بیت تڑپکر گر پڑی
کوچہ جانان سی جب اپنا جنازہ بڑھ گیا

گالیان سنکر بھی بوسہ لی آنکھونکا ملا
گھٹ گئی عزت تو بھی شیشوں میں بھی بڑھ گیا

امتحان ہی عاشقونکا کوچہ قاتل میں آج
دیکھیں آگی سر کہ ہی میں یا دل کسکا بڑھ گیا

منزل مقصود سی ہمکو رکھا کانٹون دور
گھٹ گیا تلووں کا خون ارمان صحرا بڑھ گیا

واہ ری سستی چلا اسکی جو گھر میں ناتوان
ہو گئی کم طاقت رفتار رستا بڑھ گیا

گھٹ گیا خط سیہ سے روی رشک کا فروغ
کالی آندھی سے چراغ حسن کا بڑھ گیا

بی بلا گھر سے آیا جو وہ لیلی جمال
بید مجنون کی روش نخل تمنا بڑھ گیا

کیا طراوت بخش ہی چاہ ذقن ای رشک گل
دو ہی دن میں عارض رنگین کا سبزہ بڑھ گیا

نازسی جب کہدیا ہاتھی تیرتی ایک ایک دن
ای صنم وہ ہاتھ عاشق کا کلیجہ بڑھ گیا

دیکھنا ترتا پھرے گا آسمان مثل حباب
ہجر میں جسدن سے میرے اشکونکا دریا بڑھ گیا

زلف جب بند ہنی لگی ہو گیا چلا رخ خو
رات جتنی گھٹ گئی دن ویسا ہی دونا بڑھ گیا

جب تک دیکھو امانت پڑھتا ہوا ہی ہیں آپ
کچھ بہت ہی آجکل صبا کا غصہ بڑھ گیا

صبح وصال زیست کا نقشہ بدل گیا
مرغ سحر کے بولتے ہی دم نکل گیا

خالی مکان دیکھ کے وہ شوخ ٹل گیا
افسوس ہی کہ گھات پہ آکر نکل گیا

ایک میں تو کیا کئی ہزار دن پڑ گئی
لیکن نہ ای پری تری زلفوں کا بل گیا

[illegible]

جیتا رہا اوٹھا نیکو صدمی فراق کی
دم وصل مین ترانہ **امانت** نکل گیا

پھر بلبل ہی گذرا اوس غیرت شمشاد کا
آیا زندان مین قدم کس وحشی ناشاد کا
ٹکڑا کدن کہا گیا تھا نالہ مجھ ناشاد کا
جگمگاٹا رکہتا ہی دل عاشق ناشاد کا
باغ ہی بالکل سراپا اوس ستم ایجاد کا
ہی بہار گلبدن کیا بلبل خوش نغمہ کا
تھا نہ زنجیر کا پابند رہتا ہوں سدا
جان کر مژگان جانان نے نشتر کا لیا
بکہینا شوق سلاسل عشق زلف یار مین
عشق قد یار مین کیا ناتوانی کا ہی زور
فصد کہلنی مین جبین یار کا آیا جو دہیان
موم ہی فولاد تختہ جب کبہی بازو کرتی
خود فراموشی تمہاری غیر کی کام آگئی
اونگلیان سوئی سے نوا سیلی ہین فلک کی
خط لکہا کرتے ہین اب اک قلم مجکو
قد جانان کی تصور نے رولایا یہان تلک
عشق پیچان کا چمن مین جال پہیلا دیکہ

آج طوطی بولتا ہی غیرت صیاد کا
خانہ زنجیر مین غل ہی مبارکباد کا
آج تک نیلا بدن ہی چرخ بی بنیاد کا
کوچہ گیسو مین عالم ہی حسین آباد کا
چہرۂ گل کا انکہڑیان نرگس کے قد شمشاد کا
دم بہڑکتا ہی صدا آواز پر صیاد کا
گہر عبث ہو پوچہتے مجہ خانماں برباد کا
رنگ سیرا دیکہہ کر دل خون ہوا فصاد کا
ڈہونڈہتا پہرتا ہون گہر ملتا نہین جلاد کا
غش مجہی آیا جو سایہ پڑ گیا شمشاد کا
خون ہی اپنی پیرہن افشاں ہوا فصاد کا
تیری دیوانی کو زندان چاہیی فولاد کا
یاد کیجیے گا ذرا بھولی ہی کہنا یاد کا
لین گریبان ہاتہہ مین چرخ ستم ایجاد کا
پیچ سی دل توڑتی ہین عاشق ناشاد کا
حلقہ اپنی آنکہہ کا تہالا بنا شمشاد کا
بلبلونکو سرو پر دہوکا ہوا صیاد کا

دام گیسو مین جو پھنسا ہوگا
کام غمزہ سے بس مرا ہوگا
اک ادا مین یہ حق ادا ہوگا
اب وہان جلد کا تو کیا ہوگا
تیرا بیمار مرگیا ہوگا
نہ کسی طرح دم فنا ہوگا
ہجر مین زہر بھی دوا ہوگا
رشتہ الفت کا جیتے جی نہ ٹوٹیگا
تار روح کا یان بندہا ہوگا

رنگ لالا نہ اوسکے تلوون مین
مہندی پامال اسنے حنا ہوگا
یہان جو مین زار زار روتا ہون
وہان وہ پہولون سے ہنس رہا ہوگا
قتل کرتا ہے کیون نہ مجہی بت
نور و لعنت خدا ہوگا
ساتہہ گی ادہر ورق کیا ہی مجکو تو نہی
جیتے اختیار سے حقا ہوگا
کہ رہا ہوگا

کم رہے گا جو یار پہلو میں — درد دل کا مرے سوا ہوگا

مٹ گئے ہم جو اپنی چالوں سے — خط تقدیر نقش پا ہوگا

جب ہنسا ہوگا مسی ملنے میں وہ — غنچۂ سوسن کا کھل گیا ہوگا

ق

کبھی بار اوس سے جب کہا میں نے — بوسہ دیگا نہ مجھے تو کیا ہوگا

مسکرا کر وہ بت لگا کہنے — کوئی تجھسا نہ بیحیا ہوگا

ہونگی ہم تیری چال سے محرم — بند انگیا کا جبکہ وا ہوگا

یاد رکھیے گا کب امانت کو — دیکھیے وعدہ کب وفا ہوگا

شہرہ ایسا ہی ہوا جسم کی عریانی کا — گل کو شکوہ ہے مرے چاک گریبانی کا

ہمسری تجھ کبھی اوس زلف سی کی سنبل نی — آج تک دیکھ لو عالم ہے پریشانی کا

عید کو تیغ کھڑے تو تیغ ہو گیا خالی — صدقے عاشق کو کرو روز ہی قربانی کا

قلزم عشق میں ڈوبا ہوں بچا لی اب کون — ناخدا کوئی نہیں کشتی طوفانی کا

دیکھ کر زلف کو بیساختہ دل لہرایا — آج احوال کھلا اپنی پریشانی کا

آئینہ بھیج دیا میں نے عوض خط کی اوسے — حال لکھا نگیا صاف جو حیرانی کا

آبرو خوب رہی محفل ساقی میں وہ — ساغر می کے عوض جام ملا پانی کا

قتل عشاق کو کرتے ہو بلا کر گھر میں — خوب انداز نکالا ہے یہ مہمانی کا

دیکھ کر رخ کی صفا میں ہی نہیں ششدر ہوں — حال آئینہ سے پوچھے کوئی حیرانی کا

اسپ جانا نکو لکھوں گر عنان میں کیونکر — توسن فکر کو یارا نہیں جولانی کا

ہائی ناحق گئی فرہاد کی جان شیرین — کام دانائی کیا عشق میں نادانی کا

شدتِ گریہ نے میرا حال کیا تیلا کیا
جسم خاکی بھیگ کر اشکوں میں دلدل ہو گیا

مدتوں سے منتظر ہیں دیدہ و دل تر ہو ہین
کیا بلا دستِ جفائی آسمان شل ہو گیا

حسن کا جھگڑا پڑا تھا زلف و روئے یار میں
خط جو آیا بیچ میں سب قصہ فیصل ہو گیا

یار نے بوسہ لبِ شیرین کا جھنجھلا کر دیا
قسمتِ بد سے **امانت** شہد حنظل ہو گیا

حق نے مفلس کو یہاں ایسے سیم پیدا کیا
باغ عالم کے گلوں کے ساتھ زر پیدا کیا

ہاتھ پہنچا یار کے سیبِ ذقن تک اے فلک
بارے اپنی نخلِ الفت نے ثمر پیدا کیا

نالۂ اغیار سے ہونے لگا وہ بد دماغ
اب تو اپنی آہ نے کچھ کچھ اثر پیدا کیا

ہوش اوڑا دیتا ہے میرے دل کی شب بولکر
تجکو کیوں خالق نے اے مرغِ سحر پیدا کیا

چھپ چلا تھا زلفِ طولانی میں بل کھا کر پیچ و تاب
ہو شگافوں نے ترا موئے کمر پیدا کیا

ہو گئین شاعر شان ہین کے [illegible]
گھر جو اوسکا ڈھونڈ کر اپنا مہ پیدا کیا

ہاتھ میں نامہ لیے قاصد کے ساتھ آتا ہو وہ
نقشِ حب کا کیا مرے خط نے اثر پیدا کیا

کیا درخشاں ہے گریباں قبا میں جسمِ یار
آفتاب ایسا نہ اے جیبِ سحر پیدا کیا

پھرے نالوں نے رقیبوں کو جتایا رازِ عشق
شور کرکے کوچۂ جاناں میں شر پیدا کیا

ہو گئی رسوا عشق میں سیکھا لگا [illegible]
عیب کے صدقے میں ہم نے یہ اثر پیدا کیا

کھاتی کھاتی ٹھوکریں جا پہنچی اک دن تا بگور
در بدر پھر پھر کے آخر ہم نے گھر پیدا کیا

جان سرفرازی کی لا ابدا کا ہاں [illegible]
سعی پا جسنے اوسی نے دردِ سر پیدا کیا

خیر سے خالی نہیں جاں آفرینی کوئی بات
شافعِ محشر کی واسطے خیر البشر پیدا کیا

سبزۂ پشتِ لعلِ جاناں پر طلسمِ تازہ ہے
کیا عقیقِ لب نے بھی اپنا شجر پیدا کیا

ناتوان وہ ہون کہ مین اگر دم سیر چمن | دائم موج نکہت گل مین الجھکر گر پڑا
ذرہ افشانکی قریب بروی جانان تن مین | ماہ نو پر اختر تابان کا لشکر گر پڑا
سیری نالونسی لگی آتشکدہ مین آگ | پانی پانی ہو کے دریا مین سمندر گر پڑا

لاغری مین بھی **امانت** تو نہ چوکا اپنی چال
کوئی جانان مین جو پہنچا لڑکھڑا کر گر پڑا

مزا وصال صنم کا اوٹھائیگا پھر کیا | ڈرا جو ہجر سے وہ دل لگائیگا پھر کیا
کسیکی زلف کی جانب جو کھنچ رہا ہی دل | بلائی تازہ مری سر پہ لائیگا پھر کیا
دل خراب کو اک شمع رو کی لو ہی لگی | چراغ حسن سر اگھر جلائیگا پھر کیا
گھلائیگا مری یون ہڈیان جو توا ی غم | پس فنا سگ یار آ کی کھائیگا پھر کیا
الہی خیر ہو کیون جوش پر ہی دیدہ تر | کسی کی عشق کا طوفان اوٹھائیگا پھر کیا
لگا کی راہ پہ لایا ہی وہ رقیبون کو | پہنچکے گھر مجھے رستا بتائیگا پھر کیا
جو تنگ کوچہ سی ہر خدا نکل اے دل | یہان جو بیٹھا ہی صدمے اوٹھائیگا پھر کیا
نکالی غنچہ نی بات اوسکی مسکرانی کے | ہنسی ہنسی مین یہ مجھکو رلائیگا پھر کیا
جلی گا آپ جو ہر شعلہ رو کی فرقت مین | کسی کے دل کی لگی کو بجھائیگا پھر کیا
گلون کی دست حنائی پہ دم نکلتا ہی | جہان مین خون شدہ دل رنگ لائیگا پھر کیا
ہوا ہی دل مین پر اک غنچہ لب کی صحبت کے | یہ عشق تازہ کوئی گل کھلائیگا پھر کیا
الہی خیر پھڑکتی ہی آنکھ کیون بائین | غضب ہے وہ بھی دیدے دکھائیگا پھر کیا
جفا کو جان غنیمت گلا ستم کا نکر | بگڑ کی یار ہی اے دل بنائیگا پھر کیا
ازل سی یان خط قسمت کی جا ہی نقش قدم | مٹی ہوئی کو مقدر مٹائیگا پھر کیا

نادان کی محبت مین ہی سو طرح دھڑکا
دل وہ ہی کسی لڑکی کو بین ایسا نہین لڑکا

بولا وہ دکھا کر خطِ رخسار وجبین کو
قرآن کی تلاوت کرو ہی نور کا تڑکا

پروانو نکا خون ہوتا ہی سر پر تری ناحق
ای بادِ صبا شمع کو محفل مین نہ بھڑکا

آتی وی کبھی خاک پہ مجھ سوختہ تن کی
ای سیلِ فلک یار کی گھوڑے کو نہ بھڑکا

جی چاہا کہ نامہ ابھی لکھ کر اوسی بھیجون
دیکھا جو کبوتر کو تو کیا دل مرا پھڑکا

وحشت نی بنایا ہی مجھے نخلِ ثمر دار
پتھر نہ لگاوی کوئی ایسا نہین لڑکا

افشانکی تلی ہی تری پیشانی روشن
پوشیدہ ہی اس چاندنی مین نور کا تڑکا

بلبل کی دمِ سرد سی اک آگ پڑی ہی
ای بادِ صبا آتشِ گلزار کو بھڑکا

آنکھون مین ہی پھرتا سحرِ وصل کا عالم
اندیشہ رقیبون کا نہ اغیار کا دھڑکا

سوتا کسی مہ رو کا لپٹ کر وہ گلی سی
ٹھنڈی وہ ہوا صبح کی اور نور کا تڑکا

ناحق نہ امانت سی کہین جلنی لگی وہ
ای مدعی جاجا کی لگا آتش کو نہ بھڑکا

پرتو ہی آفتاب اگر روی یار کا
تارِ شعاع عکس ہی گیسوی یار کا

جلوہ ہی روئی گل مین اگر روی یار کا
عالم ہی سرو مین قدِ دلجوی یار کا

ہی صبحِ عید عکس اگر روی یار کا
سایہ شبِ برات ہی گیسوی یار کا

آنکھون مین کوئی بت نہ سمایا خدا گواہ
اللہ ری سحر نرگسِ جادوی یار کا

دوران سر ہو نکہتِ گل سی کس طرح
خو کر مرا دماغ ہی خوشبوی یار کا

سودا نہین مجھی گل و سنبل سی باغبان
دل شیفتہ ہی عارض و گیسوی یار کا

بلراج وار زرد ہو فیروزہ فلک
دیکھی جو نور تن کبھی بازوی یار کا

۲۰

سبب بالا میں رہا عشق قد جانان مین
آشیان طائر دل نے سر طوبی باندھا

رحم اوسنے نہ کیا جب تو دعا مین ناگہین
رتجگہ یار کی درگاہ مین چلّہ باندھا

ہون وہ گریان مری آنکھ جو گلستان مین کھلے
باغبان نے وہین ہر نخل کا تھالا باندھا

تیری مژگان نے نگاہین مری آنکھ مین سِیِین
عین چلمن پہ صنم آنکھ نے پردا باندھا

حاضری اوسنے چڑہائی مرا مرنا کھیلا
پھول مُن پائی تو تابوت مین سہرا باندھا

بادہ کش مثل صدف کھولی ہین حسین کسیو
منہ عبث شیشہ کا ساقی لب دریا باندھا

دست و پا کاٹ کی کوٹھی سی گرایا اونے
کشتہ کرکی مجھی دیوار کا پشتہ باندھا

سو ہو گئی الستہ دل و جان جگر
کھول کر زلف دوتا یار نے کیا کیا باندھا

دیجیان اوڑ گئین بلہو کی جب گرد شنین
پھاڑ کر آبلون مین دامن صحرا باندھا

خار فرقت سی ہوا سوکھ کی تنکا جب تن
گلعذارون نے تن زار سے دونا باندھا

پھلجھڑی آتش حسن تن روشن سی بنا
بند مین یار نے منجن کا جو نسخہ باندھا

پھول کھلتی ہین عروسان چمن کی شاید
دست ہر شاخ مین غنچہ نے جو کنگنا باندھا

اسی کہتی ہین تکلف اسی نازک طبعی
گیا الٹے تھان پہ اوس شوخ نے دھگوا باندھا

کھل گیا ہم پہ ستاری کا مستر ہونا
جگنو آنچل مین جو اونسے لب دریا باندھا

کیون حسینون سی علاقہ نہین کہتی دیتی
تجھے ہی دل پہ امانت کی اجارا باندھا

آغوش مین جو جلوہ گر اک نازنین ہوا
انگشتری بنا مرا تن وہ نگین ہوا

روشن قبر الحد پہ جو وہ مہ جبین ہوا
گنبد ہماری قبر کا چرخ برین ہوا

گنبدہ جہان مین کوئی نہ ایسا نگین ہوا
جیسا کہ تیرا نام مرے دل نشین ہوا

واہ ری تن کی لطافت کا اثر ای سیمبر
آتشیں پہنا جو لونی پیرہن آبی ہوا

یاد لب میں جب ترا بیمار رویا ای مسیح
اشک خونیں سی دامن نظارہ عنابی ہوا

شب کو نالوں نے عبث کھلا آتش بار رنگ
چرخ گھنچکر بنا مہتاب مہتابی ہوا

اسقدر رویا ترے دلسوز کی سوزش سے وہ
آگ کی اندر سمندر مردم آبی ہوا

بار محرم سے پڑی سینہ ناوک نیل
ای پری انگیا کا سب آب روان آبی ہوا

منہ جو دیکھا اوس قمر نی آ چلا پانچ
پھل لگا جو نخل گلشن میں وہ مہتابی ہوا

عشق نی کیا کیا حنا کی یہاں اگلا لہو
دل میں غم سینہ میں درد آنکھوں میں بیخوابی ہوا

آج آمد ہو **امانت** کس قمر کی تیرے گھر
چاندنی کا فرش جو بالائی مہتابی ہوا

رولائیگا یہ نہیں خون ہی غم یار جانا کا
بنے گا آسمان شیشہ شراب ارغوانی کا

نہ لینا ہاتھ امانت ہاتھ میں پیمانہ ساقی کا
اوڑا لیجائیگا دزد حنا چھلا نشانی کا

لہو منظور نہیں ہی ساغر شراب ارغوانی کا
مری آنکھوں میں ساقی نشہ ہی کوثر کے پانی کا

زمانہ مست ہی ساقی تری رنگین جوانی کا
دہن گویا ہے اک ساغر شراب ارغوانی کا

ہنسی تیا ہے ہر زخم بدن میرا جو قاتل
قفس میں ہے کیا دستہ قبائی زعفرانی کا

ستمگر نے تنگ کیا کرتی ہے اوسکا پھول نکلا ہے
کہ عالم سا وہی بالا ہے بیٹھ پر ہی کا بانی کا

شباب عمر میں چندم کیا اوس نے …
فلک سے خوب پھل ہمکو ملا باغ جوانی کا

جو ہو لبریز عشرت عمر کی کشتی مدد …
نہ رکھا کشتی ہستی کو کبھی محتاج پانی کا

بہار زندگی اکدم میں میرا تا عدم پہنچا
سفر ہوں میں تو قاتل آب خنجر کی روانی کا

نہانی میں سنہری تنگ کیا تیرا ابھی …
گمان ہی گلبدن آب روان پر … کا

٢١

بتکدہ دکھین ہی ہماری نالۂ دل کا جواب
ای صنم کوڑی کا ناقوس برہمن ہوگیا

ای فلک محتاج ہم مسکین ہین برسات کے
لگ گئی جس دم جھڑی اشکون کی ساون ہوگیا

ہوگیا جس رات سیر نالۂ شبوان بلند
آسمان کا قمقمۂ دنیا مین روشن ہوگیا

جس نے لکھ دیا زلف عرق افشان کا حال
ابر رحمت سیر حرف مین برق خرمن ہوگیا

سرمگین مژگان کی الفت نے کھلایا کس قدر
جسم لاغر اپنا میل چشم سوزن ہوگیا

چشم کیسون نے تیری ای رشک چمن کیا گل کھلائے
جو پڑا نیل اپنے تن پر برگ سوسن ہوگیا

ہون وہ زار و ناتوان نکلا جو [illegible] زلف
حلقۂ زنجیر گیسو طوق گردن ہوگیا

آگیا اوس شعلہ رو کو دہانی جو [illegible]
خانۂ دل مین کنول اک بستر روشن ہوگیا

اوسکی جاتی ہی اوڑ گیا اتنا محفل کا نور
شمع کا شعلہ چراغ زیر دامن ہوگیا

رخنہ ہر شی مین پڑا تیر نگاہ یار سے
پردۂ دنیا کا نظر بازی سے چلمن ہوگیا

باغ کی در پر کیا اوس گل کا یہانتک انتظار
جسم خاکی پشتۂ دیوار گلشن ہوگیا

کر دیا تن کو ہمارے کیا قبا نے بی فروغ
داغ سینہ کا چراغ زیر دامن ہوگیا

ہنگئی ساقین جانان سی جو شیشے پانچ
اک دو شاخہ نور کا محفل مین روشن ہوگیا

نشۂ می سی ہوا روشن چراغ حسن یار
ساقیا پانی سی شیشے کا روغن ہوگیا

کر دیا حسن صنم نے سبزۂ پشت ہنود
دیکھ جیب زلف سیہ کالی کا روشن ہوگیا

بتکدون مین وہ سر زندہ جانی کی اپنی ہوا
گر امانت رام وہ طفل برہمن ہوگیا

[illegible] سبزۂ خط کا بہار مین ہوتا
تری قدر یہ نہ ہوتا اگر یہ دل [illegible]

نہ بند یار کا طوطی ہزار مین ہوتا
جگر کا آبلہ کیون نوک خار مین ہوتا

چمن مین ہاتھ کا پانی جو یار سے چھلا
شگفتہ گل کوئی فصل بہار مین ہوتا

کبھی نہ قبر کی رونق کی آنکھ ہوتی بند
جو اپنا کام تری انتظار مین ہوتا

۲۲

۲۳

دل شگفتہ خاک ہو فرقت میں آہ کیونکر ہوا
جہو کا صرصر کا بہلا موج صبا کیونکر ہوا

کام اپنا ہو گیا منہ میں زبان لینی کی تہا
یار کا آب دہن آب بقا کیونکر ہوا

کیا تری وحشی کا زندا نکی طرف آیا قدم
خانۂ زنجیر میں محشر بپا کیونکر ہوا

خون عاشق شوخ تہا مہندی کی رنگت میں کہین
ہاتہہ تیرا یار پابند حنا کیونکر ہوا

تہا زلیخا کا گریبان گیر دست عشق میں
چاک پہر یوسف کا دامان قبا کیونکر ہوا

دیکہی مجنون نی جو وحشی کی صفت تصویر سے
بولا گہبرا کر کہ مجہسا دوسرا کیونکر ہوا

استخوان میں آتش غم نی تو رکہا تہا خاک
سیر سیری ٹہریان کہا کر ہما کیونکر ہوا

وصل ہونا یار سے میرا سُنا جب غیر نے
دفعتاً گہبرا کی بولا کیا ہوا کیونکر ہوا

داغ سے رفتا جاتا انکا دل شفاف میں
ہون میں حیران آئینہ میں نقش پا کیونکر ہوا

دست رنگین میں لپیٹی زلف اپنی ناز سے
قید دیکہیو پیچ سے دزد حنا کیونکر ہوا

طاق ابروئی صنم سے خال ہی حیران ہمین
عین کعبہ میں گذر کفار کا کیونکر ہوا

حلقۂ زلف صنم میں پہنس گیا دل کیا کہون
قید یہ پاک ختن میں مبتلا کیونکر ہوا

یار نی دیکہا جو یوسف کو کہا با ناز مین
چونک کر بولا کہ مجہسا دوسرا کیونکر ہوا

ناز سے وہ بت قدم رکہتا ہی بالای فلک
خاک پر ظاہر الٰہی نقش پا کیونکر ہوا

سجدہ اس بت کو کیا تو کافر کہنی لگا
توبہ کر توبہ اری بندہ خدا کیونکر ہوا

بول اوٹہا وہ سنتی ہی کب امانت کی خبر
کب ہوا اس جان کسے کیا ہوا کیونکر ہوا

الکرن جو دو رہو ہری کہینا شرار کا
مداح ہون کسی کی رخ بی حجاب کا

شیشہ جہنی فلک کا قدح آفتاب کا
زیبا ہی فکر شعر کو گوشہ نقاب کا

عاشق کی ہمکو دل شکنی کا یہ ہی خیال
بلبل کی آگی پھول نتوڑین گلاب کا

مستونکو ہے جو دور تو رکھیو یہ سچ مین
رکھین فلک کو طاق پہ شیشہ شراب کا

اوسنی گزک جو غیر کو دی قتل ہم ہوئے
خنجر کی باڑہ بن گیا ٹکڑا کباب کا

کاہیدہ ایسا ہو تری پھیر کو رشک مین
اوڑتا پھری ہوا سی ورق آفتاب کا

دل کھینچتا ہی جذب سی ہر گل عذار کو
شیشہ مین اپنی عطر بھرا ہی گلاب کا

اللہ ری تیرگی مری صبح فراق کی
روشن کیا فلک نی چراغ آفتاب کا

ثابت ہو بی ثباتی میخانہ جہان
ہر کشتی شراب مین ساغر شراب کا

معشوق سی جہان مین بنتا ہو جدا کبھی
عاشق بناتا کاش خدا انکو ٹواب کا

ایک شوخ شرمگین کا تصور ہی ہجر مین
ہی کسطرح گذر مری آنکھون مین خواب کا

کہتا ہی بی ثبات مگر عقل سی بعید
قائم ہی حوب موج پہ خیمہ حباب کا

دور فلک مین چین نہین اہل ظرف کو
گردش مین یان مدام ہی ساغر شراب کا

کس کس کا دل جلایا نہ اوس بحر حسن نے
ہی موج کی جگر مین پھپھولا حباب کا

ہفت رکھا ہی صفحہ ہستی مین جسکا نام
ناقص یہ ایک جز ہی ہماری کتاب کا

گلزار دہر مین جو موافق ہوا چلی
شبنم کو ہو عطر گل آفتاب کا

اکدم بھری جو بیٹھہ کی تجھہ بخت جانیکا دم
ٹوٹا نہ تھہر و لنسی پیالہ حباب کا

پابند ہین جو وضع کی ادل م ہین
عاشق سی چھوٹتا نہین شوق ثواب کا

کیا مشتعل ہی آتش رنگ حناے یار
اٹھتا ہوا سا لال ہی لو پار کباب کا

اوس زلف کی ہلوسی پریشان ہی جز جز
شیرازہ کھل گیا ہی ہماری کتاب کا

ظالم ہین دور چرخ مین مجرم ہین شیخ کی
بندوق کو ملا نہ پیالہ شراب کا

لی جاتی ہی دریا پہ تری چاہ مجھی ڈوبنی	ای بحر کرم دل سی یہ لہرا نہیں جاتا
دل زیست سی اب سیر ہی بیتاب وصل کا	ای دیو شب ہجر تجھے کہا نہیں جاتا
گیسو سی سلجھاوں میں کیا دل پہ پریشان	لاچار ہوں ولی ونس لفسی الجھا نہیں جاتا
جو صاحب ہستی ہی وہ ڈرتا ہی فنا سی	سو جون میں حباب ابلے پا نہیں جاتا

سنتے ہیں کہ مرتا ہی کوئی دن سے امانت
تو دیکھنے اے رشک مسیحا نہیں جاتا

لڑ کر رقیب یار کے گھر سی نکل گیا	مریخ آج برج قمر سے نکل گیا
ہونی نہ پایا وصل بھی تڑکی ہیں صبح کے	دم شام ہی کو خوف سحر سی نکل گیا
دندان صاف سے وہ زبان آ گئی نظر	اپنی نگہ کا تار گہر سے نکل گیا
الفت کا راز ہم سی چھپایا تو تھا مگر	آنسو تھا نہ دیدۂ تر سی نکل گیا
تیغ اوسکی معرکہ میں جو نکلی ہلال وار	شرمندہ ہوکی چاند سپر سی نکل گیا
چاہ ذقن کو دیکھ کے پہلے تھا بے وفا	ڈوبا کنوئیں میں جب بھنور سی نکل گیا
دیوانہ اسکا ان بنایا ہی اپنی کا یار نے	جب بن میں اودہر گیا وہ اودہر سے نکل گیا
بینی جو کی سحر کی سنا ہی شب وصال	نالہ گلوی مرغ سحر سے نکل گیا
دل کو اوبھارا چاہ زنخدان یار کے	میں غوطہ کہا کے آب گہر سے نکل گیا
مستی میں پیٹ میں لگای چکا تھا اوسکی	بہکا جو پاؤں ہاتھ کمر سے نکل گیا
شعلہ جو یاس سے ہی چھپا داہی پاپری	بجلی چمک گئی وہ جدہر سی نکل گیا

کیا مرتبہ ہوا ہی امانت کو دست یاب
سو انگلیان اوٹھیں وہ جدہر سے نکل گیا

ردیف بای موحدہ

لیکے آیا ہی جو ہری ہیری قفس کی نزدیک
قید ہستی سی ہی صیاد رہا کیا کرتا

نالۂ گرم سی اکدن کہلا غنچۂ دل
ہجو کا صرصر کا بہلا کار صبا کیا کرتا

وعدہ دیدار کا عاشق سی کیا حشر کے دن
اس سی بڑہ کر کوئی دنیا مین جیا کیا کرتا

دل نی کی حلقۂ گیسو سی نہ آنکھون پہ نظر
سر بسر عین ختن مین یہ خطا کیا کرتا

اشک شبنم سی رولائیگا ہقر گردون
گل ہی اس گلشن ہستی مین ہنسا کیا کرتا

ایک بوسہ سی مری دلکو ملی عمر خضر
جو تری لب نی کیا آب بقا کیا کرتا

دل صد چاک جو سینہ سی نکلتا باہر
شانہ بن نبکے تری سر پہ چڑہا کیا کرتا

ناگتا ہون کبہی اکدن یہ کا کل ملکر
بل وہ ہے صورت گیسوی دوتا کیا کرتا

زلف مین پہنسکے جسینو لینسی ہوی دلکو خبر
جا کی پریون مین گرفتار بلا کیا کرتا

زار وہ ہون نظر آتا جو مجہی تار نظر
نزد یا پیش مین نگاہونکی چڑہا کیا کرتا

پیچ کہو اکی تری زلف نی دستکین بان مین
پائی چوٹی کی سزا دزد حنا کیا کرتا

شوق تہا شاہ خراسانکی زیارت کا بہت
دل سی لیتا جو امانت نہ رضا کیا کرتا

شہر نکرنا عین محفل مین بشر سی دیکہنا
دیکہنا جسکو محبت کی نظر سی دیکہنا

ضبط گریہ ہو گیا مجہسی نہ سدن ہجر مین
نوح کا طوفان اوٹہیگا چشم تر سی دیکہنا

پہلوی دل سی لپٹی ہی ناگن کیطرح
پیچ کر زلف کا موی کمر سی دیکہنا

دم سی یان آنکہونمین یار وہ ہنسی آتا ہی اب
خط ہمارا لیکی دست نامہ بر سی دیکہنا

انتہا کی بیقراری ہجر مین اچہی نہین
جان اکدن جائیگی در رحگذر سی دیکہنا

جا کر بہلا نیکو عاشق کی قبرین لینا مکان
خاک پر لوٹین گی ہم تم اپنی گہر سی دیکہنا

کاسۂ خورشید سے ہوتا ہے روشن ساقیا
آسمان بھی تجھسے کرتا ہے سوال آفتاب

آنکھ مین وقت عتاب اوس سے ملا سکتا ہے [illegible]
سرخی رخسار جانان ہے جلال آفتاب

خط رخ نے پرتوِ رخسار کو کم کر دیا
دھوپ ڈھل جاتی ہے ہنگام زوال آفتاب

خاکسارون سے رخ روشن چھپاتا ہے عبث
ذرّے ذرّے پر صنم روشن ہے حالِ آفتاب

بسکہ رہتا ہے مکدر رشک روے یار سے
ہے غبار آسمان گرد ملال آفتاب

روے روشن سے مقابل خاک ہو ماہ تمام
نقش پا ہے یار پر بھی احتمال آفتاب

باتین مہتابی پہ کین اس مہوش نے [illegible]
بام گردون پر سنا ہمنے مقال آفتاب

حسن رخ کا ہے صنم جوش جوانی تک عروج
دو پہر کے بعد ہوتا ہے زوال آفتاب

رنگ فق ہوتا ہے تیرے روے روشن کے حضور
صبح صادق ہے دلیل انفعال آفتاب

کیا حسن رخ ترا دیکھے عدوِ روسیہ
شپرہ کیا لا سکے تاب جمال آفتاب

حسن کامل ہے ترا گیسو سے پہنچا ہے دو چار
محض ناقص ہے رخ بی زلف و خال آفتاب

ہے بڑا اندھیر امانت گر نہ ثابت ہو یہ وصف
ذرّہ ذرّہ طبع پر روشن ہے حال آفتاب

عاشق کی قدر تن کو کیا لیکے جائین اب
یا رب ہو یون ہی خانۂ حسن بتان خراب

بلبل کا گھر چمن مین کرے آشیان اب
گلچین الٰہی خوار رہے باغبان خراب

پایا پتا نہ وحشت ہرجائی کا کہین
اپنے مکان سے ہم ہوئے تا لامکان خراب

عاشق کی کام آتی ہے اکثر یہ وصل مین
غیرونکی منہ مین دیکے نہ کیجے زبان خراب

چلا کے بھاگا تیر سا عاشق کو دیکھ کر
غیرونمین ہو گیا مرا ابرو کمان خراب

دعوت کا وعدہ ہے سگ جانان سے مرگ بعد
کمدو ہما کرے نہ مری ہڈیان خراب

ای جنون عام نوازی تری اللہ اللہ
بیڑیان شہر کی پہنی ہوئی حداد ہیں سب

مژہ و ابرو و چشم و نگہ و غمزہ و ناز
حق جو پوچھو تو سر جان کی جلاد ہیں سب

ہون وہ دانا نہ کبھی دام مین آیا ہو گرفتار
گھات مین دلکشی لگائی ہوئی صیاد ہیں سب

بھول کر دل تجھے اب ہنگی نہ ہم ای سفاک
رنج و غم جور و جفا ظلم و ستم یاد ہیں سب

کوئی کم سن نہین بشکل سیاہ کی مستم
نگہ غور سی دیکھو تو پریزاد ہیں سب

وحشیو لیتی تری دولت نہین جنگل بہرا
ای جنون خانہ زنجیر بہی آباد ہیں سب

دام مین لاکے مجھے ہاتھہ سے جانے دیگا
جلسانہ کی باتین تری صیاد ہیں سب

زلف جانانکی سلاسل مین نکالی ہے تشبیہ
ایک زنجیر مین جکڑی ہوئی حداد ہیں سب

عشق شیرین مین نہین کوہکنی کی آفت
جان کنی کی تری آثار یہ فریاد ہیں سب

شکر و شکوہ کہتا ہی دل بستہ زلف
ہم گرفتار ہیں اس باغ مین آزاد ہیں سب

دل مرا لی تہی کیونکر نہ جدا کر لیتا
کہ فراموش کے انداز ابھی یاد ہیں سب

نرم دل آئینہ رو یون ہین کوئی دیکھا
صاف ہین منہ پہ مگر اصل مین فولاد ہیں سب

ہم تصویر کے مصور کے ہین قائل ایسا
یون تو مشہور جہان مانی و بہزاد ہیں سب

طائر دل چمن رخ پہ سمجھ کر جھکتا
جال پھیلائی ہوئی زلف کا صیاد ہیں سب

بیکہا غیر اسکو بلائینگی اوڑہی ہی خبر
منتظر آج ہوا خواہ کی برباد ہیں سب

کچھ ہی بیہودہ و ناقص تو امانت کا کلام
یون تو کہنے کو فن شعر مین استاد ہیں سب

ردیف تائی فوقانیہ

کیون ہوئی زیادتی سی پر اشعار امانت
مائل ہی رعایت پہ دل زار امانت

۲۹

اللہ ری دل کو تصور سے بہت ہونکے
آباد رکھے خانہ آباد کی صورت

وہ وحشی لاغر ہون کہ ہر صبح ہوا نے
زنجیر پنہائی مجھے صداد کی صورت

آزاد تری ہی گل تر باغ جہان مین
بے جاہ و حشم شاد ہین شمشاد کی صورت

پہولونکی بچہونی پہ نزاکت سے وہ کوسے
ہے ہر رگ گل نشتر فصاد کی صورت

جو گیسوئے جانان مین پہنسا پہر نہ چہوٹا
ہے قید مین پہر خوب ہے صیاد کی صورت

یک یک کی چمن مین جو اوڑاتی ہے نقشہ
بلبل کو دکہا دیتا ہون صیاد کی صورت

ایک غیرت شیرین نے مری لیست ہے کی تہی
سر پہوڑ کے مرجاؤنگا فرہاد کی صورت

کہینچین گے مری آئینہ رخسار کی تصویر
دیکہے تو کوئی مانی و بہزاد کی صورت

یاد آیا سر خاک جو بسمل کا تڑپنا
دل ٹوٹ گیا دیکہ کے جلاد کی صورت

گالی کی سوا ہاتہہ بہی چلتا ہے اب انکا
ہر روز نئی ہوتی ہے بیداد کی صورت

اس رو کو چہوا مینے تو بولا وہ ستمگر
دیکہی نہین کیا خنجر فولاد کی صورت

ق

اشکونکو نہ کسطرح سے آنکہون مین جگہ دون
پیارے مجہے یہ طفل ہین اولاد کی صورت

یاد قد دلدار مین سمجہا مین ہے صاف
آئی جو نظر باغ مین شمشاد کی صورت

گلنار نے بہی عشق مین اوس سرو روانکی
ماتہے پہ الف کہینچا ہے آزاد کی صورت

وا سینے صداوی یہ جسم سولد جانان
پیدا ہوا انسان سے پیزاد کی صورت

کسطرح **امانت** نہ ہون غمگین بے دلگیر
آنکہون مین پہرا کرتی ہے استاد کی صورت

دیکہی نہین ایسی کسی دلدار کی صورت
ہے نور کی اوس مصحف رخسار کی صورت

ہر عضو کو کسدرجہ سکہایا ہے خدا نے
ہے ہاتہہ گریبان مین مرا تار کی صورت

ہوتی نہ زبانمین کبھی نام کی صورت
اللہ مددگار جو ہوتا نہ امانت
اسلام کی بھی نہین اسلام کی صورت
گیسوی صنم کو کا بنتا ہین ہر
تری نظر آئی ہو تر سے بام کی صورت
نقش ساتر بنا ہون شبانہ دیوار
اس باغ مین دیکھی کبھی گلفام کی صورت
محتاج کی حقہ سی آفت سی بچایا

قہر ہی جھلا کی ہو تمہاری بات
کیا بھلی ہے ستم سی پیاری بات
زہر لگتا ہین نبات پر کیون ہم
قند کی ہو تلخ تمہاری بات
آدھی رات اور ہم تری در پر
دل لگانے کی ہو یہ ساری بات
غم سے کسکو نصیب آئی دو
ہم کو بیتاب سر سواری بات
لب ہلا او سکی قتل ہو گئی ہم

[illegible]

گیسوی سیہ دھوکے ہین کنج کرم نے / بالکل کف دریا ہی کف یار کی صورت
ہین دید کا خواہان جو ہو ہشکے وہ کوے / دیکھے تو کوئی طالب دیدار کی صورت

کس بت سی تری آنکھ لڑی آج امانت
ہی تار نظر رشتۂ زنار کی صورت

دیکھی جو نہین لف سیہ فام کی صورت / دن تیرہ مری آنکھ مین ہی شام کی صورت
دنیا سی سفر کرکے لگی آنکھ لحد مین / منزل پہ پہونچکر ہوئی آرام کی صورت
ثابت یہ ہوا چرخ سی گردون کا طریقہ / ظالم کے لیے پان نہین آرام کی صورت
آنکھ اوسنے ملا عین محبت مین پھرا کر / دکھلائی مجھی گردش ایام کی صورت
جب سے کسی صیاد کی پھندے مین پڑا ہی / بیتاب ہی دل مرغ تہ دام کی صورت
مرتی ہو زیارت کی تمنا مین خدائی / بی فیض ہوا ہی بت تری کس کام کی صورت
اللہ ری آہ شرربار کی تاثیر / حسنخانہ ہوا ہجر مین حمام کی صورت
آنکھونکی تصور مین ہی صورت مژگان / اک پل نظر آتی نہین آرام کی صورت
انصیار سدا بستی ہے باغ جہان مین / توام مین رہا یار سے بادام کی صورت
طفلی مین جو بت قاتل عالم نظر آیا / آغاز مین ظاہر ہوئی انجام کی صورت
دوران ہی ساقی مجھے جلد پلا دے / گردش مین ہی اب کاسۂ جام کی صورت
آغاز محبت مین مجھی غم نہین بھاتا / کچھ بدمزگی ہی ثمر خام کی صورت
نخل قد جانان مین ہی پیوند نگاہ / لب پستہ ہوا اور آنکھ ہی بادام کی صورت
دن ہجر کا تھا تر گیا مر کے لحد مین / اللہ نی دکھلائی مجھے شام کی صورت
ق
وہ بلبل بی پر گرفتار ہون کہ ہمیشہ / خالق کی کرم سے رہی آرام کی صورت

[illegible]

ردیف ثای مثلثہ

فراق مین بی عاشق ہی ذکر یار حدیث
سناؤ لاکھ روایت پڑھو ہزار حدیث

شگفتگی دل ہو مین کو ہی چمن کی وشئ
برائی گلشن اسلام ہی بہار حدیث

شریک بزم عزا ہون ہزار ہا بلبل
پڑھی اگر سر منبر وہ گلعذار حدیث

یہی عقیدہ ہی مذہب مین عشق کی اپنا
عذار یار ہی قرآن کلام یار حدیث

سنے گا بات تری واعظا وہ میپینہ
نہ پڑھ خدا کی لیے پیش بادہ خوار حدیث

بیان حسن سے افضل کلام ہی اوسکا
سوا ہی رکھتے روایت ہی اعتبار حدیث

سطیح نفس سخن پرور کے مرقی ہین
امام کی نہین قائل ہین ہم رکنار حدیث

کلام پر کسی محبوب کے سوا ہون مین
پڑھو بصورت قرآن سر مزار حدیث

بتونکی دوستو باتین نہ بیچ مین چھیڑو
پڑھو خدا کی لیے وقت احتضار حدیث

ریاض دہر مین کیون فتح کا نہ پھل پاوے
جہان مین سیب کی ہی بہر ذوالفقار حدیث

جو شک رقیب کو ہو میرے مومنیت مین
چہل تو کیا کہ سناؤ دون چہل ہزار حدیث

اثر سخن مین امانت رسول حق کا دو
جو ایکبار غزل پڑھ تو لاکھ بار حدیث

فصل خزان مین جا کے نہ دیکھی بہار بحث
بلبل کری چمن مین کسی سے ہزار بحث

زاہد تجھی کو دیگا خدا گلشن جنان
سر پھر گیا مرا نہ پی کر دگار بحث

دانا کما کی دھر مین کھوتا ہی آبرو
دندان یار سے نہ در آبدار بحث

سیدھا جواب دی ح ل نہ دان جلنے اسے ڈر
منکر نکیر سے نہ میان مزار بحث

مقا صفت اوڑ مین کی گلستان بلبلیں
صیاد و باغبان سے نہ تو نہار بحث

ردیف جیم

ہنگام وصل رد و بدل مجھ سے ہے عبث
نکلے گا کچھ نہ کام نہیں اور ہانسے آج

کھلوا نہ منہ زبان کو بس اب روک ناصحا
عشق دہن مین تنگ ہون اپنی جان سے آج

گل توڑ کر دیا دل بلبل کو کیا ہے خار
چھولا ہوا ہے غنچہ کا منہ باغبان سے آج

ہو کر ترش وصال مین وہ تیغ گالیان
میٹھی نبات ایک بھی نکلی زبان سے آج

تانی روا جنون مین تو نکلے گی رو
کشتی مری تباہ ہوئی بادبان سے آج

دوران سے سر آنکھ مین ہی پھر رہا چمن
شمشاد کم نہیں مجھے سرو رواں سے آج

کی ہستی بل کر باغ مین جیسے عجب طرح
سوسن نے منہ کی کھائی تمھاری زبان سے آج

قصر بدن مین روح پکاری وقت نزع
مدت کے بعد اٹھتے ہین ہم اس مکان سے آج

نکلا ہون پھر سیر مین دیوانہ ابر مین
پتھر برستے منہ کی عوض آسمان سے آج

منہ زرد ہے مرا رخ رنگین یار پر
ہے تازہ اتفاق بہار و خزان سے آج

کھینچی ہے چرخ نے بھی کسی مانگ کی شبیہ
ثابت ہوئی یہ بات مجھے کہکشان سے آج

ق
عالم تھا عیدگاہ مین بس قتلگاہ کا
آیا بنا کے کہہ کے وہ کس عز و شان سے آج

مستی کہا کے خلق کو لوٹا وہ ترک نے
لاکھون کے خون دم مین کیے رنگ پان سے آج

اندھیر تھا نگاہ امانت مین شام ہجر
تم چاند کی طرح نکل آئے کمان سے آج

ردیف حائے مہملہ

روان وان نہیں پانی اشک چشم تر کی طرح
گرہ مین رکھتی ہین ہم آبرو گہر کی طرح

سنی صفت کسی خوش چشم کی جو مردم سے
خیال دوڑ گیا آنکھ سے نظر کی طرح

جہنی خلق خدا سے حقیقت خط شوق
اوڑا جہان مین کبوتر نامہ بر کی طرح

ردیف دال مہملہ

خطا اوسکو بھیجکے لے کون خون سینہ کا
کہ ہی نہ ذبح کبوتر کو نامہ بر کیطرح

خیالِ نوکِ مژہ مین مجھ روئین ہم کیلئے
ہر ایک اشک مین سوراخ ہو گہر کیطرح

زکوة دی زرِ گل کی بہار مین گلچین
چمن مین پہول لٹا اشرفی کی زر کیطرح

وصالِ ہجر کا یہان تمیز نہ ہو وہ
گہٹا بڑھا ہی مین ہر ایک چاند مین قمر کیطرح

گری ہی چھٹکے جو زلف پہ شام کو افشان
ستارے یار کو دامن مین ہین سحر کیطرح

ہوا قرارِ نو دخترِ نزاکت مین
لچک ہی ہی کلائی تری کمر کیطرح

نبات کی لبِ شیرین سی ہی یار تو اللہ
پڑی گرہ پہ گرہ دلمین نیشکر کیطرح

حبابِ ارکان ہمنی بند ہوایا
پسند آئی نہ بحرِ جہان ہمین کیطرح

مشاعرہ کا امانت ہی کسکو سحر میں ہوش
کہان کی شعر کہان کی غزل کدہر کیطرح

قرآن مین ہی زبانِ خدا سی بیانِ صبح
والفجر سی عیان ہی زبانی مین شانِ صبح

لکہ نہیں شفق کا سحر کا بنا ہوا ہی
ہی نگ پان سی لال گویا زبانِ صبح

دیتی ہین ہر سفید و سیہ کو جلا بین
مہتاب شب کی جان ہی خورشید جانِ صبح

تارے چھٹک رہے ہین فلک پہ دمِ سحر
رکہتا ہی لطفِ خندۂ گوہر فشانِ صبح

پیری مین داغِ عشق کا جلوہ ضرور ہی
تنویرِ آفتاب سی ہی دل ہی شانِ صبح

مہتاب ہی سحر کو ستارے نہیں تمام نجوم
ہی وہ صدا سدا جرسِ کاروانِ صبح

ہوتی ہی دور کلفتِ شب چرخِ پیر پر
ہی آفتاب اخترِ بختِ جوانِ صبح

چوٹی مین سر بسر جو لپیٹے ہین آپ بینی ہا
ہی شامِ زلفِ یار پہ مجکو گمانِ صبح

دل نہیں ہی سرخ سحر کو قمر سیاہ
انجم کی فوج مین یہ کہا ہی نشانِ صبح

۳۳

ردیف رای مہملہ

امتحان کی لیے قاتل نے جو کھینچی تلوار
ہو گیا خوف سے رنگ رخ اغیار سفید

خون میں تو سرخ مجھے کر نہیں شکوہ بیجا
ہے زبانی کا لہو یہ بت خونخوار سفید

گھر رکھو اہل تماشا کی کفن کی تدبیر
بیٹھو کپڑے جو پہن کر سر بازار سفید

گھر میرے شب کو جو وہ رشک قمر آنکلا
ہو گئی پرتو رخ سے در و دیوار سفید

نظر آیا ہی تیری آنکھ جو دیکھیں اے گل
مثل نرگس ہوں ابھی دیدۂ اغیار سفید

لب و دندان کی تصور میں جو رو یا ہیں کبھی
اشک دو چار ہیں سرخ تو دو چار سفید

ہوئی سرسبز جو صحبت میں امانت کی غزل
رنگ دشمن کا ہوا رشک سے اکبار سفید

کبھی جو اس رخ پر نور کا نظارا چاند
بڑھی یہ رشک کہ سمجھا ہے گھٹ کی تارا چاند

وہ جایا کرتی ہیں تو چند یکو جواب لگا
تڑپ تڑپ کے گذرتا ہے ہمکو سارا چاند

ہماری دل سے نکلتا نہیں تصور یار
پری کی طرح ہے شیشہ میں اتارا چاند

فراق یار میں اندھیر ہو رہا ہے یہاں
ہمارے گھر میں نہ آئی غضب کا مارا چاند

تمہارے سامنے جب تک ہے لڑا و آنکھ
غروب ہو کے تو یہ جان لو کہ ہارا چاند

ہلال کی جو ہوس ہو شب چہار دہم
کمن میں چھپ کے دکھائے تجھے کنارا چاند

شب فراق میں کیا چاند سے جلتا ہوں
ستارہ ہیں نہ مجھے چند کا بیان سارا چاند

تمہارے سامنے آتی ہیں ہے اگر پیش پیش
تو کر لے دانہ انجم سے استخارا چاند

نہ تیرے رخ کی مقابل ہوا تو صانع نے
بنا کے گنبد گردوں کی سر سے مارا چاند

تری نگاہ جو بدلی وہ اپنے میں سمجھا گا
سمجھ گیا غضب قہر کا اشارا چاند

فلک یہ تو ہی بتادی کہ حسن خوبی میں
زیادہ تر ہے ترا چاند یا ہمارا چاند

بل کیا کرتی ہی عشاق سے جانان سر پر
آفتین آئین دل اس سے فراوان سر پر
فصل گل آئی چمن مین کہ قیامت آئی
نالے ایسے کیے ہمنے کہ پسینا آیا
خاک کو ڈھیر کا ہوتا ہی گمان خلقت کو
درس کا شوق جو اوس شنگ چمن کا ہوگا
مین وہ ہون ندا گر دیر و حرم مین جاون
تاج شاہی سے رہا فرق جہانگیر و جم
ہم اسیرون کو جب یاد شکن کا آیا
کاٹے تلوون مین سر فرق سے ہین ناخن
ذبح کر ڈالیگا گر چھٹے سے جو نکا صیاد
بندۂ عشق ہون نا سب سے مجھے کیا مطلب
پست مجکو یہ کیا ہی ستم گردون نے
کوہ ٹکرا دین گو آلیس مین نگاہ حسد
ثمر چیدہ کا عالی ہی مقام ای گل تر
وصل کی صبح جو شب نے سیاہ اپنا کیا
ڈالو چوٹی مین نہ موباف کسی کا ہیہا
اب سیہ زلفون سے یہ نفرت ہی سلیمان کو
آدمی کیا وہ فرشتی کی نہین سنتی ہین

چڑھ گئی ہی بہت اب تو لف پریشان سر پر
مین تو لونگا کبھی قاتل کا نہ احسان سر پر
عندلیبون نی اوٹھا یا ہی گلستان سر پر
آئی عریانی مین گر فصل بستان سر پر
ہی مہیا تنک تو پڑی ریگ بیابان سر پر
بوستان آنکھون پہ رکھونگا گلستان سر پر
گبر آنکھون پہ بٹھائین تو مسلمان سر پر
نہ ہوا شکر فلک کا کوئی احسان سر پر
غل سے زنجیر اوٹھا لیتی ہی زندان سر پر
پاؤن مین اس صحرا ہی گلستان سر پر
کیون قضا کھیلتی ہی بلبل نالان سر پر
غل مچاتی ہین عبث گبر و مسلمان سر پر
تن کی اندر سرو گردن ہی گریبان سر پر
خاک اوڑاتی مری غم مین بیابان سر پر
نخل قد کیون نہ رکھی سیب زنخدان سر پر
پاؤن رکھکر ابھی بھاگی شب ہجران سر پر
پاؤن پڑتا ہون نہ لو غیر کا احسان سر پر
کاٹ ڈالون مین گلا آئین جو پریان سر پر
بھوت بنجاتی ہین جب چڑھتا ہی شیطان سر پر

٣٥

گلشن کو سمجھتا ہوں میں [illegible]
صحبت سے [illegible] بیٹھی نہ مراد وست [illegible]
[illegible]

دیکھیے کب زنجیر در زنجیر آنکھوں میں پھرے
دشت یاد آیا تری کوٹھی کا جنگلہ دیکھکر

ناتوان حد سے زیادہ ہوں نکل جاتی ہے دم
ہاتھ میری نبض پر رکھا ہے مسیحا دیکھکر

نقد ایمان پر بھی ہے گر نہیں ہے تو ہی بلا
بڑھ گیا سودا بتونکا میرا سودا دیکھکر

بعد مردن بھی ہا قطع محبت کا خیال
راہ کاٹی یار نے میرا جنازہ دیکھکر

غیر لیجا ہیں نہ اوس گل کو کہیں پھر شکار
دل کھٹکتا ہے مرا پھیلی کا کانٹا دیکھکر

رہ گیا شوق شہادت سے مرا آنکھوں میں دم
مرغ جانکے پر بندھے خنجر کا ڈورا دیکھکر

گھر گیا دل رنج میں ہمکا جو یاد آیا ترا
غم کا جھرمٹ ہو گیا عقد ثریا دیکھکر

کشتیان دیکھیں تو آئی کشتی مے مجکو یاد
نشہ پر لہرا گیا دل سیر دریا دیکھکر

آمد دلدار کا پایا مرے گھر میں جو طور
دانت پیسے غیر نے تختونکا چوکا دیکھکر

قصہ کہتی ہیں نظر عجب آگیا مجکو وہ گل
گھاس کاٹی عارض رنگین کا سبزہ دیکھکر

طاق ابروے صنم کی کھود دی ابرو [illegible]
با خدا بت بنگیا کعبہ کا نقشا دیکھکر

باغ میں اوس گل کے سینہ سے جو انچل ہٹ گیا
ہوش اوڑے صیاد کی انگیا کی چڑیا دیکھکر

وقت خواب اوس سحر خوبی کا جو تھا مجکو خیال
رات بھر رویا کیا سوتے میں پایا دیکھکر

ای کرم تی تم نہیں بی مروت بی وفا
ای امانت دل بی یا تمنے اوسی کیا دیکھکر

کب ہاتھ مرا جاسکے دامن کی برابر
پہنچی نہ فلک بھی ترے توسن کے برابر

دھیان آتی ہیں مجکو تری چتونکی برابر
معشوق یہان آتا ہی چتونکے برابر

دل جلبی ہوا ابروی خمدار کا عاشق
تلوار کو کہتا ہوں میں گردن کے برابر

رندون ہی کی صحبت میں سر عمر ہوی صرف
بیٹھا نہ کبھی شیخ برہمن کے برابر

[illegible]

دیوانہ تیرا اسکے کانٹا ہو ہی گیا
سر تن پہ یون ہی آبلہ ہی جیسے خار پر

شبنم کے ہین گہر نظر آتی نگوش پر
کیا اوس پڑ گئی ہی چمن مین بہار پر

باغ جہان مین نخل ہی ثمرہ ریاض کا
پتھر برستی ہین شجر بار دار پر

اور ترا غصہ ہوش کہان ہار پہول کا
تیوری چڑہا گئے وہ ہماری ار پر

چوٹی مین متصل جو لپیٹا ہی یار نے
ہی کھینچی کا شبہ چنبیلی کے ہار پر

دنبالہ سرمہ کا نہین کیون چشم مست مین
کوڑا لگا دیا ابلق لیل و نہار پر

افسانہ اپنی دیدۂ بیدار کا دلا
لکھیے بیاض صبح شب انتظار پر

کاوش کبھی نہ خاک ہوی پر بھی یار کی
تو وہ لگائے تیر ہمارے غبار پر

فرقت مین پہاڑ گئے ہین احسان کو
پنجہ کا شبہ ہے کمان پشت خار پر

صید افگنی کا قصد وہ ظالم اگر کرے
تیر و تفنگ مانگے اور نیکی خاطر شکار پر

ہنس ہنس کے دیکھ جاتی ہین غنچے ہین کان
مژگان کی بیان ہین گلیان [illegible] پر

چھنٹے جو دینگی ہم تیری انتہائی علاقت
پانی پہیر گا [illegible] پر

سایہ کا دل مین خوف نکر وقت فاتحہ
تعویذ آی پری ہی ہماری مزار پر

عشق بتان مین کہائی ہین [illegible]
پتھر پڑین الٰہی رہ کوہسار پر

آنکھون مین پارۂ دل سوزان ہی متصل
روشن کرینگا گنبد مینا کو [illegible] پر

سوسن کا داغ شانے ہین [illegible]
مستی کے رنگ دیکھتے دندان مار پر

باندھو سبکروی سے جو اباغ دہر مین
گہوڑا لاد دوڑ و توسن بادِ بہار پر

اعضا جسم یار سے اپنا ہین رشک گل
کیا حسن کا چمن ہے امانت بہار پر

لگی کی خوں ری مین جہاد آکی تیغ ابرو کا سر
لکہنا ہی مری خاطر کباب مین تلوار
فروغ ابروی جانان سے ہی سکہ عالم سوز
اسی سی خوف امانت ہی آب مین تلوار
ابرو ہی چشم تنگ یار ہی قاتل پہ زور
عاشق کی دل کی شیشہ کا ہاتہا ہی چور
تکلیف طوق کی ہی ... پور پر

صنعت سے اپنی ... فایدہ ہی خاک
چہلا جو چہنا یار نی اونگلی کی پور پر
آئینہ اک نہین ہی سکندر کی گور پر
ہی دہوم چہرۂ نمکین کی جہان مین
کیا حسن ہی ...
شاخ نبات یار کی دریا ہی شور پر
دل بیشکر کا ... اونگلی کو جب کہا
ذلت وہ ... ہوا پور پور پر
آکر رقیب ... چڑہاتی ہین گور پر
تیغ پہ ... مژہ کا دل داغدار

چاہِ ذقن کی چاہ سی دریا مین ڈوبتا
سو نیکو آپ سی نہین پہلو مین آئی تم
وحشی ہون مانی صفحہ سی بہاگونگا دشت کو

لے آئی آشنا جو نہ دو چار کہینچکر
لائے ہین اپنی طالع بیدار کہینچکر
تصویر سے کہینچنا دیوار کہینچکر

ہو کر خفا چلا جو امانت کے گہر سے یار
لے آئی دور سے اوسی غمخوار کہینچکر

غضب ہی گہوڑی قاتل کی ٹاپ مین تلوار
کبہی کہ ابروِ قاتل کا پڑ گیا پرتو
پی صفائی عشاق رو ز مل مل کر
مٹائے دیکہی کس کی قصر تن کی بنا
خمِ ہلال ہی گردون پہ مین بدنیب
وہ محوِ قتل ہون سمجہا نشان ابرو کو
ہوا یہ غرق مین ابرو کی دیکہ مین سر خم
چڑہا جو بام پہ قاتل سحر کو تیغ بکف
خیال ابروِ قاتل کی دیکہنا تاثیر
لکہا جو نامہ مین شوقِ نظارۂ ابرو
تمہاری تیغ نگہ سے نہین بقا ہی ق
اوٹہایا سر جو ذرا بی ثبات ہستی پر
خدا نہ جہوٹ کرے کشتہ ہونگا ابرو کا
قدم جو لی گا مری شہسوار کوئی غیر

یہہ خوف ہے کہ نہ اونکہے کا ب مین تلوار
چلے گی موج سے جام شراب مین تلوار
برہنہ رکہتی ہین وہ آفتاب مین تلوار
ہی دست قاتل خانہ خراب مین تلوار
کچہہ اچہی لگتی ہی اے دل شباب مین تلوار
چہپا کے لایا ہی قاتل نقاب مین تلوار
گری کمر سے نکل کر شراب مین تلوار
اوتر گئی سپر آفتاب مین تلوار
جو کہولی فال تو نکلی کتاب مین تلوار
تو بہیجی یار نے خط کے جواب مین تلوار
خمیدہ رہتی ہی ہی کس حساب مین تلوار
در آئی موج کے فرقِ حباب مین تلوار
لگائی ہی مجہے قاتل نے خواب مین تلوار
بنی گا پاؤں کا ناخن رکاب مین تلوار

فرہاد سے عزیز کیا شربتِ وصال / شیرین کا دودھ لگا فاتحہ مین آبِ شور پر

جھٹکے جو بال دستِ حنائی سے یار نے / کوڑی ہزار دن پڑ گئے مہندی کی گور پر

بعدِ فنا بھی نعمتِ دنیا کی چاٹ ہے / گھی کے چراغ جلتے ہین اہد کی گور پر

منہ اوسکا چاند سا جو کبھی ہو چراغِ بزم / جھنجھلا کے شمع ماہ کو ماری چکور پر

پہنی ہے مچھلی کان مین کس بحرِ حسن نے / کھولی ہے مرغِ دل صفتِ غوطہ خور پر

ایک برگِ گل جو بلبلِ منقار سے گرا / صیاد نی ہزار کے نوچے کمرور پر

ہندو بت کے حسن کا کشتہ ہون باغبان / لالہ کے پھول کہنا امانت کی گور پر

ہوا غالب قلبِ با صفا طبعِ بلند پر / اس آئینہ کو صیقل کر توڑی تیغِ سکندر پر

وہ آنکھین مل رہی ہین عکس کے سیر دیدۂ تر پر / کھلے ہو نرگس شہلا کنارِ حوضِ کوثر پر

پڑی جب محتسب کی آنکھ چشمِ مستِ دلبر پر / سبو کو خم پہ پٹکا اور شیشہ کو ساغر پر

دمِ گریہ نہین رومال اپنے دیدۂ تر پر / کوئی بادل کا ٹکڑا پانی پیتا ہے سمندر پر

تری بن فرشِ پھولونکی جو خواب آیا اگر تکیہ / سحر تک صوتِ شبنم مین رویا گل کی بستر پر

وہ رشکِ آفتاب آکر جو لیٹا اپنی پہلو مین / شعاعِ مہر کا عالم ہوا ہر تارِ بستر پر

وہ ہنستی ہین ہمارے چشمِ تر سے بیٹھی پلنگ پر / شبِ تاریک مین بجلی چمکتی ہے سمندر پر

چھپا رکھتی ہے سر مین مثلِ دل فرزندِ آدم / کنارِ گور کو ترجیح ہے آغوشِ مادر پر

سوا ہون زار الیا غرق ہو کر بحرِ الفت مین / کہ موجِ آب کا دہوکا ہے میری جسمِ لاغر پر

عیان ہو سینہ کے مشہور داغِ دل کہین اپنا / سحر نازان بہت ہے آفتابِ رخ منور پر

لبِ تر ہون مین بھی کہہ منہ سے لگا جا غصہ میں / الٰہی خیر کرنا آج آمادہ ہین شر پر

۳۶

جب بہار آئیگی خوش قد ستم ایجادون پر
اوس گلزار مین پڑ جائیگی شمشادون پر

خوف وحشت ہے قدِ دلدار کو شمشادون پر
کوئی آوازہ کسا چاہیے آزادون پر

ہی جو سرگرم سلیمان جہان بادون پر
ٹوٹے پڑتے ہین پریشا ہے پریزادون پر

طبع حضرت جو ہی مایل ستم ایجادون پر
ٹوٹے پڑتے ہین پریشا ہے پریزادون پر

یار کیا باغ مین آیا کہ قیامت آئی
گل گری بلبلون پر بلبلین صیادون پر

قمریون کو نظر آیا جو وہ قد بوٹا سا
چھپتیان کسنے لگین ہاتھ کر شمشادون پر

جوش وحشت کہین پہنا ہی نہ جنکو زنجیر
آج کل آنکھ کڑی پڑتی ہی حدادون پر

خونکا ہی جوش مگر فصل بہار آئی ہی
نشتر گلین تیغے کرتی ہین فصادون پر

حسن پنہان سے ہی عشق کو دنیا مین لگاو
بیان النسا کی نکلتی ہی پریزادون پر

عازم دشت عدم ہوتے ہین اہل سودا
ہی کو جادو کا گمان رہتا ہی سجادون پر

ناک مین دم ہی گل اندام کی بیدردی سے
کان رکھتے نہین عشاق کی فریادون پر

قد سے اوس گل کے جو دی سرو کو نسبت چمنی
قمریان پھول گئین اوسکے شمشادون پر

لب شیرین کا جو اوسنے سخن ... شکوہ
قہقہے ہوتے ہین بازار مین قنادون پر

معرکہ مین جو گلا کاٹ کے دی ہی جان
مرگئی عنبر تھری چل گئی جلادون پر

ہم ہی خالق سے بنالی اولیں دم لیتے ہین
ستم ایجاد جو آمادہ ہی بیدادون پر

حق نے کیا حسن کو دنیا مین شرف بخشا ہی
طعنہ زن حضرت انسان ہی پریزادون پر

تر ہین کس طرح نہ ہم کہا کے رگون پر نشتر
خون کی چھینٹون کی قبا کہلاتی ہی فصادون پر

قیمتا نان سے جو گلزار مین چل نکلا ہین
داغ اترون کا لگا رہتا ہی شمشادون پر

لیکے تنہا لے قفس آیا جو گلستان مین گلچین
بلبلین ٹوٹ پڑین باغ مین صیادون پر

دولت کہاں کی مرد کی جوہر ہین اسلحہ | ہی تیغ بہ ز منصب جاگیر پارہ دار
قاتل نہ مر سکے کشتۂ حسرت حرام ہو | رکھ حلق پر چھری دم تکبیر پارہ دار
زندان مین مجھ اسیر کی رگڑی ایڑیان | مانند تیغ ہو گئی زنجیر پارہ دار
لوہو کے ٹکڑے ہیں در و دیوار پر لگا | قاتل مکان کیا کروں تعمیر پارہ دار
دل رو رو اول اپنا کیا ٹکڑے عشق نے | اوترا جو حلق سے تو ہوا تیر پارہ دار

ابرو کی کاٹ کا جو امانت لکہا ہی وصف
خامہ کی ہی زبان دم تحریر پارہ دار

آج چھوڑی ہی سر دہی پس پشت عالم | تجو نکی فوارے ہین ای قاتل تری و بال پر
پہول ڈالی ہین ہزاروں رنگ کی گلشن | بلبلین مرتی ہین تیرے آستین کے جال پر
ساتہ سونے والوں کی چاندی ہی بہار | کیمیا کی بوٹیان ہین کیا تمہارے شال پر
اوس سے تلتی ہی زمین و اوس سے بہاتی ہین | آپکی رفتار پر ترجیح ہی ہو نہ چال پر
تیری روی خال پر خال سیہ کو رچہ کیا | خط کی صورت دیکہ لی نقطہ نہ کہان گال پر
سبزہ خط کا گمان بیجا ہی نازک بدن | عکس ہی ٹوٹا ہی گلوری کا یہ تیری گال پر
دم مین نیا سی مجھے ملک عدم تک لے گیا | آفرین ہی توسن عمر رواں کی چال پر
خاک مین ملجا حسینوں کو یو کرنا ہی طمع | پہول گرتے ہین شجر سی سبزۂ پامال پر
بیقراری سی نہین ای بحر حسن اک پل نجات | دل ہین کیسے زلف مین مچھلیان ہین جال پر
سکہ ہای داغ دل کا ملک تمکین ہی چلن | سینہ سوزانکو ہی فوقیت ہی ٹکسال پر

کی شب وصلت گجر کی ساتہ امانت نے قضا
دم یہان ٹوٹا پڑی وہان ہو گجر کی گہڑیان

پائوں نخوت سی جو رکھتی ہی سر افلاک پر | ہاتہ اوٹھا کر زیست سے وہ سوتے ہین خاک پر

ردیف ی

۸۱

سین مہملہ

خط مشکین نہین گرد لب رنگین ہی بس — چونٹیان پھرتی ہین دانہ عناب کی پاس

سب بحری مرتے ہین کرتی ہین گنا لا افسوس — آیا ساحل نہ کبھی ماہی بی آب کے پاس

رخ پہ ہی زلف جبین پر ہی طلائی افشان — روز روشن ہی نمایان شب مہتاب کے پاس

خاکسارونسی غرض رکھتے نہین اہل طمع — چور آتی نہ کبھی چادر مہتاب کے پاس

طاق ابروی صنم پر میرا دل جیسی گیا — خون مسلمان کا ہوا کعبہ کی محراب کی پاس

سر بلند و نکو نہین پنجۂ دشمن سی خطر — ہاتھہ گلچین کا نہ پونہچا گل مہتاب کی پاس

شب کو یاد آیا جو اطلس کا ترا پاجامہ — نیند آئی نہ مری دیدۂ کمخواب کی پاس

خط کے آسیب سے محفوظ رہی وہ صنم — نہ خزان آئی الٹی گل شاداب کی پاس

چاندنی مین لیو مین آیا کری وہ شکل قمر — میری طالع کا ستارا رہی مہتاب کی پاس

ناف اوس بحر کرم کی نہ تکا کر ای آنکھہ — خوف کشتی کو سمندر مین ہی گرداب کی پاس

آگئی عاشق کی غضب سے یہ کمر سی لپٹی — اپنی پرزی مین وڑا وگا ترڈی ابکی پاس

ساتھہ دیتا نہین مشکل مین امانت کوئی
صبر آیا نہ کبھی عاشق بیتاب کی پاس

ردیف نون

نور رخ کیا جلوہ گر ہی یار کی مندیل مین — ہی چراغ طور روشن یار کی قندیل مین

پہاتیان زیبا ہین کیا اوسکی بھری ردا مین — دو کنول طور کی روشن ہین اک قندیل مین

پونہچی اوس جنت مکان تک کیا الٹی کی مجال — نامہ اپنی شوق کا باندھون پر جبریل مین

نکلے مجھ محو تصور کا کس آسانی سی دم — یار کی تصویر ہو گر دست عزرائیل مین

مانگ کی دانت اوس یکتائی جب کی کلیان — آب گوہر کا چھٹا فوارہ ہوتی جھیل مین

ہو گئی گر چشم تر محو در دندان یار
غوطہ خورون کو نظر آئیگی موتی جہان

ای امانت سب مین ذکر دو ہی کیسی لور
دیکھہ لی فرقان مین توریت مین انجیل مین

باغ مین پھول سے لادے سکی جو وا ہوتی ہین
ای صبا غنچون کو کیا ہوش جو آ ہوتے ہین

روح خوش ہوتی ہی جب خوشبو ذرا ہوتی ہین
دم خفا ہوتا ہی جس وقت خفا ہوتی ہین

عشق مین سیم تنو نکی جو فنا ہوتے ہین
خاک مین ملکے وہ اکسیر طلا ہوتے ہین

دم خفا ہوتا ہی کیا قفس ستی ہین
دیکھین اس قید سی کس روز رہا کرتی ہین

پھلا اوس گل کی نشانی جو بنی ہین ہیے
سارے عالم مین ہم انگشت نما ہوتی ہین

رنگ جمتا نہین لالہ کا پھر اغیرت گل
وا چمن مین جو تری بند قبا ہوتے ہین

ختم ہی یار پہ سب غمزہ معشوقانہ
ناز چلنے مین وہ کیا خواب آ ہوتے ہین

ہجر مین ہوش نہین آتا کو ہی مرا ای دوست
دم خفا ہے تو ہم دم سی خفا ہوتے ہین

استخوانو نہین کہیں سگ جانا نکا جو تھا
ہڈیان کھا کی پشیمان ہما ہوتی ہین

سامنا دیو شب ہجر کا ہوتا ہی سدا
سچ اگر پوچھو تو عاشق بھی بلا ہوتی ہین

قہر درویش ہی مشہور بجان درویش
غصہ جب آتا ہی جلنے سی خفا ہوتے ہین

سخت جانی سی غم ہجر مین تنگ آیا ہون
زہر کے گھونٹ مجھے آب بقا ہوتے ہین

نکہت گل کی ہوا بندہ نہین ساتی صبا
عقدہ اوس زلف کی گلشن مین وا ہوتی ہین

عشق اوس غیرت یوسف کا چھپا نہین
اونگلیان کاٹ کی انگشت نما ہوتی ہین

ڈھونڈ دیتے ہین امانت کو مضامین بلند
تیرے احسان یہ ای طبع رسا ہوتی ہین

۴۳

دل ہاتھ کی شمشیر عشق سی بیدار ہی
بیہوش سی کہتی ہین
اک قطرہ ہین
دل کی نشتر فرقت مین
جنبش ہی
خورشید
محشر کا کیا وعدہ یار

گرمی کنج قفس سی جسم جلتا ہی مرا
عشق کی آتش بہہ بہتی اپنی رگ گلشن
ہین وہ محو حسن ہون دیکھون چشم
ہی قیامت قامت شوخ دل زبان
میرا ہمسر ہو سکی وحشت ہین مجنون
گھر مین گر کے گھڑی جاتی ہین
عین گلشن ہین ترا آنکھین لوٹ
ادس بت کافر کی چتون ہی
سیکڑون گل جسم مین ہین

آگ لگجای الہی خانہ صیاد مین
پڑ گئی پہالی زبان نشتر فصاد مین
نوک مژگان کا ہو عالم خنجر فولاد مین
پہہ کہان جنسگی ہی مصرع شمشاد مین
ہی بڑا فرق اسی جنون شاگرد اور استاد مین
بیڑیان پاؤن مین ہی ہی خانہ زنجیر مین
کچھہ اگر ہو رفت دیدہ صیاد مین
دخل اپ نمرود کا ہی گلشن شداد مین
واہ کیا پھولا پھلا ہین گلشن ایجاد مین

ای امانت کچھہ زمانہ کی نہین ہمکو خبر
بہولی ہین سارے خدائی کو بتونکی یاد مین

بہولا ہون ہین عالم کو ہشیار اسی کہتی ہین
گیسو اسی کہتی ہین رخسار اسی کہتی ہین
دم لیکی مرا چھوڑا آزار اسی کہتی ہین
کل گھر سی جو وہ نکلا اک حشر ہوا برپا
ادس ماہ کا ہی جلوہ عشاق کی محفل مین
تصویر کو سکتا ہی کہتی ہین اسی نقشا
اک رشتہ الفت مین گردن ہی
ہی ورد زبان دلکو نام

مستی سی نہین غافل ہشیار اسی کہتی ہین
سنبل اسی کہتی ہین گلزار اسی کہتی ہین
اک دن رہا اچھا بیمار اسی کہتی ہین
دل لیکی گئی عالم گرفتار اسی کہتی ہین
یوسف اسی کہتی ہین بازار اسی کہتی ہین
آئینہ کو حیرت ہی رخسار اسی کہتی ہین
تسبیح اسی کہتی ہین زنار اسی کہتی ہین
زاہد اسی کہتی ہین ابرار اسی کہتی ہین

خاموش امانت ہی

نظر میں پھرتی ہیں اک نوبہار کی پتیاں
ثمر درخت میں ہم جیسے خار دیکھتے ہیں

شراب محفل ساقی میں شیخ جی نے پی
کہا اسی جا پہ حلال و حرام دیکھتے ہیں

خدا کی شان خدائی میں یاد آتی ہے
بتوں کو جیسے برہمن جو رام دیکھتے ہیں

حیا سے چھپتا ہے خورشید پردۂ شب میں
وہ چاند جا کے جو بالائے بام دیکھتے ہیں

زیادہ دیر و حرم سے خدا کی خلقت کا
بتوں کے کوچے میں ہم اژدہام دیکھتے ہیں

یہ جی میں آتا ہے بس پر کیا کی سوجھے ہے
جب اوسکے رخ پہ خط سبز فام دیکھتے ہیں

حلال کرتا ہے زاہد عبث نصیحت سے
ہم آپ کب سوئے آب حرام دیکھتے ہیں

شفق میں ہوتا ہے شک آفتاب کا ہمکو
جو می کا اوس کف رنگین میں جام دیکھتے ہیں

ہوا کی گھوڑی پہ رہتی ہیں صبح و شام سوار
وہ کب سوئے فرس تیزگام دیکھتے ہیں

تصور رخ و گیسو میں زندگی وبال ہے
اجل کی راہ ہم صبح و شام دیکھتے ہیں

پھنسا میں جال میں صیاد کو لاکے نگہہ
گرہ میں اپنی نہیں ایک دام دیکھتے ہیں

کمر کی لفظ لکھا کرتے ہیں مکرر ہم
نشان جب نہیں ملتا تو نام دیکھتے ہیں

اکیلے گھر میں جو جی ملنے سے دور کر لیٹا
کہا کہ ہٹ در و دیوار و بام دیکھتے ہیں

تصور قد موزوں میں اٹھ پھرتے ہیں
خیال رخ میں گلستان تمام دیکھتے ہیں

چھپتیوں کیا صورت قرآن ہے ہم نہیں
تمہارا مصحف رخ لاکلام دیکھتے ہیں

خدا نے جسکو امانت دیا ہے ذہن رسا
وہ چشم لطف سے اپنا کلام دیکھتے ہیں

وا جو کی اوس نازنین نے زلف پر فن آستین
آشنا بولی کہ لہراتی ہے ناگن آستین

جب نہائی کو وہ اوترا ناگہ رن آستین
دن دہاڑے ہو گئی ایک شمع روشن آستین

۴۵

یون ہین اوس خوش رشک کو دیا مین ہون کرتا سلام
اسقدر روتا نہیں پہر اوسکی گہر کو گہر
نیکی ہیکل مچھلیان گردن سی لپٹی ہین تمام
مسی مل کر بہو کی گرتا لا اب ہی رشک گل

پوچہتا سوچ کو ہی جیسی برہمن آب مین
غرق ہو جاتی ہین دیوارونکی روزن آب مین
آج آیا ہی نہانی کسکا تو سن آب مین
نیلوفر کے بدلی پیدا ہی ہو سوسن آب مین

شاہ راہ بحر الفت مین چلا چل بیخطر
ای امانت کچہ نہین ہی خوف رہزن آب مین

کٹ گئی رشک سی ہر خستہ جگر کی گردن
ایسی دیکھی نہین پر نور بشر کی گردن
روسیاہ ہان جہان جتنی ہین ناقص ہی بلا
فلک حسن کہون اوسکو کہ کس طرح بہلا
پہیرا اپنا یار نی شہر ماکی یہ مجہسی شست وصل
رند ہون مجکو نہین سبحہ و زنار سی کام
تیغ ابرو کی نظارہ سی نی لہو رلوایا
ہی یہ زینت سی تنفر کہ لگاؤن ہمالنسے
سرکشی عیب سمجہتی ہین دلا اہل کمال
ہاتہہ وکہ جائینگی قاتل نہ لگا تیر اتنی
نخل قامت مین گلا یار کا ہی جلوہ نما
زیست منظور ہی میری تو نہین لپٹی ہو
دوگہڑی ہی تنگی اوس کو گلی مین جگنو

تمنی محفل مین ادہر سی جو ادہر کی گردن
غیرت مہر ہی اوس رشک قمر کی گردن
نہ کلائی ہی نہ شانہ نہ سپر کی گردن
جسکا خورشید کا پہرا ہو قمر کی گردن
نہ ادہر کی نہ ادہر کی نہ ادہر کی گردن
ہی نہ پابند ادہر کی نہ ادہر کی گردن
کٹ گئی آج مگر مرغ نظر کی گردن
ہوی مشتاق اگر سلک گہر کی گردن
تم نظر آتی ہی ہر اہل ہنر کی گردن
کاٹ لی تیغ سے مجہ سینہ سپر کی گردن
دیکہ لی جسنی نہ دیکھی ہو شجر کی گردن
دم نکل جائیگا زانو سی جو سر کی گردن
ای مسیحا اسی کہتی ہین اثر کی گردن

دم بہر اشتیاق شہادت کا امانت سنگ پر
تیغ جلاد کی پہیکو نہ سر کی گردن

دل قتل عاشق کب بتان کھینچتی ہین
ملا کہ مری تن سی جان کھینچتی ہین
کہ کانٹون پہ آب روان کھینچتی ہین
جہنم کہ آتش نشان کھینچتی ہین
ملک نعرہ الامان کھینچتی ہین

لحد منہ ہی کہولے مری تنگی خاطر
زمین کے تلے آسمان کہنیچتے ہین

مہنو نگانشانہ ہین تیرِ مژہ کا
عبث چلّے ابرو کمان کہنیچتے ہین

لگائی ہین فراشی پنکہی جو اونی
ہوا خواہ کیا ڈوریان کہنیچتے ہین

شجر سبز کرنیکو پانی کنوہین کا
عجب چاہ سے باغبان کہنیچتے ہین

عرق ریزہ ہی آتشِ گل سے لالہ
چمن بادۂ ارغوان کہنیچتے ہین

لگا ہی کیا دانت غنچے بدن پر
مری پوست کو استخوان کہنیچتے ہین

گلو نگی ہی قلیان کشی حسن محفل
نزاکت سے کیا کیا دہوان کہنیچتے ہین

کششِ لذتِ شوق وصلت کے دیکہو
لبو لینے وہ میری زبان کہنیچتے ہین

خدا آبرو آج رکہے امانت
وہ خنجر پئے امتحان کہنیچتے ہین

آنسو وان ہین لب سے کی خیال ہین
موتی پرو رہا ہون تیرے بال بال ہین

اپنا لگا ہی دہیان جو اوسکی خیال ہین
آتا نہین ترانۂ بلبل خیال مین

یہہ رو نگتا نہین تری عارض کی خال ہین
تلوار ہی کہنچی ہوئی دستِ ہلال ہین

دندان کا بوسہ مانگتا رہتا ہون یار سے
موتی بہرے ہوئے ہین دہانِ سوال ہین

کیونکر نہ جامی یار کی دستِ حنائی تک
نہہ کے لگے نہین ہین مری پائی خیال ہین

عصیان کا بعد مرگ جو آیا مجہی خیال
مر دہ نہا گیا عرقِ انفعال ہین

ناقص ہوا نہ رتبۂ کامل سی سرفراز
ہوتی ہی بدر کے سے چمک کب ہلال ہین

سوتی کمر وہ قید ہین زلفین ہین بلا
شوخی بہر ہوئی ہی تری بال بال ہین

کٹتے ہین تیغ ناز کی گہر پر نہین ہم
یارو بہار پہول ہین قاتل کی ڈہال ہین

۴۷

روشن ہو نام دوستو ماہی تا بماہ
مجھپر نگاہ مہر جو رشک قمر کرین

شانہ بنائین ہاتھ سے صندل کا ہم لا
زلفون نے سلسلہ کے لئے درد سر کرین

چیچک کے داغ ہین رخ روشن کو ناگوار
پروانے اڑ دیا ہم نہ اس شمع پر کرین

چاندنی ہی اپنی روز تو آتا ہی خواب مین
سونیکا شغل کیون نہ ہم ای سیم بر کرین

بولا فغان غیر پہ ہنسکر وہ سنگدل
نالی یہہ وہ نہین ہین جو دلمین اثر کرین

گہر چھوڑین عشق رخ مین جو ہم اے ناتوان
خالی ہمار واسطے آئینہ گہر کرین

ہوئی میان کیہیچ سی کمین جو شگاف
پوشیدہ گیسو نہین وہ اپنی کمر کرین

یاد آئی دن کو زلف تو اے جہین شام تک ہو
ستا خیال رخ ہو تو دو کر سحر کرین

ہم چھاتیں بوسہ لیکی نکرجا بین چشم کا
پتلی کی طرح یار کی آنکہہ مین گہر کرین

دیدار کی عشق مین ہو چشم ہی پابس ابرو
اشکون کو خشک صورت آب گہر کرین

آنکہون کی تل سفید ہون اے چشم یار
مردم سر نگہ سے جو تجہہ پر نظر کرین

صندل لگانی کالکے یہان ہی بہلا دماغ
میری لئی حسین نہ یہہ درد سر کرین

ہوتی نہین نصیب امانت شب وصال
اوقات ہجر یار مین کب تک بسر کرین

اولجہا دل اے شاد صد زلف یار مین
سنبل سے مجہی عشق رہا باغ جہان مین

کیا خل ہی تیرا صید گہ باغ جہان مین
ای تیر فلک جان نہین زاغ کمان مین

اوقات بسر اپنی ہوئی شور فغان مین
نالان ہی بلبل کی روش باغ جہان مین

کیا خار سواد لکو ہماری رہنمایان
کانٹی جو پڑی پا سے اوس گل کی زبان مین

خورشید ہی عکس فگن آب روان مین
تن اوسکا ہی یا پیرہن آب روان مین

ہاتھ رکھا کر دم گلگشت نزاکت سے جو ال
شاخ وہ سرو گلستانکو لگا دیتی ہین

غش جو آجاتا ہی یاد رخ رنگین مین کبھی
گل بھی باغ مین وہ انکی ہوا دیتی ہین

مین جو کہتا ہون کہ ہون تشنہ لب حسن گلو
منہ سی گردنکی صراحی وہ لگا دیتے ہین

چاہ مین ہرہ جبینونکی دلا غرق نہو
یہہ فرشتونکو کنوئین مین بھی جھکا دیتی ہین

کو بہ عشق کی صحرا مین بھٹکتا ہون جو راہ
خضر بت گور کے رستہ مین لگا دیتی ہین

پھولتا ہی جو کبھی پیرہن شبنم مین
گلبدن چٹکیون مین گل کو اوڑا دیتی ہین

مشق کرتے ہین دبستان مین عمل جو پری کا
نقرے اکثر وہ معلم کو بتا دیتی ہین

آنکھ پھر جاتی ہی طوطیکی طرح حسن صفا سے
کیا خط سبز کو رخسار پڑھا دیتی ہین

غمسے ہوتا ہی جو سینہ کسی تیغ نگہ کا چاک
تار اشکونکا ہم آنکھونسی لگا دیتی ہین

کتڑے ہی سو جاتے ہین بوسونپہ لب شیرین شکر
شربت وصل مین وہ زہر ملا دیتی ہین

خط سے ہو رونگٹونکا ای گل منہ کالا
داغ یہہ سیب زنخدان کو لگا دیتی ہین

قطعہ

دیکھکر تیغ بکف مینے یہہ لب سے کہا
جان لیتے ہین نہ دل آپ بھلا دیتی ہین

بولا وہ غصہ سی منہ ڈال گریبان مین کبھی
انگتے کب ہین جو کچھ اہل وفا دیتی ہین

ایسے او جھونکی خدا جنیر لوائی نہ کبھی
ڈھونڈھ کر گھر سے شرار دل الٹی دیتی ہین

کشتے ہین دیدۂ تر مین کر اشک شور
آسرا ابر کی ہم برہ کی گھٹا دیتی ہین

شکوہ جنگ وڑاتی ہین تجھ جل جل کر لا
شمع رو آگ پتنگونکو لگا دیتی ہین

دہانی انگیا کی وہ پہر کا کی چمن پھڑکا یا
طوطی صیاد کی ہاتھونکی وڑا دیتی ہین

کیا چھپا یا ہی نہین آپ و مین بین کر
کسقدر ہیل بھی تیر نگے ضرا دیتی ہین

باتین سنتی ہین شب وصل کی زیر پردہ
پردہ والان مین کانونکی لگا دیتی ہین

نیند آتی نہیں پہلو میں کبھی وس گل کو
کیا کھٹکتا ہی ہمارا تن زار آنکھوں میں

قطرۂ شبنم کی نظر آگئے نرگس میں مجھی
اشک بھر لایا ہو وہ رشک بہار آنکھوں میں

گھونٹ شربت کا ہی شاید کہ وہ شک شیرین
کہ پی جاتا ہی ہر عاشق زار آنکھوں میں

قطرے بینا کی نہیں بیچ بیٹھ گئیں چھپا
ہو تیا بند ہی ابی بار بہار آنکھوں میں

مل چکے خاک میں سیر اتن ارای بلبل
باغ عالم کے گلوں کی سے یہ خار آنکھوں میں

وہ بہاریں ہی جو ارمان چمن ہی کرتے
بلبلیں کہتی ہیں کس طرح نہ آر آنکھوں میں

دفن کرکے مجھی دیا نہ امانت کوئی
اشک بھر لائی مگر شمع مزار آنکھوں میں

دل اپنا گلبدنوں کی کب انجمن میں نہیں
یہ عندلیب کے مانند کس چمن میں نہیں

ہنسے شگفتگی شیرین بانی کم سخنے
وہ بات کونسی ہی جو تری دہن میں نہیں

تم ای برہمنو چلاتی پھرتی ہو ناحق
سخن اوسکا زلف میں ہی جانیے گہن میں نہیں

دیکھی نہ دل ہر اکسطرح گوسے کے گہن
تھی ایک جان سوا اسکے وہی تن میں نہیں

لیا جنازے پہ یار وجہ کوئی یار کا نام
یقین جانیو کہ مردہ مرکفن میں نہیں

جگر کے چاک میں ہم کر رہی ہیں کی فوج
کہ تار اشک سوا تار پیرہن میں نہیں

چھٹے جو دام سے گردن بائی حسرت کے
گلے میں طوق ہی اب باغ کی رسن میں نہیں

سونگھا کی زلف عنبر وہ مجھے کبھی لگے
یہ مشک وہ ہی کہ جو کستوری ختن میں نہیں

گل شباب سے بوئی فراق آتی ہی
شمیم وصل حسینان گلبدن میں نہیں

وہ کم سخن ہوں جس تک میں عالم کے
خموشی کہتی ہی گویا زبان دہن میں نہیں

مزار ڈھونڈتے ہو خاک خاکسار کا
نشان قبر کہاں ہڈیاں کفن میں نہیں

وہ ہنستی ہیں جو مجھپر سنگ بسا کے لیا کرکے
چمک جاتی ہی جب بجلی تو پتھر ٹوٹ پڑتی ہیں

عدو کشتی ہیں ہمسے ہوش اڑتی ہیں فقیروں کے
وہ جب نکل اڑتے ہیں تو پیچ پڑتی ہیں

ہر ایک کہتا ہی پہلے سر فدا ہو شمع پر پیدا
ہوا جب تیز ہوتی ہی پتنگ آپسمین لڑتی ہین

جگر ٹکڑے ہی غمسے دیکھیے کیا تو ہو وصل کا
امانت پردہ انداز و نکی بیدفصلی پڑتی ہین

ہو جائین شل جو دست مجھ خستہ کی پاؤن
سر دوڑ جا کوچہ قاتل مین جنکی پاؤن

مشتاق دشت کی ہون طالب جنکی پاؤن
گڑ جائین کوئی پار مین مجھ خستہ تنکی پاؤن

بی سینہ کی ایسے سرخ ہین اوس گلبدن کی پاؤن
جیسے حنائی ہوتی ہین اودولہن کی پاؤن

پھر شاخ پہ نہ رہنے دی غنچہ چمن کی پاؤن
گل دیکھے اگر ہی غنچہ دہن کی پاؤن

اوڑ جاتا ہی جنون مین پت سی کسطرح
ظاہر مین ہین پہ نہ ہری پیرہن کی پاؤن

پابند مین کسیکا نہ ہونگا بہار مین
جوش جنون مین ٹکڑی کرینگی رسنکی پاؤن

کرتا ہون طی مین یکا یک دشت کو
مجنکو عطا کیے ہین خدا نے ہرن کی پاؤن

پہنچی جو زلف یار کی نگہت دماغ مین
اٹھتین پھر زمین سے غزال ختن کی پاؤن

آئیگا عین عدی پردہ پڑا ہوا اگر
آنکھون سی ہم دبائینگے اوس گلبدن کی پاؤن

فرقت کی جا طبیب نے عاشق کو لکھدیا
دہوکر پیا کری کسی شیرین دہن کی پاؤن

ہر روز ہاتھ دیکھنے آتا ہی اے مسیح
کانٹا لگا تیری کوچی مین تیغ زن کی پاؤن

صحرا کو یاد کرکے رگڑتا ہون ایڑیان
ٹکڑی اوڑ آ رہے ہین لحد مین کفن کی پاؤن

آئیگا وہ سی جو وہ سوئی ہمارے ساتھ
آب طلا سی ہوئینگی اوس سیمتن کی پاؤن

لاتین وہ مارتا ہی میرے سینہ پہ نیند مین
دشمن وصال یار مین ہین دہن کی پاؤن

سست ہیں جامہ ہی عریاں کے وابستگیاں
کون سا ہستیا اس بتخانہ میں غافل نہیں

دیکھکر کشتہ کو دل تیرا پا تو ہوں بہلا دیا
مسلخ قصاب ہی یہ کوچۂ قاتل نہیں

ہی مکدر کس لئے ای لیلیٰ ناقہ سوار
دود آہ قیس ہے گرد رہ محمل نہیں

ای پری رو تجکو کیوں وحشت سے سایہ ہی مری
عاشق دیوانہ ہوں سایہ نہیں حایل نہیں

جا بجا ذکر گفتگو مجھسے مکر یا سچ خموش
گوکہ تو فاضل ہے لیکن بات کی قائل نہیں

سخت بات تو لبنی لگی کیونکر کلیجہ پر چوٹ
ای بتان سنگدل پتھر کا اپنا دل نہیں

فی الحقیقت ہوں قتیل خنجر مژگان یار
خون لگا گر ہیں شہید نہیں ہوا دہل نہیں

آتش مہسے جگر کو پھونکتی رہتی ہیں ہم
اور بس کوئی کباب اپنی پسند دل نہیں

لیپ اونچے گرم کی کیونکر نکلے اپنی پری
ڈوبنی کا خوف کشتی کو ساحل نہیں

گھورتا ہی کیا تو ای مجنون جنازہ دیکھکر
لاش ہی لیلیٰ نہیں تابوت ہی محمل نہیں

ظلم کیسے ہو امانت پر جو ناحق ای بتو
شاید اپنی دل میں سمجھے ہو خدا عادل نہیں

سنہ بے پردہ ہو گئی وہ لگا دو تکی دہیان
ہیچین گلو یان مجھی انگیا کی بیان

چالاکی سے سنکے وزن کفن کی جہان میں
تختے لگائے قبر نے اپنی دکان میں

چہت آسمانی دیکھکے اسکو مکان میں
خورشید نے لگائی کرن سائبان میں

ہے خاک یعنی جو سبزواری جہان میں
مٹی کے ہیں دلیل ہی ہیرے کی کان میں

بلبل سے گرد لگے ہیں قفس سائبان میں
پردے بھی گوش گل کے لگا و مکان میں

وحشت ہی دلکو حلقۂ گیسو کے دہیان میں
سودا عجب ہی حسن بتانکی دکان میں

گرد دان ہے حسن تختۂ گل ہی جہان میں
زنگاری چہت لگی ہی گلابی مکان میں

بزاز کی دکان پہ جو یاد آئی چشم یار
مضمون بلند خط میں جو اوس کو لکھی
ای چشم صبح آفتاب بڑا صبح خیز ہے

آنکھیں ہماری لگ گئیں پتلی کی طرح یہاں
تارا نکو تیرا پتا ہوا آسمان میں
شبنم کا اک گہر رہا گل کے کان میں

دنیا سے سوئی گور امانت روانہ ہو
لطفِ وصال یار ہی خالی مکان میں

سرمہ کا تنبالہ ہو شاطر چشم یار میں
نیند تو آتی نہیں اب انتظار یار میں
لاکھوں افسانے ہیں [illegible]
[illegible] یار سے پہلوی لیلا میں
ہو گیا وحشی جوان [illegible] گیا
آہیں کرنے دی چمن میں بلبل [illegible]
کام [illegible] سے نہیں ہرگز مریض عشق کو
آ کی نرگس کا تماشا دیکھیے [illegible]
مسکرا کر کس کیا [illegible]
شست کا کانٹا لب دریا جو ٹوٹا تار کو
کس نے آہ سحر کی صحن چمن میں اے نسیم
سیر مکتب میں گلستاں کی کری [illegible]
نقد ایمان بھی نہیں جو آہ [illegible] نذر کیا
عشق میں اوس شوخ [illegible]

ہی عصا در کار دست مردم بیمار میں
خواب مرگ آئی اسے آگے دیدۂ بیدار میں
اتنے جوہر کس نے دیکھے ہیں بھلا تلوار میں
نیند آئی اپنے چشم طالع بیدار میں
سایۂ چمن کا اثر ہی سایۂ دیوار میں
[illegible] رونق نہیں ہی آتش گلزار میں
سرمہ دیکھا کس نے چشم نرگس بیمار میں
اب تلک آنکھیں کھلی ہیں حسرت دیدار میں
ہی لب معشوق کا عالم لب سوفار میں
نیند اوس گل کو نہ آئی پھلیوں کی خار میں
نام کو گرمی نہیں ہی آتش گلزار میں
خون دل سے بوستاں لکھی خط گلزار میں
جب ہمارا یار آئیگے تیری دربار میں
خو نکی دہی پڑینگے دامن کہسار میں

باغ میں وہ شمع رو آیا جو شبکو بہر سیر
عکس سے جسکی ہتھیلیاں مہندی کی روشن ہو گئیں

رفتہ رفتہ حسن نے اوسکو کیا اپنا اسیر
زلف کی زنجیر میں ملکر طوق گردن ہو گئیں

مرغ دل پھنک گیا اللہ رے زیور کا فروغ
بجلیاں گہنوں میں صنم کی برق خرمن ہو گئیں

روی روشن ہی سے جو اوسکی شب پڑا اوڑھ گیا
شمعیں محفل کی چراغ زیر دامن ہو گئیں

چوکیاں درگاہ میں تھے پھر ہو پھر وصل غیر
آ لگی دل کی مرادیں ہم پہ دشمن ہو گئیں

حسن معشوقی پہ خدا کی مار زہر اوگلا غضب
بڑہ کی وہ زلفیں ہی ڈسنے کو ناگن ہو گئیں

ہونٹ پر آئی جو اوسکی گرمی صحبت سے رات
جھاڑ میں شمعیں پگھل کر موم روغن ہو گئیں

دوختہ زخم جگر آنکھوں کی لو ہی سے ہوا
پلکیں قاتل کی مسیحی عیسی کی سوزن ہو گئیں

آیا بہر غسل ساحل پر جو وہ پردہ نشین
دوڑ کر موجیں نہ دریا پہ چلمن ہو گئیں

راہ حسن یار میں اپنی گئی جان او بال
تھک گئی سر آنکھ زلفیں باسے رہزن ہو گئیں

مرکی بھی اعضا ہو عشق بتان میں نعرہ زن
ہڈیاں بل کھا کی نافہ میں بہ شکل ہو گئیں

ہم تصور میں پہر رواہ بیت ترسا کی روش
پتلیاں آنکھوں کی ہو ہو کر برہمن ہو گئیں

بھڑکی جھجک میں جو شبکو آتش جھپا آیا
سیتلا کی پوپلیاں تہ ہی پہ پوشش ہو گئیں

اوسکی آنکھوں کا تصور تھا جو ہنگام فشار
ہڈیاں سرمہ امانت پیرزن ہو گئیں

ڈوبا ہوں جا کے سی سر انگیا کی گھاٹ میں
چادر کفن کی قطع ہو دریا کی پاٹ میں

اک شاخ جو یہ بنتے ہیں بازار میں دلا
کیا یاد آن رد شمع کا دل ہنکی گانٹ میں

دل عاشقوں کی ہین ترے سینہ پہ بیقرار
کیا مچھلیاں تڑپتی ہیں انگیا کی گھاٹ میں

تیغ جہازی اوسکو تکلف ہی سے نہ تھے
کشتے لپیٹ دیتی تھے دریا کی پاٹ میں

جب نظر کی تو بڑا ابروئی خمدار میں بل
غش ہوا ابتو تری عشق میں پایا ایسا
دیکھا کرتے ہیں سبکی رخ رنگین کی طرف
کھینچ دی یار کا نقشا مجھی ایسا مانی

ای صنم ہو گئیں اس تیغ کے عاری آنکھیں
لی سوی ملک عدم آج سہلانے آئیں
عین گلزار میں بہتی ہیں ہماری آنکھیں
وہی ابرو ہوں بعینہ وہی پیاری آنکھیں

دیکھا نرگس کو نظر بھر کی امانت نی نہ پھر
آگئیں یاد چمن میں جو تمہاری آنکھیں

دل کسکا تجھ پہ ای گل تر مبتلا نہیں
کسکو ریاض دہر میں تیرے ہوا نہیں

باتیں سناتی ہیں وہ ہمیں لیکی بال تر
سچ ہی کہ مفلسی میں کوئی آشنا نہیں

کرتے ہو عاشقوں پہ ستم جان جان کر
واللہ آپ کو تمہیں خوف خدا نہیں

ناحق گلی لپٹ کی مناتی ہو سر گڑی
ہم سے سبب خفا ہیں کسی سے خفا نہیں

انسان تو کیا فلک کی ٹہرتی نہیں نگاہ
خورشید ہی زمیں پہ ترا نقش پا نہیں

ایسے مزی چکھائی غم ہجر یار نے
واللہ دل لگانی کا اچھا صلہ نہیں

احباب جوش عشق میں سب ہیں کنارہ کش
دریا میں ڈوبتا ہوں کوئی آشنا نہیں

بولا طبیب دیکھ کی بیمار عشق کو
ای شخص اس مرض کی جہان میں دوا نہیں

ای عشق بس خدا کی لیے بس معاف کر
داغ غم فراق کی اب دل میں جا نہیں

مہندی لگاکے تمنے کیا خلق کو ہلاک
پامال کون کون سر رنگ حنا نہیں

بوسہ طلب کیا تو کہا ہنسکے یار نے
سمجھا ارے جہان میں کوئی حیا نہیں

دیتی نہ دل تو کاہی کو سنتی گلا تن
اپنا فقط قصور ہی تیری خطا نہیں

ممکن نہیں وصال حسینوں کا ایک شب
دنیا میں زندگی کا امانت مزا نہیں

۵۵

ایک بیک شب کو جو وہ شک قمر آ نکلا	چاندنی کھل گئی نور آ سر سارے گھر میں

سب امانت سے یہی پوچھتی ہیں صبح و صال
چاند اوتر آیا تھا کیا شب کو تمہارے گھر میں

وہ تم قفا را الجھتی زلف میں پیچ تنکی جہالی ہیں	تمہارے گیسوؤں کے سامنے اپنو کو ڈالی ہیں
قمر ہے وہی روشن طوق سنبل کے نرالی ہیں	خدا کی شان ہے اک چاند پر دو تین ہالے ہیں
دوپٹہ اوڑھ کر اور وہ گلشن جانی والی ہیں	چمن میں جانکے سنبل کو ناؤ بانکو لالی ہیں
تمہارے گہ پیٹو کے ڈھنگ نیا سے نرالی ہیں	پریشان ہوں تو سنبل ہیں چمن میں [illegible]
ہوا اسکی بس کیا ہیپٹا پھر ہے باغ عالم	انار دانے خوشی سے وا گلستان میں نکالی ہیں
صفائی جسم کو دکھلا کی کہتا ہے وہ [illegible]	تیرے اعضا خدا نے نور کے سانچے میں ڈھالی ہیں
[illegible] فیض جنتیہ گر ایسی	میری آنکھوں کی بدی لیپ سے بنا لی ہیں
تیری [illegible] نہیں بیمار آبداری ہے [illegible]	انہیں ہیرون نے ملیں موتیوں کی [illegible]
وہم گلگشت ہوں تیغ تنکا پار کا گیا	صبا آہستہ چل سیر جگر کے زخم آلی ہیں
چمن کو آبرو بخشی ہے کیا شبنم کی قطروں نے	لگی ہیں سرو کی نام خدا [illegible]
عیاں تھے سیفاری [illegible]	کہ آب جنگلی میں سیمابی [illegible] پالی ہیں
تیا کیونکر لگاؤں [illegible]	خدا نہیں ہزاروں مسجدیں [illegible]
بلا کا زہر کہتی ہیں تمہارے افعی گیسو	ہزاروں آدمی ان [illegible] مار ڈالی ہیں
گلے کاٹی ہیں [illegible] گلیر	[illegible] کی سر [illegible] ڈالی ہیں
لڑا و آنکھ تم سو [illegible]	نگہ کی برچھیاں [illegible] دیکھی بھالی ہیں
لگائی آگ پانی میں بنا کر سبز [illegible]	حباب [illegible] نہیں [illegible] دل [illegible]

جستجو می کی جو ہوتی ہے کبھی قند جاکا
ایسا پھرتا ہو مرا سر کہ جسے کہتے ہیں

محتسب سے رہ میخانہ نہیں ہوتی بند
اب تو چلتا ہے وہ ساغر کہ جسے کہتے ہیں

رخ گلگوں کا جو قاتل کے پڑا جام میں عکس
می وہ ہو خون کبوتر کہ جسے کہتے ہیں

سادہ رولونکی سند حسن کو دیتا ہے جلا
آئینہ ہے وہ سکندر کہ جسے کہتے ہیں

قبر میں سوتے ہیں پہلو ہی میں چمن یاد
لطف اوٹھایا ہے وہ مر کر کہ جسے کہتے ہیں

خیر سے آئی مرے پاس جو وہ تند مزاج
دور اسطرح کرون شر کہ جسے کہتے ہیں

غنچے نے جیسے ہی اوس گل کو پہنائے کپڑے
دل ہی جامہ سے وہ باہر کہ جسے کہتے ہیں

آسمانکو نہ سمجھ لطف سے خالی اے دل
اس صدف میں ہے وہ گوہر کہ جسے کہتے ہیں

ناصحا عشق کے دریا سے ڈراتا ہے کسے
دل مرا ہے وہ شناور کہ جسے کہتے ہیں

دیدہ تر سے جو رومال کا گوشہ کھینچا
موج زن ہو وہ سمندر کہ جسے کہتے ہیں

پھلجھڑی قبر پہ وہ چھوڑتی آئی شب دفن
لائی پھولوں کی وہ چادر کہ جسے کہتے ہیں

اوڑ گیا میں جو قفس سے تو پکارا صیاد
ایکی کاٹون وہ پر کہ جسے کہتے ہیں

خون سے ہو دامن گردون جو ہو قاتل
ایسا تڑپون تہ خنجر کہ جسے کہتے ہیں

گھر میں کس آئینہ رخسار نے رکھا ہے قدم
آج **امانت** ہے وہ ششدر کہ جسے کہتے ہیں

دوڑا وہ آنکھ کو نہ صنم عین راہ میں
موج آئی ناز کی سی نہ پائی نگاہ میں

دیکھی جو دانت اوس نے یکتا کی راہ میں
موتی پروئے چشم نے تار نگاہ میں

آمد جو اوس کی ہوئی صیدگاہ میں
آنکھیں بچھائیں آہوؤں نے عین راہ میں

پڑتی ہے آنکھ شعلہ مشعل پہ اے میں
روشن ہے گیند یار کی تار نگاہ میں

رخ پر خیال خط کے سبب ورطہ تباہ ہین
کانٹے بچھے ہوئے ہین محبت کی راہ مین

مجھ زار کو ہے عشق بت پر غرور کا
باندھا خدا نے کوہ کو ہی برگ کاہ مین

دیکھا جو اوسنے گھور کے پھر ہل سکا نہ ہاتھ
مشکین ہماری بندھ گئین تار نگاہ مین

افشان ڈہلی یار نے بالون پہ ہے چنے
چھٹکی ہی چاندنی شب زلف سیاہ مین

دل خال و خط سی تا خم ابرو نہ جا سکا
رہ زن ہزارون مل گئے کعبہ کی راہ مین

اندھیر ہے کہ آنکھ مین سرمہ کے جا نہین
اتنے حسین سما ہین اپنی نگاہ مین

پردہ اوٹھا دو رسم محرم مین تو شتاب
رکھو سبیل شربت دیدار راہ مین

ٹوٹے پلک جو آنکھ مین کھٹکو نہ اے صنم
پیکان کی احتیاج ہے تیر نگاہ مین

چاہی جو تو شرف وہ امانت کو ہو عطا
کس بات کی کمی ہے تری بارگاہ مین

بیان حیرت کا کیا کیجے خیال آئے روشن مین
ہماری آنکھ مین پتلی نہین مردہ ہے مدفن مین

تکلف آسمان کا دلکو تڑپاتا ہے ساون مین
قیامت ہے دھنک بجلی کی گر بڑھ کے دامن مین

کبھی گل توڑ کر سر پر کبھی آگے جو دامن مین
گریبان ٹکڑے کر کر ڈالدے گلچین کے گردن مین

تری آنکھونکی غم مین لاغری ہے یہ کہ منا ہے
سلائی بن کے ہین سرمہ لگا دون چشم سوزن مین

اسیر کیجے مری انی کھو دیا مجکو رہائی سے
قفس سے چھوٹ کر صیاد کے بیٹھا ہون دامن مین

تکلف سہا تہا اوس گل کے مرا ہی بڑھ کے لاکھو سے
عوض کاغذ کے مستی بھیجتا ہون گل سوسن مین

برابر پھوکے دیکھی جو غنچی صحن گلشن مین
تو ٹانکین خار کے سوئی لیے کلیان گلی دامن مین

ترا پا اعضا مین ابر دمین تجھی شوخی جوبن مین
جوانی مین غضب ہوگا جو آفت ہی لڑکپن مین

خدا پھر دل کو دلبر سی چھڑا کر لائے سینہ مین
اکیلی روح گھبراتی ہے اپنی خانۂ تن مین

خدا کی خاص ہین آیتین سرِ خط مشکبارونمین | سکندر آئینہ دارونمین ہی خضر آبدارونمین
صفیرِ بلبل سبب بیکار وہ کہیلا نہ بہارونمین | ہوی چہرہ کی صورت شوخ بینی نو بہارونمین
نئی پہچان وضع بد وضعونمین ہی ہر دو شہیدارونمین | شرابی زاہدونمین متقی ہون بادہ خوارونمین
صدا گلفروشان ہی بیابانونمین ہر گلشن | لپیٹی ہی ای جوانان چمن جیسی بہارونمین
بہلونمین ہون برا ایلچی بدونمین نیک ہون لیکن | گلونمین خار ہون اعندلیبو گل ہون خارونمین
گزی کی بہی نہو گی چادر اک صدقہ شبنم | رکہی ہین تان ناحق چاند کی ستارونمین

ردیف واو

باغ عالم مین دلا محوِ رخِ جانانہ ہو | عندلیب وصل گل کا ہو و شمع کا پروانہ ہو
فصل گل مین آت دن بہ سبام ہی اور بیگانہ ہو | ساقی بیہوش ہو می ہو شیشہ ہو پیمانہ ہو
ای دل دشمن فدا کی جلوۂ جانانہ ہو | ای چراغِ چشم شمع طور کا پروانہ ہو
عشق مین اوس شکل لیلی کو جو دل دیوانہ ہو | قصۂ مجنون زمانہ مین مرا افسانہ ہو
دور می مین گر نہ ای دل ساقی مستانہ ہو | گردش ایام مجکو گردش پیمانہ ہو
محوِ گلشن گر نگاہِ نرگس مستانہ ہو | شیشہ ہو شمشاد شبنم می ہو گل پیمانہ ہو
صحن گلشن مین جو رقصان ساقی مستانہ ہو | کبک سودائی ہو طاؤس چمن دیوانہ ہو
پہر کی آہ سرد سی آتشکدہ ہو جای یخ | برفخانہ نالۂ سوزان سی آتشخانہ ہو
بزم عالم کی حسینونمین عجب اثر ہی | جان پروانہ دی اور شمع کو پروانہ ہو
ان پریزادونکی شوخی مین سراسر ہی بلا | ای دل وحشت زدہ تنہا نہ تو دیوانہ ہو
عشق مین اوس زلف کی ایسی ہی ہین الجہی ہوی | ہاتھ مین لیو جو کنگہی شکل ہمارا شانہ ہو
پہر کہا ای چرخ ہم مستونکو دیکہتی | شیشہ ہو اپنی بغل مین ہاتھ مین پیمانہ ہو

مقابل چہرۂ روشن سے اوسکی ماہ ہوتا ہے
اگر وہ بادشاہ حسن جاوے تو صفین ابنے
ہم اوس معشوق پر اب ہونگی عاشق جیسے پروانہ شمع
تمہین انصاف سے کہدو یہی حق محبت ہے
تصور چاہیے ہر صبح اوسکی مصحف رخ کا
ہیئل و سن گیس مجنونکا عاشق اوسکے چشم و
نہا ہو کر کفن پہنی لحد مین چین سے سوئے
فروغ ظاہری تب ہو ملی جب خاکمین انسان
کسیکے عشق مین تنکے چبا کرتے ہین ہم وحشی
چمن مین فرط تو گل سے وہ ہمکو یہ بتا ہی
لب شیرین کا بوسہ وصل مین لینی نہین دیتے
سوال آتو ہی ہمکو وہی شوق ہے جسمین
نہ کیون آنکہہ اوٹہا کر قاقم و سنجاب کی جا
وہ صحرای بلا انگیز مجنونکا مسکن ہے
نہ اولجہی امن دل زلف کی زنجیر مین جسکا

برنگ مہر اسکی بھی الٰہی زرد رنگت ہو
ہر اک تصویر کو سکتا ہو آئینہ کو حیرت ہو
عنایت ہو کرم ہو لطف ہو مہر و محبت ہو
ملی دشنام ہمکو غیر کو لیکن عنایت ہو
سحر کی وقت بہتر ہو جو قرآن کی تلاوت ہو
جو افسانہ اون آنکہونکا سنی آہو تو وحشت ہو
تری بیمار الفت کو کہین جلد ہی صحت ہو
چراغ زیست جبکہ گل ہو تو روشن شمع تربت ہو
برنگ کہربا کیونکر نہ اپنی زرد رنگت ہو
نہ جسم ناتوان اپنا اسیر موج نکہت ہو
مزا عاشق کا کہوتی ہو عجب تم بیلا وت ہو
سخاوت ہو عطا ہو فیض ہو بخشش ہو رحمت ہو
جو سنگ در سے جنون میں مجکو عریانی کا خلعت ہو
جو او جنگل مین جا نکلین تو دیوانونکو وحشت ہو
گریبان قبا اوسکے گلے مین طوق لعنت ہو

سنبت باریک مین بی ورکر لیتا جاوین نہ
لگا کہنے جھجک کر سینے بہجانا امانت کو

بلاتا ہو نہ دن ستارے کی وہ زیر بند خنجر کو
تلاوت مصحف عارض کی ہے خال سیہ کو

سجا کر بالیان وعشقی بنا لیتا ہون الکو
مسلمان کی بنا پٹہا یا کیا ہی طفل ہندو کو

عیاں ہے حلقۂ گیسو سے داغ عارض جاناں
تماشا ہے دہن میں سانپ نے پالا ہے مجھکو

سنا ہے کر نہیں سکتا کوئی ماوا کی
ہمیں تماشا ہے ہوا ... تماشا ...

نہیں ہے خوشبو کو گلشن عالم میں
کسی نے پھول سی پھلتے نہ دیکھا شاخ آہو کو

کھڑی ہوئی بناتے تھے امانت جو کہ محفل میں
برابر اوسکے بیٹھے ہیں دبائی اوسکی زانو کو

چہرہ پانی میں جو سینے دکھایا مجھکو
گھولکر شربت دیدار پلایا مجھکو

تن پہ گل کھانے کا انداز بتایا مجھکو
لالہ رخ ہوں کہ عرض داغ لگایا مجھکو

برق و باراں کا تماشا نظر آیا مجھکو
یار نے شب کو جو ہنس ہنس کے رلایا مجھکو

اپنے پہلو میں جو اس گل نے سلایا مجھکو
شب کو اس قطرے کا نشو نہ دیا مجھکو

غیر کے کان کھڑے ہوگئے ...
اوسکی چٹی کے قریں شب کو جو پایا مجھکو

دل چھٹا ہوگیا ...
پیچ پر پیچ مقدر نے دکھایا مجھکو

سو رہا شب کو جو ...
بخت خفتہ نے سحر تک جگایا مجھکو

کیا گنہ میں نے کیا تھا ... موت بھلا
بیٹھے بٹھلائے جو دنیا سے اوٹھایا مجھکو

جاگتے جاگتے پتھرا گئیں آنکھیں شب ہجر
میری بیداری نے تربت میں سلایا مجھکو

گر کے مجھ پہ ... گل ... ملا
آگے پیچھے ہوں ... اوٹھایا مجھکو

داغ یا خط میں بنا خال رخ جاناں نے
اپنی ... میں لایا مجھکو

کر دیا زار یہ عشق دہن جاناں نے
ملک الموت نے بستر پہ نہ پایا مجھکو

بندہ گئی یار کی تکل کی ہوا نظروں میں
شمع ساں شب کو ... جلایا مجھکو

شرط انصاف بھلا ہے کوئی ...
سینے کیا ... لکھایا مجھکو

٦١

ڈھال کے پھولوں سی قاتل کا جبین پر نور ہو
شاخ میں تلوار کے پھل زخم کا انگور ہو

گر کبھی محو عبادت وہ سراپا نور ہو
سل مرے آزار کی غلب سے سنگ طور ہو

ہون بیابان میں گر گرداغ شب فرقت سے ہم
چاندنی خلعت سپیدہ صبح کا کافور ہو

جب کیا میں نے کہ وعدہ وصل کا اب ہے قریب
پاس سے ہٹ کر کہا اوس شوخ نے [illegible]

یاد پھر میں ہی جو چہرہ اوس کا آیا دم سحر
شمع روشن جس طرح وقت سحر بے نور ہو

تشنگی سے اغ سونی جلا کر یار ڈالا ہمین
جسم پر بدلے کفن کے مرہم کافور ہو

رشک دیدہ صاف تھی سوتین جلتی ہیں حرام
دل میں یہی کیونکہ شمع روشن سوز ہو

سخت یا بین ہم سبک جانی کی لیکن گران
ناز بردار گر نہی صاحب کے جو مزدور ہو

داغ ہیں تن میں بعد مرگ بھی ہے یہ گمان
میں کفن پہنا ہوں بہ ہر شمع لحد کا نور ہو

عکس رخ کا عکس گنتی ہو تم آنکھوں ہیں ہیر
چار دنکی چاندنی پر کسقدر مغرور ہو

تم جو گھبرو تو وقت سے مر جائیں ناسخ آج
آنکہ کے ڈہیلے سے اپنا شیشہ دل چور ہو

زہر کیا کر جان پر کہیلوں اما ہشت ہجر مین
اختیاری میں کس واسطے مجبور ہو

عرق آلودہ عارض کا نظارہ کر نہ دیکھو
گل خورشید پر دیکھا نہیں قطرات شبنم کو

المغلطہ کے نکلنے کا نہیں کچھ ایک قطرہ کو
تری عالم کا غم ہے اپنی پر ساری عالم کو

جو دیکھا ہجر قاتل میں کبھی ماہ محرم کو
گرائی اشک آنکھوں سے اوٹھائی تا ہلہ ہم کو

بہر اکرتا ہی زخم خنجر ابروی پر خم کو
خط جانان لیکیا تھی پڑہالی سینہ مرہم کو

جلایا قصہ بیمار سقر سے نا پا ہمکو
جنان کا تذکرہ کر آگ لگجاتی جہنم کو

ہوا محراب کعبہ بہ گمان جب تالا ہو کا
ترا چاہ ذقن سمجہا صنم میں آب زمزم کو

ردیف یا

عشق بتان کو پوچھئے ایدل گیا ہے — آفت ہی قہر حق ہی غضب ہی بلا ہی یہ

کہتے ہین سب مجھے کہ بڑا بیوفا ہی یہ — الفت کی ابتدا کی وہ انتہا ہی یہ

اچھا ہی روز ہجر نہ فرقت کی شب بلا — دیکھو سفید وہ ہی تو کالی بلا ہی یہ

کہتا تھا وہ کسی سے کہ عاشق اوسی کو — صدمے جواب دیتا ہی تو اسکی سزا ہی یہ

تصویر کیا ٹھہر سکے اوس شوخ کے سامنے — آئینے دنگ ہوتے ہین جوش صفا ہی یہ

شانہ عشق کو دیکھ کے بولا یہ مسی دل — اون گیسوؤنکو چھوا او گدا ہے یہ

کیا نسبت اپنی آہ سے نالی کو غیر کے — جھونکا خزان کا وہ ہی تو باد صبا ہی یہ

کچھ مین نہین لڑا ہون جو بلبل کا ہی بیان — آکر ہنسا وہ گلکو کہ مٹتے خفا ہے یہ

ہر دست شاخ پر رنگ گل ہی ہرا ہوا — اے بلبل شہید ترا خون بہا ہی یہ

موسی کا معجزہ ہی سر دست آشکار — کف یار کی ہتھیلی مین رنگ حنا ہی یہ

پوہنچا زمین کوئی صنم پر جو مین مریض — آئی صدا فلک سے کہ دار الشفا ہی یہ

چھٹتی نہین سرکتی ہی ایک لحظہ پشت سے — تیغ برّی تمھاری کہانکی بلا ہی یہ

عاشق کو دیکھی گالیان کہنے لگا وہ شوخ — سینے شہید ناز کا بس خون بہا ہی یہ

اوس چشم سرمگین کا ہوا ایسا ہی غضب — باندھا کسی نے مجھ پہ دلا طلسما ہی یہ

مہندی کسی نے توڑی تو چلاتین بلبلین — جانی بنا ہی ہاتھ سی رنگ حنا ہی یہ

اوس سیم تن کی ہجر مین اپنے چلے نہ تھے — سونا ہمارے حق مین لا کیمیا ہی یہ

شیرین لبونکی عشق مین ہی تلخ زندگی
الفت کی چاشنی کا امانت مزا ہی یہ

زنجیر سہا ہی نہ کہین جمع بش جنون مین
منہ وصل کے امید اوسنی کبہی و نیچ دکہایا
وہ لعل بدخشان کو بناتی ہین چو نیلم
پانی سی بنا حیف مرا دیدۂ پرخون
بوسہ مژۂ یار کا مانگا جو کسی نے
نقش قدم یار جو دیکہا دم گلگشت
سوراخ ہوا سنگ سی دل چشم ہیں دلبر
برسات مین وہ گہر سے مر جائین نکلتی
لائے گا کمان سے تری جستی نکی تیر
یہ لخت جگر آتے ہین ہیہم دم گریہ
قاتل نے جگر ٹکڑے کیا تیغ نگہ سی
ہم چشمون ہی دنیا مین نہین چشم ترو
آئی وہ مسیحا جو نظر عین غشی مین
افزون ہی وہ رخ گل ہی گل سی کرم

صدا دل کی بٹی ہی دلا مجہ پہ کہڑی آنکہہ
صحت ہوئی کچہہ دلکو تو بیمار پڑی آنکہہ
اشکو نسی جہڑا دیتی ہی مسی کی ہیر کی آنکہہ
یاقوت کی تصویر کی جہپ جہلن چڑہی آنکہہ
تلوار پکڑ کر ہوئی ابرو کی کہڑی آنکہہ
نرگس نے روش صحن گلستان مین گڑا آنکہہ
اوسکی گہر دندان سی جو موتی کی لڑی آنکہہ
تہمتا ہی اگر سینہ تو لگاتی ہی جہڑی آنکہہ
گو دیکہنی کو ہو گئی آہو کی بڑی آنکہہ
مژگانکو بنا دیتی ہی پہولو نکی چہڑی آنکہہ
مجروح ہو اسفت مین دل جا کی لڑی آنکہہ
بینائی سفر کر گئی تربت مین گڑی آنکہہ
ابرو کا عصا ٹیک کے چاہی کہ کہڑی آنکہہ
چہوٹا ہی وہ ہین غنچہ سی نرگس سے بڑی آنکہہ

اوس مہر کا نظارہ تو مشکل ہی آیا
خورشید سی سینکا کرو دو چار گہڑی آنکہہ

دیکہی اوسنی غور سے تصویر پشت آئینہ
گر مرا عیسے کری تقریر پشت آئینہ
عکس روی یار اِدہر تو دست نازک ہی

آج یاری لڑ گئی تقدیر پشت آئینہ
صاف بول اوٹہی ابہی تصویر پشت آئینہ
آئینہ سی کم نہین توقیر پشت آئینہ

کہینچ لاتی ہی سلاسل و سیمیان یار
ہم تو ہین بس قابل تاثیر پشت آئینہ
آئینہ دکہلاتی ہین کیہو وہ صاف رخسار
ہیکیا حیرت نے ہین تصویر پشت آئینہ
شوق خونریزی ہی ہین کس کو
ابرو تصویر ہی شمشیر پشت آئینہ
دیتا ہی فانہ نشینونکو ہی دنیا
سطح سیماب ہی جاگیر پشت آئینہ

تاری بنا کی سر پہ رکھا آسمان نے
دھوکا ہر ایک گل کو ہوا پشت خار کا
اوس گلبدن کو خط مرا اونچا اسکی کی
شاخون پہ دست رس ہو تو پھل جا سکی کہا
رہنا قدم کا زہد پہ ثابت محال ہے
سکھے ہمین ہین پاؤن جو وہ بادشاہ حسن
ہو دست رس جو خون کو مری دست یار تک
جو منزلین تھی اونکو چڑہا یا ہی زور پر
ہین اونکی کھائیو ہمین پکیتی کی ٹھیریان
تھا پاؤن سر کی وصل مین راضی کیا اونہین
رنگ حنا جو رقص مین ہر دم ہی شعلہ زن
ساغر کو منہ لگاتی ہین کم ظرف سا...یا
کرتا ہی چین اسکی قدم سی جو ہی لگا
دم مین نکالدیتی ہین لفت تا بکار
دولت خدا پرست لٹائین جو فقر کی
سوبچی سنا وہ زلف کی چہو پہ دور رکے
دریا پہ آشنا کہین رہتا ہی آبرو
گنبد ہوائی شب کو بار قدرت

ذری کچھ آگئے جو تری نقش پا کی ہاتھ
مجھ نارسا نے جو پیٹھ پہ کہا بڑہا کی ہاتھ
ہین اصل مین نہ پاؤن نہ باد صبا کی ہاتھ
بوسہ ہین کا لیتا ہون قابو مین پا کی ہاتھ
کانون پہ لوگ کہتی ہین گھر مین جلا کی ہاتھ
شاخین گلونکی نذر کرین سر جھکا کی ہاتھ
پابند ہون نہ پھر کبھی رنگ حنا کی ہاتھ
پنجہ کرین نہ مہر فلک سی بڑہا کی ہاتھ
پالٹ کی چوٹ دیتی ہین سر کا بنا کی ہاتھ
کچھ کہہ دیا رقیب نی ہی ہی دبا کی ہاتھ
روشن ہین دیتیونکی طرح لقا کی ہاتھ
سوچ شرابی نہ طمانچہ بڑہا کی ہاتھ
کاٹی نہ اہل شرع نی دزد حنا کی ہاتھ
شانونکو بھی خدا نی دی ہین بلا کی ہاتھ
پہیلائین بادشاہ بھی آگی گدا کی ہاتھ
بہیجا ختن مین کاٹ کی اہل خطا کی ہاتھ
چھینٹا لگا سپہر مری منہ مین بڑہا کی ہاتھ
باندھے چڑہا کی پیچ پہ کیا سجیا کی ہاتھ

ذلت کی ڈرسے لغزش اہانت ہی پاؤنکو

دم ہی کیوں نہ گرمیٔ شوق وصال سے
کامل ہوا ترقیٔ حسن و جمال سے
ظاہر ہے قرب چشم یہ ابرو کی خال سے
حاصل ہوا یہ الفت حسن و جمال سے
کھاتی ہیں غم اوٹھاتی ہیں ہم بار عشق کے
مجنوں کا دشت تجکو مبارک رہے جنوں
دم بھر کہیں نہ بیٹھے ہیں ہم تیغ یار کا
اوس زلف میں عبث ہیں بیتاب طبیعتیں
الفت نہیں ہے پاکی ملکہ سیکو خاک
دم زلف پر نکلتا ہے سو کر ہے جان
دینگے جو چشم مست صنم سی مثال ہم
واقف جو منزلت سے ہیں عشق پاک کی
ابرو جو اوسکی چاند سے رخ پر نظر پڑا
ای بحر حسن باندھ لی جوڑا آدھا بال
اپنی دل قوی کو ہے سو کہ [illegible]
پیر فلک کے دور میں ہیں دہشت [illegible]
اوس بحر حسن نے جو کہا تجکو ڈوب
اسد خوف ابروی قاتل کی تیغ کا
ملک سخن میں منصف زدی قسم کو

شربت طلب ہے دل جب خندہ فال سے
ناخن تری سے گھٹے نہ کسیدن ہلال سے
پتلی سیاہ نکلی ہے شاخ غزال سے
جان لگ گئی تلو کی محبت میں کل سے
اسد رزق دیتا ہے وجہ حلال سے
ہوں بندہ دل غرض نہیں دیکھی مال سے
زر کی سپر چمکتی ہیں نہال سے
پھلے کہیں ترسکے نکلتی ہے چال سے
مستی مرے شراب ہے گرد ملال سے
وابستہ اپنا دل ہے تیری بال بال سے
آفاق میں شراب کھینچے گے کلال سے
گرتے ہیں منہ کے بل تیرے بام وصال سے
کاٹا گلا چکور نے تیغ ہلال سے
پایا کی پہلی [illegible] زلف کی جال سے
[illegible] اندھا ہے بال سے
کل کی [illegible] کنارا ہے شال سے
دریا خجل ہوا عرق انفعال سے
مریخ مانگتا ہے سر دشمنی [illegible] سے
واقف کوئی ہوا نہ امانت کی حال سے

و فور خط سے ہے زنگ جلا مصحف عارض — کلام اللہ کی کافر نے کیا صورت نمائی ہے

نہیں چھپتے گر پری ہاتھی کی انشاں ہو نہاں ہو — جبیں تجھے شہرت دیدار پر چڑھی ہوائی ہے

رخ رنگیں سے بوسہ غیر کی غیبت میں لیتا ہوں — اُڑا ہے باغ سے صیاد بلبل کی بن آئی ہے

جگہ بفضل خدا ہے اک بت کافر کی ہے دل میں — فرشتہ جا نہیں سکتا جہاں اپنی رسائی ہے

تصور سے جو دل میں گھر ہے اک بحر خوبی کا — فلک کہتا ہے اس کو زمیں پا کی سمائی ہے

لبوں پر دم ہے گھلتا ہوں مثال شمع محفل میں — بتوں کی غم میں جل جل کر خدا سے لو لگائی ہے

ملاقات اس سے ہے شمشیر زنگ آلود کی صورت — رکھائی منہ پہ ہے ہر دم مگر دل میں صفائی ہے

لیا ہے اس دی قاتل کا بوسہ غصے میں — جگر دیکھو ہمارا منہ پہ کیا تلوار کھائی ہے

ہلاتا ہوں فلک کو لحد میں لگی پاؤں کو — لحد میں پاؤں پھیلا کر زمیں سر اٹھائی ہے

کوئی پامال غم ہے جو سنبھالتا ہے کوئی [illegible] — پہنچ کر دست قاتل میں حنا کیا رنگ لائی ہے

ترقی اسیری کی چاہتا ہوں جگ عالم میں — کنارا سب سے ہے دریا دلی سے آشنائی ہے

جب ان کی عشق میں [illegible] — بتاؤ کیسی مرتی ہو طبیعت کس پہ آئی ہے

مکرر بوسہ لینے میں مزا ملتا ہے دنیا کا — لب شیریں جاناں قند کی گویا مٹھائی ہے

ادا سے اس کے لعل کی ترشی ہوئی ہیں انگشت تیکھی — حنائی ہاتھ ہے پر جانگا ہیرے کی کلائی ہے

رکھے اللہ سخت عشق میں کچھ بن پڑتی — اکیلا میں ہوں ان سب تیکی طرف ساری خدائی ہے

مری تربت کے سبزہ پہ گیا بیچا ہے شبنم کا — لحد پر موتیوں کی چرخ نے چادر چڑھائی ہے

قفس میں پر کتر کر جیسے صیاد نے چھوڑا — اڑیں ہیں [illegible] اپنی قطع امید ہی کی ہے

نہ پہنچا آپ کو ساعد چھوڑا کر [illegible] — کلائی ہاتھ میں لیکر [illegible] کل آئی ہے

خدا کے سامنے گردن جھکائی گل بدن [illegible] — بتوں کو کر کے سجدہ برہمن نے منہ کی کھائی ہے

٦٧

ہیں کمر یوں ہی عدو کی تیغ یار سے ٹوٹ کر جیسے کلی تصویر آدھی رہ گئی

حال دل سارا نہ شکوہ کہنے پایا یار سے نیند آدھی آئی مری تقریر آدھی رہ گئی

عالم رویا میں دیکھا وصل اک بوسہ ملا ہو کے ظاہر خواب کی تعبیر آدھی رہ گئی

پھوڑ کر سر مر گیا شیریں کے غم میں کوہکن بیستوں پر آ کے جوئے شیر آدھی رہ گئی

ناتواں وہ ہوں کہ سارا خط نہ اسکو لکھ سکا ہاتھ سے چھوٹا قلم تحریر آدھی رہ گئی

ہو گئی مجھکو چھری اسکی نزاکت دیکھ کر آ کے لب پر یار کے تکبیر آدھی رہ گئی

بنی محل اپنی عمارت پہ ہوا جب غرور بنتے بنتے قصر کی تعمیر آدھی رہ گئی

بخش کے جرم بوسہ پردہ ہو گیا دل میں خفا عفو آدھی ہو گئی تقصیر آدھی رہ گئی

نیمچہ پر ہاتھ رکھوا کر ہوا قاتل نڈھال ہو گئی بے تیر قتل کی تدبیر آدھی رہ گئی

تا کمر دریا میں اترا جس گھڑی وہ بحر حسن کھینچ کے موج آب پر تصویر آدھی رہ گئی

کب اوسی بیمار کی گردن کٹی نیمچے سے آہ وا راہ جب آئی گردش تقدیر آدھی رہ گئی

دست قاتل کی نزاکت کا دیا دکھ ساتھ نے نیمجان میں ہو گیا شمشیر آدھی رہ گئی

عشق کی آزار میں کیا آتش جو دوا جاتے جاتے حلق تک تاثیر آدھی رہ گئی

گل میں تیرے سبھی خاک بو ہو گئے ہمسے بلبل سے گفتگو ہو گئے

ہے یہ تار شعاع سے ثابت کہ قبا ہی سحر رفو ہو گئے

پانی مانگا اگر نہ کشتہ نے دست قاتل کے آبرو ہو گئے

خانہ جسم سونا ہوگا مکان ہمیں ہائی روح جب نہ تو ہو گئے

کس سے شاد و قد کے دلکو مرے گلشن یہ جستجو ہو گئے

[illegible]

پڑیون کا مرے ملو مجن — در دندان کی آبرو ہوگے

سو ہا جوڑا وہ گل جو پہنے کا — سنے عروسی دلہن کی لو ہوگے

کہتے شیرین کو سب ہین تلخ مزاج — تجھسے بڑہ کر نہ تند خو ہوگے

کوچے کاٹے گا جب تبر قاتل — ظلم کی دہوم کو بکو ہوگے

روئینگے یاد مین جو اوس گل کے — عطر کے آنسو نین لہو ہوگے

نہین بیوجہ باغ مین شبنم — چہرۂ گل کے شست وشو ہوگے

وہ جو منہ مین چوا لینگے پان — شرع مین اپنی آبرو ہوگے

جب وہ پیسینگے میری قتل پہ دانت — رنگ پان سے زبان لہو ہوگے

دل اپنا زلف عنبرین مین اگر — گل شب بو کی اس مین بو ہوگے

سینہ مین رخنے جو وہ نکالے گا — چاندنی قابل رفو ہوگے

آبرو ریزیان ہین اونکو پسند — گہر مین دربکار آبجو ہوگے

خون پہ روئینگی ہجر قاتل مین — آنکہ اپنی ہر اک لہو ہوگے

ہاتہہ مین کیونکر آئینگے وہ سمل — کمر یار مثل مو ہوگے

وہ پہنتے ہین جنبئی پوشاک — زعفران آج زرد رو ہوگے

ای قیامت بلا ہے تو بہ پاے — کیا بہلا اوس سے بڑہ کی تو ہوگے

شہر سارا بسے گا عنبر سے — وا اگر زلف مشکبو ہوگے

پوچھی اوس لب پان کی لالی — اب یہ لاکہون مین سرخرو ہوگے

لینگے نام علی امانت ہم — جب فرشتون سے گفتگو ہوگے

تیر مضمون در دندانکا نہیں ہو سکتا
اوسکی دانتون سے مری تیغ زبان عاری ہے

جاہین مرہم کوی پہاہا وہ لگاتے ہیں
کارگر ہوگا نہ کچھ زخم جگر کاری ہے

قفس تن سے نکلتے ہیں نفسکی تیلی
طائر روح کے اڑ جانیکی طیاری ہے

آسمان کی نظر بد سے بچاے اللہ
آج پوشاک مرے شوخ کی زنگاری ہے

زلف پیچان پہ سر اپنا نہیں ہو سیارے
بات چوٹی کی سنو سانپ کا دہاری ہے

شور ہے چاہ زنخدان کا تری ڈر ہے مجھے
تہہ یہہ دشمن نہ نکالین کہ کنوان کہاری ہے

چین آفاق میں اکدم نہیں ملنے فکر سخن
ہرزہ گوئی کی امانت تجھی بیماری ہے

پہچانیے گا بات مری مان لیجیے
میں جان دونگا آپ پہچان لیجیے

دست جنون کا ہی یہ اشارہ ہے لطیف
دامن کو پھاڑیے تو گریبان لیجیے

لب خشک چشم تر ہے زبان لال چہرہ زرد
عاشق کو شکل دیکھ کے پہچان لیجیے

مرنا مجھے قبول ہے صدمہ نہیں قبول
دل دیجیے خدا کے لیے جان لیجیے

خلعت خریدیے نہ دوکان سے پی پر تپ
پہلے مری کفن کے لیے تہان لیجیے

شانہ ہلا کے ادتر آئی ہے وہ شوخ سنگدل
تربت میں ہاتھ پاؤن ذرا تان لیجیے

بلوائی نہ نزع میں اوسکو رقیب ہے
مرجایے نہ غیر کا احسان لیجیے

مرجاے ایکدم میں لہو تھوک کر تپ
منہ میں ہمارے منہ سے جو اک پان لیجیے

ہی صبح وصل وقت شہانا ہے ای صنم
لد بہیرنیکی کوئی تان لیجیے

کہتا ہے عشق جنون میں تو کو دیکھکر
نیچے ہی آسمان کا گریبان لیجیے

محفل میں کسکی آپ پہ دردیدہ ہی نظر
آنکھیں لڑا کی چور کو پہچان لیجیے

عالم میں عیان معرکہ کربلا ہے
قاتل کی گلی میں [illegible]
تلوار کا بسمل کیا مری قاتل [illegible]
[illegible]

ہوگا کوئی ہم سا نہ دنیا مین نحیف ایسا
پامال ہوا ہون جو سرا ذکر چلا ہے

شبنم کو نگاہون مین جگہ دیتی ہے نرگس
کیا آنکھ کا پانی چمنستان مین ڈھلا ہے

آہو نگا دہوان طرف چشم سراپا
گنگا پہ یہ مردہ کسی ہندو کا جلا ہے

لب مین لیے جام او بہن سکا ہی گلا ہے
ساغر سی ہی مست آنکھ صراحی سا گلا ہے

بالونکی گرہ کھولکے بولا وہ اوٹھ کر
جنجال مین ٹپتی مری لفظونکی بلا ہے

ہاتھ آتے ہین بلبل کے عوض دام مین ارمان
صیاد کو کیا ظلم گلستان مین بھلا ہے

پروانہ پتنگونکو اگر ہو تو گلا کیا
فانوس مین جو بن کے آ شمع جلا ہے

اغلب ہے نہ قلقل کی صدا خوف سی نکلے
ہر مست کے پنجہ مین صراحی کا گلا ہے

جب یار کی نظرون مین جا کر بھی غش آیا
پنکھا مجھے ہر آنکھ نے مژگان سے جھلا ہے

دربئی امانت کو اوٹھا جان کے دشمن
عاشق سے ترے غم کا برا کس سے سہا ہے

سکو بہار کے بعد یہ جینے سے ننگ ہے
بہتر ہی اپنی قبر کا مردار سنگ ہے

ہر سمت بود و باش نصارا کا ڈہنگ ہے
امسال لکھنؤ چمن گلفرنگ ہے

کیا دل مین آہ کرنیکا مرغوب ڈہنگ ہے
ابرس ترک نوجوانکا فرس ہی بہرنگ ہے

سو نیکے نام سی مجھے فرقت مین ننگ ہے
لوٹونگا خاک پر جو طلائی پلنگ ہے

ناحق ازل سے گبر و مسلمان مین جنگ ہے
کعبہ مین بتکدہ مین وہی ایک سنگ ہے

عشق ہی یہ سوز محبت کا ڈہنگ ہے
جلکر بہی پای شمع پہ گرتا پتنگ ہے

جوش جنون مین نام سی بستر تنگ ہے
جینے کی کہان وحشت مین اپنا پلنگ ہے

روشن یہ ہے کہ سبز کنول مین ہی سبز شمع
دہانی لباس پہنی جو وہ سبزہ رنگ ہے

چتونکا سنہ شبنم گل مین نہین عکس — لبریز پھول کی یہ کٹوریمین رنگ ہے
دل پر لگی ہے جیسے خیال صنم کی چوٹ — پانی خیال آہ محبت مین لنک ہے
آنگیا ہی ایک بت کی مرے چشم ترکی پاس — تنگلہ پڑا ہوا لب پانی گنگ ہے

ہون تنگ فی زمانہ اب اتنا زیست سے
قید حیات بھی مجھے قید فرنگ ہے

کمال اشتیاق وصلکا پیچ جانا مین گیسو ارا ہے — علاقہ کیا تیمو نسبتی امانت کا اجارا ہے
کباؤن ہونٹون مین چھلکے گلو کی شکارا ہے — نمایان حوض کوثر مین بھر دکا ہزارا ہے
پری کہتی ہے ایسا کس کی چلمن مین نظارا ہے — چلے آہو کو دنیا کی پہر دیکھ ہیرا اوتارا ہے
یہان آسیب تن پیدا کسی کے گت کا گوارا ہے — ہو اپہرن شیشہ مین سیماب بھی جسنے ہلارا ہے
مہ انجم کو تو نے کسکے نظر ہی سے اوتارا ہے — قیامت کا مدانی کا ڈوپٹہ چاند تارا ہے
تصور مین کسی مہوش کی افشا کا نظارا ہے — ستارا ہے جو گردون پر مرے آنکہ کا تارا ہے
شب مہ مین چھپا کر چاند نے جنبا کرارا ہے — چمک آجکل اونکی ستارے کا ستارا ہے
نہ ابرو نے نہ چشم پر فسون نے مجکو مارا ہے — فسادات خط مشکین عنبرین گیسو کا سارا ہے
کوئی حاضر جواب اسکا بدل کہان ثانی ہمارا ہے — کہا ہی قبر مین لبیک جب اوسنی پکارا ہے
نشان گل کا ہوا لاغر بدن پر آشکارا ہے — کسی اک پھول اوس گل نے جو مجکو کھینچ مارا ہے
سراکی فکر مین آگے کسی ٹہ جنے کا یارا ہے — کڑی ہی پہلے منزل قبر مین اپنا اوتارا ہے
چڑھانا ضعف مین پانی کا کب پر گوارا ہے — تپ غم سے تری بیمار کا چہرہ اوتارا ہے
چلین غیر و لینے ملکر کوچہ گرد کا گوارا ہے — ترے پاپوش کی جھکی کا گردش مین ستارا ہے
نظارا شیخ جی کو بھی کا مینا مین گوارا ہے — پری بھی کہلا کے سیفی جنکو شیشہ مین اوتارا ہے

جوانان مضامین کیون نہ حاسد کا گلا کاٹین
سنہ مردان امانت دہن مین آتا ہمارا ہے

گلستان مین گل کے شبنم سی ثانی ہی
بھلا اس ترنی کے پٹیر مین نیکا پانی ہے

مری محبوب کا کوئی نہین دنیا مین ثانی ہے
خدا نے خود یہ فرمایا محمد کی بانی ہے

فغان کا ہوس ہے انکہون سی اشکون کی روانی ہے
علم آہونکی فرقت مین محرم کی نشانی ہے

مرا مذکور ہی عالم مین فی کربا رجانی ہے
وہ افسانہ ہی مجنون کا یہ لیلی کی کہانی ہے

بلامین مبتلا ہون دشمن جان یار جانی ہے
ستم ہی ظلم ہے بیداد ہی ایذا رسانی

وہ تو نقاش ہے جسکا نہین صنعت مین ثانی ہے
تری صورت گری بہزاد نے دیسی پانی ہے

لگانا منہ ترا انسانکو پیار یہی زندگانی ہے
تری چاہ ذقن مین چشمہ حیوانکا پانی ہے

ہرا ہی دل اک تک سبزہ لطف زندگانی ہے
مری محبوب کے نیرنگ کی پوشاک دھانی ہے

ہمیشہ وقت خواب انکی آنکھو نسی سوانی ہے
مرے آنسو نہین اسکی پتین سونیکا پانی ہے

خدا اور آبرو جسکو دیتا ہی دنیا مین
حقیقت کی طرف دیکھو گہر کی کو ندیانی ہے

نگاہون مین ہر اک مضمون ہی باریک سر سی ہے
طبیعت نے زمین شعر مین کیا خاک چھانی ہے

زبانکو چوس کر مجہ جان بلب کی تین جان آئے
لعاب اسکی دہن کا شاید آب زندگانی ہے

خبر حسن و ندانکی ہی بحرین تک پہنچے
خدا کی شان دیکھو آب گوہر مین روانی ہے

ہوا ہی ایک طفل سنگزن کا شوق ایزن دو
ہمارے سر مین گاہ نکے بدلی نوحہ خوانی ہے

لیس وقت ادیہ گیا اک آہ مین تقدیر ہی کا
لحد مین لیٹ کر بہونکی چادر تیغ تانی ہے

گلستا نمین کہہی کر لالہ دیر دل جلایا
ہہ بیٹا اپنی جگر کا آتش گل کی نشانی ہے

ٹہا نمین بیتا بن سیمتن نی پہول گیند کے
بنائی چادر آب روان سرکا مدانی ہے

اثر دیکھو پسینے پر بھی اپنی زردی کا
ہجوم خط نہ ہے کبھو بھی آبرو اوسکے
ستارے کفش پا کو چاند سورج سر کو مکھ ہے
پہنساو نگا نہ دل اب جنون زنجیر کا لگن ہیں
ہزارون بل کیے نقشے نہ اور ترا ایک جگر کا
لپٹ کر قہر سے باہم چلتی جو ہی صرصر
بندہی ہیں اپنی مشکلیں یا بیچ نکہت گل سے
گنہ زہاد کرتے ہیں عبادت کے بہروسے پر
لگا کر غوطہ بحر فکر میں ہے آبرو پائی
محبت کا سدا پابند ہو نہیں ضعف کے ہاتھوں
زر گل کی چمنیں ہر طرف پایا ہوں گلکار
ہنسیں گے گلبدن باغ جہان نیں درو کے
کھینچے دہیان میں ویرانہ یا تو عصا سیکھی ہے
کھٹکا نا دل کا ہے نہال عرق آلودہ بہار صر
حنا سی پاؤں گلنار اوس گل حنا کی ہیں برق
سینہ یا ہاتھ پاجامہ گلابی جنسی نیفہ
کمان ابرو مژہ ناوک بلا گیسوی بکھرا
لگایا سمتین محبوب نے کیا تا سونے کا
خطا اوسکا دیکھی مجکو نا سبہ وہی ہیٹھیا الگ کا

لحد پر چادر مہتاب بالکل زعفرانی ہے
کنوان اندہا ہی کیٹ وہ قفس نہیں یا نی ہے
مری شکل قمر کیا فلک کی مہربانی ہے
پہنکر ہیں کڑیاں اسکی پہ پشت میں مانی ہے
بگولے بنے مری گردش کیا کیا خاک جہانی ہے
صدا ہر گ خزانکی عندلیبو نا پسندانی ہے
وہم گلستان انتہا کی ناتوانی ہے
امید گلشن جنت حبشم کی نشانی ہے
مضامین تہ کی ہیں مشکل اعلیٰ بیات پانی ہے
حسینو بیٹھی ال اوٹھ سکتا نہیں ناتوانی ہے
صبا نے صحن گلشن سے پسینا بھی کا بدانی ہے
مری ماتم میں کیوں اودہ ہاد ویٹہ زعفرانی ہے
خیال یار میں کیا ضعف ہے کیا ناتوانی ہے
وہ بلبل ہی وہ گلشن ہے وہ دانا ہی وہ پانی ہے
بندہا ہی کا سنی ریشم کا گنبد ابد نہانی ہے
ڈوپٹہ سرخ انگیا سبز کرتی زعفرانی ہے
کمر اوسکی معما ہی دہن راز نہانی ہے
بنی آنکھونکی پیرو دل سینہ کی ہانی ہے
کہا میں نے یہ کیا بولا کہ پیغام زبانی ہے

کہتا ہی اپنی وینی میں شایان ہند کے
اسلام میں بھی تہ الف کی سلام ہے

کیون منع دل نہ زلف و رخ یار پر گری
پھیلا ہوا گلاب پہ سنبل کا دام ہے

عارض پہ چین حسن نجم زلف دیکھیا
خط کی قلم سے یار نی لکھا یہ لام ہے

خط آیا چاہتا ہی مقدر کی سمت سے
حسن عذار یار کی مدت تمام ہے

رز دو ز شب کی کار نمائی کو دیکھیا
صاف اطلس فلک پہ ستارونکا کام ہے

یوسف ہی حسن یار کی کامل نہین مثال
ٹکڑا وہ چاند کا ہے یہ ماہ تمام ہے

کیس جا خوف ہی کہ مجھ ناتوان کی فکر
مضمون کا دل مین قصد سلوٹ و نام ہے

ایسا ہی روی یار سے ام الکتاب کا
یعنی الف ہی سیم دہن لف لام ہے

کاٹا ہی یار سے مری باتونکو بیقدر
گویا دہن مین کام زبانکا تمام ہے

وہ عارض و سینہ یاد ہین و گیسوی سیاہ
وہ دن ہے رات ہے وہ سحر ہی وہ شام ہے

زاہد کو ہی نماز مین یاد قد یار
قد قامت الصلوٰۃ زبان پہ مدام ہے

گوشی پہ جا کی ہیئت زر و سپیل گئے
جھیلے تمہارے کان کی بالی کی بام ہے

فصل خزان مین یار لیجا گلستان سے
بلبل کے مرثیہ کو بہار اسلام ہے

راضی نہین ہیں تجھ سے خدائی مین کسی کا دل
کفار کی زبان پہ بھی ام رام ہے

پوچھا جو دیکھنا زر گل کے صبا نے
بیچا ہے تجھ چمن مین تمامی تمام ہے

ظالم کی کہان کھینچتی ہی گردش فلک
سنگ فسان پہ تیغ سراک بی نیام ہے

تیری دہان تنگ سے جا وسکو جو ہی مثال
کرتا سلام میم کو جھک جھک کے لام ہے

حق نی کیا ہی مہر سے ذرہ کو آفتاب
روشن عجب ہی کیا جو امانت کا نام ہے

مرغوب صعف لب ہی شنا دیان مجھی
کیا کیا مزہ چکھاتی ہی میر زبان مجھے

قصہ کہاں کا فرقت گل مین نغر کہا ۔ بھاتی نہین ہزار تری داستان مجھے

خاموش ہجر مین نہین ہوتی ہی رات ۔ خالق نی دی ہی شمع کی گویا زبان مجھے

کہوئی خط سیاہ کی کثرت نہ آبرو ۔ چاہ ذقن ہی یار کا اندھا کنوان مجھے

صدا غم مین طالع خفتہ کے ہی جنون ۔ سونیکی اگلی سال پہنا بیڑیان مجھے

شادی ہوئی ہی دلکو یہ مرگ رقیب کے ۔ تابوت پر ہی شبہ تخت روان مجھے

تلوار کھینچتا جو نزاکت مین یار ہی ۔ ابرو کی نیمچہ سے کرو نیمجان مجھے

غم مین خط سیاہ کی جاری ہین اشک اب ۔ اندھا کریگا آتش رخ کا دہوان مجھے

ملتا ہے ٹھوکرون مین مزا ہی سمند یار ۔ آنکھونسی ہین زیادہ سر پتلیان مجھے

عریانی مین نکہو رہے عزیز آنسونکو تا ۔ پہنا رہی ہین شبنم و آب روان مجھے

ہندو پسر کے یاد چمن مین جب آگئے ۔ لالاکے پہول دینے لگے باغبان مجھے

ہوتی حکایت اوس گل تر کی جو کہتیا ۔ سادی پسند آتی نہین بوستان مجھے

مطبخ کی آگ آتش گلزار ہے صنم ۔ ابر بہار ہی تری گہر کا دہوان مجھے

اللہ رے ہجوم گل و جوشش بہار ۔ ملتا نہین چمن مین مرا آشیان مجھے

مد نظر ہے اوس سے بالیدگی کا وصف ۔ سوسن کی کوئی قرض دلادی زبان مجھے

آئینہ لیکے مانگ مین افشان لگائیے ۔ دکھلائیے حلب مین کبہی کہکشان مجھے

منت کا ہی خیال بزرگون سی بھی سوا ۔ پہنا تا ہر برس ہی جنون بیڑیان مجھے

کٹتے ہین تیرے سخن صاف سے عدو ۔ تلوار کی خدا نے عطا کی زبان مجھے

مدت کی بعد یہ جو امانت کہی غزل
منظور اپنی طبع کا تھا امتحان مجھے

تار کشتی ٹو دیپٹہ تو اوڑہی کرن کی تک بکے
ہو شب مہتاب میں کیا ہی صنم جہلا جہلے

قصد کیا جو ابر میں اوس گل کی سیر کا
سبزہ نئی دور تک کیا دشت میں فرش مخملی

تجہسا تشکر ین ہن ہو گا جیسے کو بکن
شاخ نبات ہو نہ ہین بات بات کی قد

ہین نئے شب فراق مین جو اک ادا قسمتین
جسم شمع کا پہونکا کہنے لگی جلی جلے

آئی بہار ساقیا جام شراب دے پلا
پہول کہلے پہلے شجر ابر اوٹہا ہوا چلے

تیری بہوئین پل پڑا قتل ہوئین ہی تیغ
تیری ادہر پلک ہلی چہری ادہر چلی چلے

زلف دراز قطع کی مجہسے الجہکی یا نئے
جان چہٹی عذاب سے ورک گیا بلا ٹلی

بہکے زمین شعر میں پاؤن امانت اپنا گیا
جب ہوئی لغزش الکہ ورا نکلا زبان سے یا علی

لخت دل اشک کے چادر سے سدا باہم ہے
یہ پہریرا علم آہ کا وہ پرچم ہے

ابرو کی ہوس اب آنکہین کسکو کم ہے
گوش گل مین پی ترپین گہر شبنم ہے

لطف وصل ایک گہڑی ہجر کا سو غم ہے
فرصت عیش جہانی میں نہایت کم ہے

ہوگی راضی نہ وہ اک حرف مین باگی کیو
ہو الف اسم کو محذوف تو ثابت سم ہے

ہمکو پیچ لاتی ہے بہار خط یار
صبح کا وقت ہے سبزہ پہ عیان شبنم ہے

چشم جانان پہ ہزاروں جو ہوئی ہین قسم
صف مژگان سے تر آنکہوں مین صف ماتم ہے

وصل کی شب ہے خفا ہو کی نکلجاتی یار
در ہم اینہ کہ ین جلد کہ وہ برہم ہے

ناتوان ہوں رنج سے جیتے جی مین جلکر
تن لاغر کو مرے تار نفس کیا کم ہے

تلخی غم کے سبب زہر کی ہوتی ہے تلاش
حق مین عاشق کی نہ بات آپکا کہنا سم ہے

پان وہ کہاتی ہین ہیں تیغ کشا ہو غمسے
اونکی ہو نہٹو نپہ ہی سرخی مری لب پہ دم ہے

۷۷

آنکھیں ہیں لگیں ہے ترے وکھا شکل ادا
سر پھوڑ رہا ہوں پس دیوار خبر لے

اتنا بھی نہیں چاہیے عاشق سے تغافل
سو بار اگر ٹال تو اک بار خبر لے

آغاز محبت میں نہیں یاس کی امید
مرتا ہے ترا تازہ گرفتار خبر لے

للہ دکھا شکل اب اے طفل ہمین
اے سیمبر اے بستہ زنار خبر لے

سنتے ہیں کہ فرقت میں تڑپتا ہے امانت
جلد اے بت بیدرد سے غفار خبر لے

وہاں دل کی آگ منہ سے جو نالہ نکالدے
دریا میں بہر غسل جو وہ پاؤں ڈالدے
جسکو وہ قید عشق سے چاہے نکالدے
وحشی ہیں تیرے چشم سیہ کے مطیع ہیں
گیسونکے روز آتا ہے وہ صنم
تیری سکندری تو نکا ہو گشتہ میں جا کسا
دیوانہ تیرا جا ہے نہ صحرا کو اے پری
رنگیں وہ نکلیں شعر کہ مر جائیں جو سر
غش ہوں جو اسکو دیکھ کے سرو چمن
اے گل کی طبیعت غیر پہ مائل ہے یا نہیں
ملک عدم میں دور رہے حشر تک مرا
دل غیر کا جدا ہو تو ڈالیں آنکھ ہم
ہستی میں ہم نے لگے کیا نیشکر کو

جنت مجھے کھینچ لے دوزخ میں ڈالدے
ٹوپی سر اک حباب خوشی سے اچھالدے
قمری کا طوق سرو کی گردن میں ڈالدے
آنکھوں اشارہ پا تو آنکھیں نکالدے
اللہ سے بلا سر عاشق سے ٹالدے
مٹی کے بدلے قبر میں گرد ملالدے
باہونکا طوق پیار سے گردن میں ڈالدے
اوگلو نہیں لعل وہ جو دہن میں اگالدے
چھینٹے ہزار ہا عرق انفعال دے
کوئی ہمارے دل سے یہ کانٹا نکالدے
اپنا دوشالہ وہ جو خیابانی پہ ڈالدے
مژگاں کی برچھیوں کو کوئی دیکھ بھالدے
کیوں گالیاں نہ وہ بت شیریں مقال دے

خط رخ پر پیچ بستا ہے ... تیرے سبزیکا طوطی بولتا ہی

تصور خوش نگاہوں کا سدا ہے ... مکان دل ہرن والی سرا ہے

جو گل اب گرم صحبت ہو تو ہے لطف ... چمن ہی ابر ہی ٹھنڈی ہوا ہے

پھرا بی آنکھ اوسنے مر گئے ہم ... ادا کافر کی پیغام قضا ہے

نبات و شہد کی کیا اصل جانی ... تری ہونٹو نمین دنیا کا مزا ہے

جسے خورشید کہتا ہے زمانا ... پھرے رشک قمر کا نقش پا ہی

سپہر حسن ہی نسبت ہین کیا دون ... فلک مین چاند کا دھبا لگا ہی

تری آنکھوں مین کب سرمہ لگایا ... بندھا مجھپر یہہ ناحق طوطیا ہی

گرہ کھلجاتی ہے عاشق کی دلکی ... ترا ناخن عجب مشکلکشا ہے

دل شیدا کا خواہان ہی ہر اک گل ... پرے بلبل کا طوطی بولتا ہے

ثمر کیا آم کا ہی شاخ مژگان ... ہمیشہ اشک کا ٹپکا لگا ہے

سنا تھی ہو جو تلخ و ترش باتین ... ہمارے دل لگانے کا مزا ہے

نہین آہین بہر رہا ہون سر دل لیٹو ... کیا آرام کیا ٹھنڈی ہوا ہے

نہ پوچھے ہاتھ تک کیون بیکریور ... کہ سینہ کا نصیبا جاگتا ہے

نہ آنا وصل کے حیلو نمین اے گل ... وہ بحر حسن کسکا آشنا ہے

کس ابرو کے ہین تیر انداز مشتاق ... کمان مین آج تک چلہ بندھا ہے

تری آنکھو نسے نسبت دی ہمین نے ... غزالان ختن کی کیا خطا ہے

قدم رکھتے ہین سب وحدت ہین ہین ... عدم کی راہ کا ڈہرہ لگا ہے

بتان سیمتن ایدل ہین کیا مال ... نہ دین بوسہ فقیرونکا خدا ہے

حسینان جہاں بھی اے صنم اس لیکو نفرت ہے
خدا کیواسطے جلدی ہی کہا دے حسن کا جلوہ
تماشا گاہ عالم میں مجھے حیرت کا ہے عالم
بشر کی کیا حقیقت ہے فرشتہ بھی خیال اسکا ہو
نہیں گانی سمجھ ہی میں کہ میں قیل و قال اسکا

مجھے تیری محبت ہے تجھے تیری محبت ہے
قیامت کو تری دیدار کا وعدہ قیامت ہے
ہزار آئینہ دل میں ہیں بس اک صورت ہے
اوٹھائی بار تیرے عشق کا کسکی طاقت ہے
صدا ہے عشق کی قلقل میں ہے شیشوں کی الفت ہے

ہر دو ساز زندگی کا ہے امانت کسکو دنیا میں
بتوں کی یاد میں اپنا جو دم ہے سو غنیمت ہے

جھکا کر سر قدم پر گر دیا کسنے وفا کی
میرے نور سے گھٹکے دم ہونٹوں پہ جب آئے
دماغ اپنا معطر ہو گیا جب لگیا دامن
سر گیسو چلی نازان لو تن سے ملگیا ہمدم
گھر آیا ابر غم دل پر خیال بادہ خواری میں
شب فرقت کی تاریکی میں تنہا آئے جب تشریف
جنوں کا دیکھ لینا زور فصل گل تو آئی دو
لگا دو گیسوؤں میں تیل وشن با کہ ہو جو
جھکتے ہیں نظر بانوں کی آنکھ شرمیدہ نگہتیں
دم رفتار اگر کبھی سنگم ہی صاف کھلتا
سلجھواتی ہو گھٹی دو رکی غیر نے بالیں شبکی
خیال زلف میں جسکا تصور دل کو بندھوایا

دلا میں جبیں ہے آستین قاتل کی چھکن کی
چراغ مہ فلک لے شمع نورانی کی روشن ہے
اگر کہیں ہے تیرے کیا غنچہ لب کلیاں ہیں گلشن کی
کبھی یاقوت پر پہیتی ہے ایک نئی ساخت بن ہے
گھٹا اپنا الم میں ہے ابدلی جو ساون کی
سیہ چراغ جگر سے دو ستون کی شمع روشن ہے
قبا کیسی ور بیگی جیبیں صحرا کی دامن کی
چراغ حسن کو بجھان جان جاہت ہی دشمن ہے
شعاع مہر ہی یا پتلیاں ہیں تیری چلمن کے
کمر بندہا کر دو چوڑیاں بانٹیں لڑکیں
دو ہاتھ خوب کرتے ہو بہار لڑکی اودہن
اندھیرے گھر میں ہم بعد شمع روشن کی

مجھ دلفگار کو نہ شب ماہ مین پھرا
اندھیرے کے حق مین زہر ہوا ہی ہو چاندنے

ہوتا ہی مجکو قبر کی چادر کا اشتباہ
کیا ہی شب فراق کفن لے نور چاندنے

کوئی چرانی پاتا نہین خوف سی عسل
ہی پاسبان خانۂ زنبور چاندنے

دیتا بہشت ہی شب مہتاب مین مجھے
غلمان ہی چاند پیش نظر حور چاندنے

نسبت ضیائی ماہ کو نور خدا سے کیا
اک کوہ کو بنا نہ سکے طور چاندنے

اوٹھا نگولہ کوی شب ماہ مین اگر
دل کا دکھا گئے ہین ناسور چاندنے

مارا ہی پرتو رخ جانان نی باغبان
بونا ہماری قبر پر تا دور چاندنے

زلف سیہ مین پرتو رخسار دیکھنا
رکھتی ہی یار سے شب دیجور چاندنے

آیا شنا کا اوسکو شب ماہ مین جو دھیان
دریا می نور بنگئے تا دور چاندنے

آئی وہ ماہ شب کو یکایک جو باغ مین
ہو چاند نیکے پہول مین تور چاندنے

دریا مین نصف شب کو حبابو نکا لطف ہی
چمکا رہی ہی ساغر بلور چاندنے

جاتا ہی دل ہمی خوف و خطر دزد شہد کا
ہوتی ہی شاد دیکھ کے زنبور چاندنے

ہو مجھ اسیر غم پہ شب ماہ مہربان
دیکھی قصور وار ہی ای حور چاندنے

کیفیت چمن شب مہ مین ہی سیا قبل
تاکے نگیون مرا دل مخمور چاندنے

سایہ مین ہر شجر کے عیان ہی جو متصل
دکھلا رہی ہی خوشۂ انگور چاندنے

آئی ہی مہ وہ ہفتہ لب بام تو ہی آج
ہی چودہوین کی حسین مغرور چاندنے

دوڑا نہ سنگدل شب مہتاب مین ضرور
آئینہ کی طرح سے نہ ہو چور چاندنے

ہون بال سب سفید تو گر جائین کیون نہ دانت
کر دیتی ہی ستارونکو مستور چاندنے

خورو نکو کیا جہان مین گو بنسی ہی گریز
سورج سی بھی ہو جب چاند سی ہی دور چاندنے

۸۱

دنیا میں دیکھی ہم نے کا چشمان مست ہین
شانہ کو دہشت سامنے منہ مین
زلف ہم کو نہین پایا جو لاجواب
روزن میں حسن پایا یہ صنم نذر لے
رسوا کیا طاق مین تکو چھپا لیا
بطرحی نیات زیارت نکال لے
عاشق کو نہ عزیز کو ہمیشہ بھی ہو سکے
دکھلا کے زلف کو یہ بلا سر کے لئے
نظارہ ہو کی صاف کا منظور ہین

تار ایک عزت مہتاب کی ٹوپی پہین ت
لب کہلے اوسکی تکلم مین تو ثابت ہوا
پھاڑی غصہ سے وہ سو باف جو چوٹی کا ہی
زیر لب انکو ہاتھہ اوسکی نہین سوئی ہین

دہی جو اپنی مہجہ سے جسکی کرن ڈیگری
پاس اک لعل کے رکہتا ہی ہین ٹیکری
مانگ لے بن کے گدا شاہ حسن ٹیکری
چاند کے رکہی ہین پالا ہو ذقن ٹیکری

حسد خلق کا آتا ہی امانت جو خیال
دل کے ہاتہ سے ہین ہم فکر سخن ٹیکرے

رفتار کے چلن سے غضب ڈال لیا لئی
یہ ہاتھ پاؤن نشہ ہی مین نکالیے
بوسہ جو مانگا عشق کا کیا قہر ہو گیا
جانے ندونگا آپکو سنتی کا کچہ نہین
سینہ مین تجہے نہ جگہ عشق لے کہو
ہیہات دست رس نہوا ہمکو تا قدم
غنچہ گلو نکے دل کا کہلا کب ہی تصور
تا محو ہو نکی آنکہ یہ انگیا یہ چاپڑے
تصویر کھینچی جو سر دست یار کے
دریا مین ہمکنار اگر ہو وہ تحسین
در گذر امین ملا لیسے ٹہیمے کہا انکا پیا
ایک بوسہ پر یہ گالیان اللہ کی پناہ
مہندی جو ملکے بزم مین آیا وہ شاہ حسن

چہو لئے سے حسن مین یار ٹہی تم ہو چکے لیے
دستار آفتاب کو ٹرہ کر اچہالیے
مجہہ نہ جبین سے ہم مین انکہیں نکالیے
باتین بناکے وصل کا وعدہ ٹہالیے
سوزی کو دل کی طرح بغل مین نہ پالیے
ہاتھوں مین اوسکے رنگ حنا ہی چہالیے
آئی بہت ہنسے تو ذرا مسکرا لیے
سینہ کہلا ہوا ہے دوپٹہ سنبھالیے
مانی کے ہاتھ آنکہو لیسی مین لگالیے
خوش ہو کی پر حباب کی ٹوپی اچہالیے
پہیلا کی پاؤن ہاتھ گلے مین ڈالیے
کچہہ مین ہی اب کنو نگاریا نکو سنبہالیے
دل ہاتھوں ہاتھ دزد حنائی چرالیے

باغ ہی چہرا کی منہ کو گریبان مین لیے
پانی نہ آبرو نہ ہم بہر ہر حرص مالی
موتی ملین تو دامن ناز نکالیے
خوش چشم سے چشم کی امانت ہو گیا
تجا جا ہتا ہے آنکہ کسی پر نہ ڈالیے
گوہر مین انکو تو حسن سوتی پانی پانی

بھول جاوین سیاہ گیسو بھی گر نقاب الٹی صنم
روی روشن اوسکا ای مہر درخشان یاد ہی

اٹھین ہر لی کسلی سرو کمان اپنی اکڑ کے
دل مین چبھ جانا ترا ای تیر مژگان یاد ہی

آدمی کیسا فرشتہ ہو تو تمکو آتا ہے
راہ بھولی غول تجکو وہ بیابان یاد ہے

دیکھکر تیری فن کا حسن کہتے ہین بلک
چاہ بابل تجکو ای چاہ زنخدان یاد ہے

شبکو علین بزم مین کر کے مجہے رسوا کیا
آنکھہ تیری بہرنا ای چشم گریان یاد ہی

کیون معلم کیطرح صیاد دیتا ہے سزا
بوستان تیر تجکو بلبل کو گلستان یاد ہی

ہوگا کب عہدہ امانت سی وفا او بیوفا
تجکو ای بیمان شکن کچھ عہد پیمان یاد ہے

کب پہنچ سے عشاق کو یارا نہین کرتی
کسوقت وہ لغو نکو سنوارا نہین کرتے

کس ظلم کو ہم دل آج گوارا نہین کرتی
شکوہ ترا ہم ای ستم آرا نہین کرتے

تم بوسہ کا دینا ہی گوارا نہین کرتے
ہم وہ ہین کہ دل آپسے پیارا نہین کرتے

اغیار کے پل بندہ گئی ہین جو چین تری
تم تیغ کے گھاٹ اونکو اوتارا نہین کرتے

از بسکہ جہان رہتا ہے آنکھون مین ہمارے
جبتک رخ جانان کا نظارا نہین کرتے

پھر آگئین آنکھین اسی حسرت مین ہمارے
تم چشم مروت سی اشارا نہین کرتے

پہلے ہی جواب ایسا ہمین ملتا ہی اید لیلی
بوسہ کا سوال اونسی دوبارا نہین کرتے

دریای غم ہجر مین گو رہتے ہین غم
پر بحر محبت سی کنارا نہین کرتے

ای رشک پری محو تماشا ہین تری ہم
گر حور بھی آ جائے تو نظارا نہین کرتے

ہمدرد کی عاشق ہین ہم ای غیرت لیلی
کس دشت مین مجنونکو پکارا نہین کرتے

آنکھین تری یاد آتی ہین جب عین چمن مین
ہم رشک سی نرگس کا سہارا نہین کرتے

٨٣

وصل کی شب بھی امانت سے رہی بس و پیل
اور کچھ آتا نہیں تمکو سوا تکرار کے

بخشتی ہے نزاکت یہ تربت کو خدا نے
انگلی کبھی کی ہیں تو شل ہو گئے شانے

غمگین اوسے دیکھا تو لگے اشک بہانے
کیا کیا ہمیں آتے ہیں لگاوٹ کی بہانے

جاتا ہوں نہیں غیر لیں اوسے ہر روز سنانے
پونہچا یا مجھے یار تلک طبع رسا نے

پاتا نہیں اندر چمنونکی کوئی جانی
کیا یا نہیں رنگ اپنا جمایا ہے حنا نے

رویا نہ شب دفن کوئی جبکہ سرہانے
تربت پہ مری شمع لگی اشک بہانے

کہتا ہے کب آئیگا سگ یار جبانے
کھایا ہے مری ہڈیونکا مغز ہما نے

سینہ پہ لگاتے ہیں کماندار نشانے
توڑا دل افلاک مری تیر دعا نے

یوسف کا بیان کرتے ہیں اوس شوخ سے عشاق
پروانے لگے شمع کو محفل میں جلانے

صیاد تو کیا بلبلیں غش کرتی ہیں اوس پر
اب تو وہ ہزاروں لگے ہوش اوڑانے

اغیار تلک لیکے گئے نکہت گیسو
اے گل مجھے کیا خار دیا باد صبا نے

پروانہ کی میت پہ سحر تک شب اول
میں پائنتی رویا کیا اور شمع سرہانے

دکھلایا وہیں نالہ سوزانکا فتیلہ
مجکو جو ڈرایا شب فرقت کی بلا نے

کہتا ہے کوئی کالی بلا کوئی شب تار
شانے لگے ایسا کی زلفونکو بنانے

ہی حسن کی دریا میں حباب اونکا یہ چہرہ
چیچک کے تری گال اوپہ ہر گز نہیں دانے

کیوں ہاتہ بندھے ہیں مجھے بتلا دے خدارا
دل کسکا چرایا ہے صنم دزد حنا نے

یاد لب جان بخش نے مارا مجھے ای خضر
پیدا اثر زہر کیا آب بقا نے

دل تنگ ہے گلشن عالم میں ہمیشہ
یہ غنچہ کھلایا نہ کسی باد صبا نے

عالم دکھائے گر دُرِ دندانِ یار کا
کچھ نیک و بد کا تم کو نہیں عشق میں تمیز
آئی ہے صبا مہ جو بفصلِ بہار میں
آکر قدم پہ گرتی ہیں گلشن میں بلبلیں
ہیں سے تمہارے ربط ہے جب با نہیں ہے عجیز
باعث ہے رنج کا جو نہیں دیکھتی ادے
جھگڑا چکائی لیتے ہیں آج اپنا غیر سے
مغرور ہو نہ جائے وہ حسن و جمال پر

سلکِ گہر سے آنکھ ہماری لڑی رہے
حیوان لنگئے نہیں آپ آدمی رہے
کیون سی کشی کے بدلی نہ فاقہ کشی رہے
پھولونکی تیرے ہاتھ میں اگل چھڑی رہے
دشمن کا دخل ہو تو نہ یہ دوستی رہے
گر صلح ہو تو آنکھ ہماری لڑی رہے
باہم رہیں زمانی میں یاد عی رہے
لازم ہے اوسکو آئینہ سی آرسی رہے

ام سیت ہر کا ہی امانت جو تجکو خوف
جاری زبان پہ ہر گھڑی نادِ علی رہے

چھپ لیسے اپنی دور جو اونسی نقاب کے
لا ساقیا شتاب صراحی شراب کے
جاگا سحر تلک میں تمہاری خیال میں
جسنے طلب کیا مری محفل میں جام آب
خیمہ ہیں گنبد کی ہے اوگلشن میں ہمنوان
پیتے ہیں سبد مشب میں شراب جیل
لکھنے لگا جو وصف میں اوس شہسوار کا
روتا ہوں لفت ور ځکی تصویر میں جسکی دیکھ کر
بدلی میں چھپ گیا رخ روشن کو دیکھ کر

رنگت سفید شکو ہوئی ماہتاب کے
جو عکس اندھیری رات میں ہے آفتاب کے
آنکھوں نے شکل رات کو دیکھی جو خواب کے
ساقی نے لا کے سامنے حاضر شراب کی
کیون فاختہ نہ آتش گل کباب کے
ہے یاد چاندنی میں کسی آفتاب سے
ہر دائرہ نے شکل دکھائی رکاب کے
بوا انسو نہیں آتی ہے مشک گلاب کے
تونی نہ اوسکی چھپ کیے اے ماہ تاب کے

عشق خال رخ جانان نہین کم کھائی ہین
نہین اک تل کے برابر بھی مرا تن خالی

ہجر جانان مین نعوش آتا نہین تھا تیرا
شعر کیون کرتی ہی اے بلبل گلشن خالی

خاک قمری سی سراجسم بنا ہے شاید
نہین ہتی ہی کبھی طوق سی گردن خالی

کوئی ترک ابلق ایام کا خواہان نہ ہوا
مدتین ہوگئین پھرتا ہی یہ توسن خالی

میری آنکھون مین ہی تیرا تصور ایدوست
خانۂ چشم نہو صورت روزن خالی

کافر عشق نے مسجد سی نکالا مجکو
بت کدہ کر دے رہے کو برہمن خالی

خون عشاق سی تیغ اوسکی رہی فیتا نے
ہوئی جوہر سے الٰہی نہ یہ آہن خالی

شعلہ رو ہو لیے تو تھا لطف چراغان یارو
شمع کیون کی ہی سر قبر دشمن خالی

تنگ چشمو نسی نہین نور نظر سے بہرہ
دیکھا پتلی سے سدا دیدۂ سوزن خالی

ہے یاردنکا سدا قبر امانت پہ ہجوم
یا خدا ہو نہ کبھی گنبد مدفن خالے

دست رنگین کو نہ اوسکی کبھی عنوان پہونچھے
ایسے پائیگا کہان تجھ سا مرجان پہونچے

مجھے کو نہ کبھی بلبل بستان پہونچے
مسکرائی کو نہ تیری گل خندان پہونچے

سر کٹایا تو ملی کوچۂ قاتل مین جگہ
جان پر کھیل کے ہم گنج شہیدان پہونچے

مرتی ہی بھول گئی کافر و دیندار مجھے
گبر پہونچے نہ لحد پر نہ مسلمان پہونچے

ڈوبنا اپنا ہوا عشق ذقن مین بیٹھو
ہم کنوئین تک سبب چاہ زنخدان پہونچے

دل اگر یار کا ہو سیر ہوا پر مائل
لیکے ہر ایک پری تخت سلیمان پہونچے

تہنیت کا ہو نہ کیون خانۂ زنجیر مین غل
میر یوسف جو قریب در زندان پہونچے

مین وہ مجنون ہون اوٹھاؤن جو قدم جانب دشت
پیشوائی کے لیے خار مغیلان پہونچے

نہ امانت کی ہوئے کونسے مشکل آسان
جب لیانا مہ پدر کو شہ مردان پونہچی

جب چمک افشانکی زلفوں میں پہنچ جائیگی
مانگ ذہن ہر پہ جب کہکشان ہوجائیگی

گر صفت ان ہاتھوں کی بیان ہوجائیگی
اس میں کی ہرہم زر آسمان جائیگی

چادر مہ کا جو مجہ مجنونکو دیا ان یا کبہی
تکڑے تکڑے ہی جا بنے شل کتان ہوجائیگی

تیر کے پیکان جو رہ جائینگے زخموں میں کبہی
ہر ہر ہن میں شکر قاتل کو زبان ہوجائیگی

مت غرور اتنا ہجوم گل پہ کر اے شاخ گل
دیکہہ لینا ایکدن صرف خزان ہوجائیگی

ہاتھ میں اپنے جو گل لیویگا وہ شمشاد قد
شمع محفل شاخ سرو بوستان ہوجائیگی

خانہ تن سے جو نکلے گی گلونکی ہجر میں
روح اپنی بلبل بی آشیان ہوجائیگی

گر عدم سے راہ سوجھے گی نہ آنکھوں سے کبہی
سرمہ خاک نقش پای رفتگان ہوجائیگی

یاالہی جاویگا کس وقت یہ سر زمین
کب نہان آنکھوں سے شکل آسمان ہوجائیگی

ہاتھ میں قاتل کے جسدن دیکھلی تیغ نگہ
گردن اپنی تن پہ اک بار گران ہوجائیگی

مرگئی ہیں ہم حسینونکی کمر کی عشق میں
رفتہ رفتہ قبر اپنی بی نشان ہوجائیگی

یار پر حال لی اغیار سے کا ہین
گوش و گرا ہے غم کے داستان ہوجائیگی

تیر سا در گاہ جاونگا میں چلہ کہولنے
دوستی جب جہتنے ابرو کمان ہوجائیگی

غنچہ دل کے مقدر میں نہیں کہلنا لکہا
یان صبا بہی آنکر باد خزان ہوجائیگی

ساتھ یاروں کا ہم چہوڑینگے لیکن کبہی
خاک اپنی گرد راہ کاروان ہوجائیگی

تیری لبستانکی نزاکت دیکہکر اے بیخبر
پانی پانی شرم سے آب روان ہوجائیگی

آتشین عارض رکہے گا صنم خط سیاہ
دیکہہ لینا آگ یہ اکدن دہوان ہوجائیگی

باتین کرتے ہیں کرتے قاتل اپنا دم ہوتا فنا
یاد زلف و رخ میں جلاتی ہین یہ سحر و مسا
گالیان سنکے کموہ مطلب سے جھکے ہوتے

ہم دہان زخم سی بہی یہ خنجر بوسے لیتے
چاندنی میں آنکھ کووی ین اکثر سوتے
آپ کیا کرتے اگر ہم ہی برابر ہوتے

حسن عالم سوز کا ہوتا جو پروانہ اگر
یون امانت شمع رو تجھ سے جلکر ہوتے

خط کی آفت سی سدا روئی بتان دور رہے
ایسی بندہ جاتی زمانہ میں حسینوں کی ہوا
دست گستاخ کیا وصل میں یہی جو برا
ای لب یار ترا بوسہ ہے دنیا کا مزا
ای فلک بس ہے نہ احسان کسی کا اٹھوا
نالہ ایک کھینچکے گردن یہ کہین خاک سیاہ
قبر کے پاس تو سمجکر تن بیجان یہ کہا
تیرہ و تار ہوا اپنی نگاہوں میں جہان
شعلہ رو گریہ سے جلتے ہیں سدا ای شمع
آہ بلبل کی گلستان میں ہو بندہ جا
ان حسینوں میں نہیں لطف نشست و خاست
او جہین پس میں تو دونون کہیں جشن بزم
پاس ہیتی تھی ہمارے جو طپین سرد م
دو وڑین ہم جانب قاتل نہ زمین اگر

آتش حسن سی یارب یہ بیجان دور رہے
شمع سی باد صبا گل سی خزان دور رہے
بولی وہ ہاتھ مری جسم سے جان دور رہے
ہی وہ کس کام کی تجھ سے جو زبان دور رہے
اپنی گردن سی تو یہ بار گران دور رہے
کہہ دو خرمن سی مرے برق طپان دور رہے
جنہین ہم رہتے تھی ایدل وہ مکان دور رہے
کبھی دن رات نہ تا بالین سے جہان دور رہے
لب گلگون سے محفل میں زبان دور رہے
ای صبا آتش گل سے نہ دیوانی دور رہے
پاس بیٹھی کبھی یار آکی تو وان دور رہے
زلف پیچان سے میان تو سیاہی دور رہے
گردش چرخ فلک سی وہ جوان دور رہے
دہن زخم سے خنجر کی زبان دور رہے

دلکے شیشہ میں بال آتا ہے
پہلے ناقص ہلال آتا ہے
مختصر لینے کمال آتا ہے
اوسکی ابرو سے یہ خیال آتا ہے
سر نگون جو ہلال آتا ہے
مجکو کسو قد تیرا دہیان نہین

رخ کو جب آفتاب کہتا ہون — کیا ہی اُنکو ملال آتا ہے

گل کو ہان زرد کردی اے رخ یار — کرکے منہ لال لال آتا ہے

کیا زمین مین بہری ہی دولت حسن — دانہ ہوکر نہال آتا ہے

زلف موی کمر سے ہی مانوس — دیکھو پہندے مین جال آتا ہے

پھر نہ اے ماہ آفتاب مین رخ — مہر رخ پر زوال آتا ہے

عنسم نکہا صبح وصل کا ای دل — خوش ہو روز وصال آتا ہے

نقد دل مین لو زلف ہاتہہ لگے — دام خرچے سے جال آتا ہے

تل کی تعریف ہی سمجہہ جاتا — خط مرا لیکے خال آتا ہے

دل ہزارون جلی کٹی باتین — تیغ ابرو پہ ڈہال آتا ہے

بگیا ہی غبار راہ شکر — کوی شیرین مقال آتا ہے

عشق مژگان مین جا کی دل باز آ — برچھیان دیکھہ بھال آتا ہے

گردش چرخ سے ہی ناقص محض — جسکو یان کچھہ کمال آتا ہے

یار چڑھتا ہی لعل مین یاقوت — جب لبون مین او گال آتا ہے

آمد خط ہی رخ پہ یون جس شکل — ظرف چینی مین بال آتا ہے

کسکے ابرو کے وار کا ہی خوف — تیغ کہینچے ہلال آتا ہے

ذرہ رہتی نہین حرارت عشق — حسن پر جب زوال آتا ہے

منہ جو چڑھتا ہے یار مہ رو کے — بدر کو کیا کمال آتا ہے

ناقصونکو نہین زوال کا ڈر — کب گہن مین ہلال آتا ہے

کہدو سبزے سے یہ چمن ہی خراب — ہونے کیون پائمال آتا ہے

چال انکھیلیونکی چھوٹ پیماں نہ چھیڑا
مین نے سنبل جو کہا زلف کو وہ بھی تو بہت
گر میسوں ہی سے تیری کٹنکا بھی رہتا ہی یہی

بل کمر مین شہ کہ سیدن دم رفتار پڑے
دو دن اگر صاف نہین سینکی تو مجھی مار پڑے
پھول بلبل یہ نہ اسی آتش گلزار پڑے

ہاتھہ امانت سے اوٹھایا تو ہی بیجان جہان
پاؤن تیرے نہ کسی دن سر بازار پڑے

وہ گھر سے پچھلے پہر لے نقاب نکلا ہی
سحر سے پہلے ہی آج آفتاب نکلا ہی

غش آیا مجکو تو بولا چھڑک کر رخ کا عرق
ابھی یہ پھول لیتے تازہ گلاب نکلا ہی

گیا نہ میکدہ و مسجد کو لیے محرم
ہر ایک عشق کی پیکی شراب نکلا ہی

کرین گلہ دل وحشت زدہ کا کس سے
کہ گھر سے لیکے جیانہ خراب نکلا ہی

جسے جنون ہو مجنون اوسے سب کو کہنے لگے
عجب طرح کا جہان مین خطاب نکلا ہی

ہوا ہی محفل ساقی مین غیر جلکے کباب
ہمارے منہ سے جو نام شراب نکلا ہی

شب فراق صنم ہی الجھ کر گلی لپٹو
کمانکی شرم کہان کا حجاب نکلا ہے

اثر ہے گنجفہ مین بھی سیاہ بختی کا
ہماری بازی مین کب آفتاب نکلا ہی

سوال کرتے ہین کتنے تو لینے وصل کا ہم
کبھی ہی آپکے منہ سے جواب نکلا ہی

شراب غیر کو ساقی نے دی نہین شاید
یہ میکدہ سے جو ہوکر کباب نکلا ہی

پکارا در پیر جو مین نے تو بولا سمجھا
کہان کا جان کو میری عذاب نکلا ہی

شراب پینے کا تھا اب نہین یارا ہی مجھ
کباب کر کے جسکو کیوں آفتاب نکلا ہی

پیا اوسکو رخ آتشین سے بھی جا کے
عجب تماشا ہے آتش سے آب نکلا ہی

کسیکے غم نے رولایا مگر امانت کو

باغ مجکو غمکدہ ہوگا تمہارے ہجر مین
نخل ماتم ساری گلشن کے شجر ہو جائینگے

وادی وحشت مین پاؤ آئیگا جب تیرا اسیر
دامن صحرا سے اشکون سے تر ہو جائینگے

آسمان پر کیون نہ پہنچی گا بھلا نالہ مرا
مہر جسپر و زیر رشک قمر ہو جائینگے

لو بہار آئی چلے صحرا کو دیوانوں کی غول
سیکڑون اس فصل مین ان کے ہمراہ ہو جائینگے

حشر کو خندان اوٹھینگے اے امانت قبر سے
یہان جو گریان بہر شام و سحر ہو جائینگے

اے جنون کب مجکو سودے کا تحمل چاہیے
ساتھ مجہ دیوانے کے زنجیر کا غل چاہیے

جب کہا مین نے کہ مجکو ساغر مل چاہیے
ہنسکے ساقی نے کہا صبر و تامل چاہیے

شوق لالون کا تجھے اے غیرت گل چاہیے
ہم ہین عاشق گل کی بہلا مجکو بلبل چاہیے

کچھ نہین مجکو جنان کا تحمل چاہیے
یہ وہ منزل ہے جہان توشہ توکل چاہیے

لالہ و گل مانگتا تجھسے نہین اے باغبان
عاشق زلف صنم ہون مجکو سنبل چاہیے

مر گیا ہون فرقت ساقی مین سر لا تیر
نالہ و افغان کے بدلے شور قلقل چاہیے

ہو گئے ہین قتل اک گل کی نزاکت دیکھکر
زخم سینے کے لیے ہمکو رگ گل چاہیے

کیونکر اوس حسن کی مقابل ہو کہ رو سیاہ
ابرو و چشم و لب و دندان و کاکل چاہیے

دل کہتا ہے لپٹ جاؤ وہ کسر اوسکی گلی
عاشقون کو کب بہلا صبر و تحمل چاہیے

دست ساقی مین جو دیکھی شیشۂ مے جھوم کر
زاہدا تو بھی کہی اک ساغر مل چاہیے

اک پہو کیسے مجھے جہلا دیا ہے بلبلو
تن پہ گل کہانیکو خاطر آتش گل چاہیے

وقت گریہ کیون نہو صحرا ابر و حسرت کا
ہو یہان دریا کوئی بہتا وہان پل چاہیے

ہو مبارک بلبلون کا شوق تمکو اے گلو
ہم ہین دیوانے ہمین زنجیر کا غل چاہیے

[illegible]

91

عشق مژہ مین وقت نکر وین بوہن ہم
ابرو کمان کا تیر اگر تیر ہم سے لگا
یہ حسن وہ ہی جسمین نکہیا ل و زر گا
اوس کی نظر کا تیر اگر تیر ہم سے لگا

صغیری مین سے سو قند نکر اونکو بہت تہے
بہانہ ہو گیا صیاد کی قینچی لگانے کا
ستارا ونسی سجایا وصل کی شب کنگہی چوٹی

سمائی تہی طبیعت مین نکر تنکر ا پہلی سے
ہمارا مرغ جان اڑنیکو تہا طیار پہلی سے
نکالی سر پہ ہے پروے مین غرض نکر ا پہلی سے

کہلی ہی اب کہین خواب عدم سے آنکہ نرگس کے
امانت ہی کسیکے چشم کا بیمار پہلے سے

آفت نگہ قہر سے اوس سر کرم کے
یاد آگئی سجلی مجہے اوس بحر کرم کے
دکہلائی کہین شکل خدا کو ہی صنم کے
روتی ہی لب ہو تی ہی مجہ کشتۂ غم کے
کیا ہمنے کیا تمنے ملاقات جو کم کے
ماہ فلک حسن کہون اوسکو تکیہ نکر
تو چند یمین جاتے نہین تم غیر کے ہمراہ
لاکہون ادسے دکہلائے حسینان وس نہی ہی
اوس چشم کی الفت کے سبب ہم ہوئی مشہور
گلشن مین آیا ہی جو وہ رشک مسیحا
نرگس کا اشارا ہی کہ جوش یرقان ہے
سبزہ تر خشک ہو دیا مین اوٹہا خاک سے
آتا ہی تو آجا کہین اے رشک مسیحا
گردش مین رہا پہل فلک گو کہ ہمیشہ

ق

بدلی جو نظر دل کہ پٹا چہا گئی غم کے
گردون پہ شب ہجر مین کال ق جو چمکے
اس لکو تمنا ہی بہت باغ ارم کے
اللہ کہی آبرو اوس دیدۂ نم کے
اغیار سے ملنے کی کسیے دیتی ہو چہکے
کہرتی ہی ستارونکو تجلی جو تیلی چمکے
درگاہ مین تو چل سے کے ستم کہا و علم کے
اللہ لیے گردن بت مغرور کی خم کے
ہی جام ہی ہی ناموس خلق مین غم کے
امید مریضونکو ہی الطاف کرم کے
گل پہول کے کہتا ہی کہ شبنم تہی ہم
ساحل پہ نہی قبر جو مجہ سبز قدم کے
ہی جان تن جسم مین عجان کو ہی قدم کے
پہر گرد نیانی ترے گہونگٹ کے قدم کے

اسی ق و شکا آئی جو الیس خیال
اشکونکی کیا جہڑی ابی آئی چشم تر لگا
بستان ہو دین فدا ہو دن یار مین
یہ کون آ ہی سر و کہ جسمین ثمر لگا
دو شب فراق بلائی ہیب ہے
النسان ہی کیا ای اس ہی چشتی کو ڈر لگا
غم مین ہمارے سو نیکی اجابت کی پر

ابروِ خمدار کافی ہی ہمارے قتل کو
تیغ سی اغیار پر تیغ آزمائی کیجیے

ٹھوکرین کہاتی ہین شوق تیز ...
جلد ای خضر غریبان رہنمائی کیجیے

بات کیجی مجھسے تا کھلجای اس دل کی گرہ
غنچۂ لب سے مری عقدہ کشائی کیجیے

بعد مدت آئینہ بھیجا مجھے دلدار نے
ہی یہ اب مطلب کہ دریدہ صفائی کیجیے

منفعل شمشاد کو کیجیے نہ تیری چال سے
بہت باز رہیے نہ ایسی کج ادائی کیجیے

غرق ہونا بحر الفت مین ہی کہونا آبرو
ڈوب لی پر نہ شغل آشنائی کیجیے

نزع مین منہ سے امانت کی یہ نکلی یا خدا
جلد ای مشکل کشا مشکل کشائی کیجیے

رکھدی صف شدہ کلیجہ نکال کے
ان برچھیون کو منہ پہ دلا دیکھ بھال کے

ابرو کا کشتہ وہ ہی خدا ہم ہین ہلال کے
موقع ہین ابتو غیر سے تلوار ڈھال کے

دامن کو ان کے ہاتھ کفن سے نکال کے
چلیے مرے لحد پہ ذرا دیکھ بھال کے

لیتا ہون بوسے ابروے صنم مین خیال کے
کعبہ مین ہاتھ چوم رہا ہون ہلال کے

نرگس بنی ہی چشم بد سے مرے گل کو دیکھتی
رکھدون نہ مین باغ مین آنکھین نکال کے

عاشق بنا چکے ہو تو ٹھہرو کوئی ذرا
جاتے کہان ہو مجکو مصیبت مین ڈال کے

دل کیا ہی مین مجھے تمہو اگر نذر کر دیا
حاضر کرون کہو تو کلیجہ نکال کے

خود رفتگی مین ار محبت حبیب کا
چھپتا رہا ہون بات کو منہ سے نکال کے

لخت جگر غذا ہین غم عشق پاک مین
لقمے کریم دیتا ہی وجہ حلال کے

جاتی نہین ہی دل کی کدورت کسی طرح
پتلے ہین ہمتو بنگئے گرد ملال کے

مجہ دل جلی سے نار سقر کی ہوئی جلا
اللہ خوش ہوا مجھی دوزخ مین ڈال کے

٩٣

عارض ہی نہان خط مین کہ رنگ ہی وہ کاکل

لاکہا ترا یاقوت ہی یا لعل بدخشان

زندان سی سوئی شست قلم خاک او ہٹائن

خون اوسکی مہاسی جو عارض پہ ہی نکلا

عقرب نہی ہی مار انسر لگی ہی کوئی سر جیسے

رکہنا قدم ایدل وہ جنت مین سمجہکر

دن حسن کا چہوٹا ہی دلالت بڑی ہی

نیلم ہی کہ سوسن ہی کہ مسّی کی دہڑی ہی

زنجیر سماجت سی ترا پاؤن پڑی ہی

یاقوت کی ہنسی ہے کامل مین جڑی ہی

بتیان ہین وہ نوک مژہ دل مین گڑی ہی

زنجیر کا ہی سامنا منزل کڑی ہی

ایذا ہوی گیسو کی محبت مین امانت

اس سانپ کو جیب مین لے چہوا مار پڑی ہی

یہی لکو تعلق تار زنار مین ہوی ہی پیچ و الم سی چہوٹے

کر دی پیچ ہزار طرح کی بشر سے بندل اجل [illegible]

ہوگئی ہی مین نیکی خوشی کہ بدمین اق [illegible]

دلچسپ ہے اون گل کی کفپا ہر شے کو بلائی [illegible]

صبا کے جیب مین بہنسے رسلنے کا بہانا کیا ہی

ہنسکر ابر بہن بلبل سی رو نیکی جو فرمائش [illegible]

ہاتھ آگئی میری شبکو جو وہ اکرات مینی اونکی

ہنگام شہادت ہی سجدہ گہر وصل کی ہو [illegible]

صحبت مین تن و جان کی لیلا نیا کی [illegible]

[illegible]

ہر طرح امانت [illegible]

جنہین [illegible] سی

چہٹتا جو ایسی با سی کوئی تو جدا ہی [illegible]

[illegible] جہٹی ایذا سی چہٹی ہر [illegible] الم سی چہٹے

کیا اسکا عجب نہین [illegible] صبا کو نقش قدم [illegible]

ہمارا [illegible] کیا ہی [illegible] مین آگر [illegible]

فوارہ [illegible] نہین کیا [illegible]

کیا کیا ترپے کیا کیا مچلے [illegible]

[illegible] قاتل [illegible]

کیا [illegible]

[illegible] آئی [illegible]

[illegible] کی [illegible] مین [illegible]

جب اشک آتشیں سے لگی تن بدن میں آگ
انگارے جل کے دیدۂ گریاں میں بھر لیے
پر سے بٹے چلا جو باغ میں ہو کر شکستہ گل
بلبل کے پر اڑا کے گلستاں میں بھر لیے

تھی خواہش وصال امانت کو کس قدر
خنجر پلنگ پہ شب ہجراں میں رکھ لیے

وصل کا روز گذر کر شب فرقت آئی
رات کیا آئی کہ اک مجھ پہ قیامت آئی
خوش بہت مجکو جو قرآں کی تلاوت آئی
یاد اس مصحف رخسار کی صورت آئی
دل گیا وصل کا اندھیر ہوا ہائی غضب
کالا منہ لیکے پھر اپنا شب فرقت آئی
حشر برپا کیا بتخانہ میں اس سرکش نے
کشتہ کیا آنکھوں میں آیا کہ قیامت آئی
عکس انگن جو ہوا رنگ طلائی اے شوخ
کیا سنہری تری پوشاک پہ رنگت آئی
اشک بینی کا ہوا حال جو پھر روشن
سنو پروانہ پہ بھی شمع کو رقت آئی
لکھ دیا شربت دیدار صنم عاشق کو
اے طبیب یہ کہا تو نے بہتیں حکمت آئی
نظر بد جو ہوئے دیکھنے لگے اسکی آنکھ
دیکھنے میں نہیں ایسے تو نزاکت آئی
شب گئی یار مگر وصل کا راضی نہوا
آخر شب صبح کو نقارے کی نوبت آئی
جلد دیدار دکھا دے مجھے اے پردہ نشین
اگر کیا حشر کا وعدہ تو قیامت آئی
جل گئے آتش رخسار سے [illegible]
دیکھا سبزہ کو تو آنکھوں میں طراوت آئی

زندگی سے جو امانت تو خفا رہتا ہے
سچ بتا دے تری کس پہ طبیعت آئی

گلنار کر کے مجھ سے سیر کرتی تماشائی کے
یہ کہہ کر آبرو مجھ جہان میں آشنائی کے
دکھائی شاخ گل نے ناز کی [illegible]
کہی پتی جو غنچہ انگشت حنائی کے

[illegible]

تعویذ ہو تیونکا ہے اوس مانگ کے قریب
یا کہکشان ہے عقد ثریا کے سامنے

جائیگا یون جو روز نہانی وہ سیمتن
گہر آشنا بنا ئینگے دریا کے سامنے

آنکھو لنسے پہرے ابر کہر ہی کیا مقابلہ
قطرہ کی کیا بساط ہے دریا کے سامنے

پتلی کے تہا نکا جو ڈوپٹہ وہ اوڑہتے
ہوتی نہ آنکھ مردم دنیا کے سامنے

رہنے دی سر مین درہم داغ جنون طبیب
یہ نذر لیکے جائیگا صحرا کے سامنے

آنکھونمین پہرتے ہین مسی مالیدہ تیرے لب
سوسن کھلی ہے نرگس شہلا کے سامنے

مہتاب آفتاب کی چہرے پہ چہٹ گئے
آیا جو تیرے نقش کف پا کے سامنے

دم ہو گیا تمام لب جان بخش کی خصوص
لو مر گیا مریض مسیحا کے سامنے

مر جاؤن تشنہ لب [illegible]
پہیلاؤن جا کے ہاتھ نہ دریا کے سامنے

بے ساختہ جو مین نے کیا وصل کا سوال
آنکھین جھکا لین اپنے شرما کے سامنے

گردن مین تیرے طوق طلا کا نہین ہے یہ
یا ماہ نو ہے عقد ثریا کے سامنے

پہر نام لے نہ وہ مہ کنعان کا عمر بہر
یوسف جو میرا جائے زلیخا کے سامنے

ایک نازنین کی زانو پہ لیتا ہون ہچکیان
مجنون کا دم نکلتا ہے لیلی کے سامنے

بہر خدا بتو لنسے نکالو ان ہیان
کعبہ کا ذکر کر نہ کلیسا کے سامنے

ایک مست خط سبز ہی ایک سو لب صنم
ہوتے ہین خوب خضر و مسیحا کے سامنے

جایا کرو نہ چہرے پہ کہلا کے اس جہلک
آیا کرو جو عاشق شیدا کے سامنے

فصل بہار آئی ہو پہر جنون کا جوش
[illegible] پہر رہے سبھی صحرا کے سامنے

نادان سمجھتے ہین جسے لیتا ہون سیب
فردوس کے انار ہین دانا کے سامنے

محرم جو مین ہوا تری انگیا بنی
صیاد ذبح ہو گیا چڑیا کے سامنے

[illegible]

نہ ہلی شیشہ کی اتنی ای مضطر ٹوٹے	چور ہو کاسۂ سر میں کا نہ ساغر ٹوٹے
تیر دشمن سے جو اسکے مرا ایک پر ٹوٹے	ہاتھ صیاد کا ای خالق اکبر ٹوٹے
ہین وہ بیکس کہ وصل پنا بھی ابر گھر ٹوٹے	ہم جیا لین کوی شیشہ کا نہ ساغر ٹوٹے
ذبح کی وقت یہ کرتا ہوں ہین خالق سی دعا	دم مرا اوٹھ گئے پہ قاتل کا نہ خنجر ٹوٹے
ہاتھ آیا نہ کبھی شہر میں وہ بالبقا	پاؤن ناحق مری ای گردش اختر ٹوٹے
مجکو اوس کی نظر سے جو گرا دی یا رب	آسمان بیچ کا نہ سیر فلک اوس پر ٹوٹے
دام میں پھنسکے یہ حسرت مجھے پھڑکانی ہے	گھر کو دیکھ آون اگر جال کا اگر گھر ٹوٹے
نامہ بر کی گھر سے کی دلشکنی اونسے ضرور	نظر آتے ہیں پر و بال کبوتر ٹوٹے
نہ نکان دو مری تابوت کو تو بہر خدا	نہ بچھے دل کا کوئی تا نکا نہ ستمگر ٹوٹے
ہلا دم ذبح نہ قاتل سے بدست احاصل	سخت جانی سے عجب کیا ہے جو خنجر ٹوٹے
ذرہ افشانی کا گر زلف سیہ پاش کی لو	شب تاریک میں جیسے کوئی اختر ٹوٹے
باعث آسیر وہی عاشق مجبور میں شک	اوٹھ گئے دم الفت کا تار نہ دم بھر ٹوٹے
دام میں پھنسکے نہ اسطرح پھڑک بہر خدا	رشتۂ عمر ندای بلبل نے پر ٹوٹے
اوسکی کچھ ٹوٹا سمی جو قدسی بھکا پائی بسرا	بالش گلزار میں بالا صنوبر ٹوٹے
مرغ دل یون مرا اکال رہ جا بار پھر	جسطرح بھوک میں دانے پہ کبوتر ٹوٹے
دل نازک کو مری غمسے بچائے اللہ	شیشہ کیا چیز ہے صدمے سے تو پتھر ٹوٹے
بولا وہ گر نی لگے تو فلک پیر کی ذات	شکوہ دو چار ستارے جو برابر ٹوٹے
پھڑکا ٹوٹا ہی یہ سینے کی قفس میں طرح	طائر دل کا امانت نکوئی پر ٹوٹے
یاد در دندان میں بجا ایک پل تو یہ رو	معنی ابھی ہر تار گریبان میں پروئے

اثر جو حسن کے اعجاز کا زری ہو جائے
تو سایہ بھی کے معشوق کا پری ہو جائے

جو داغ قلب کے ہر اشرفی کہری ہو جائے
مین حسن باب سے کبروں بات زرگری ہو جائے

جو حسن کی نظر لطف گستری ہو جائے
تمہارے سایہ مین ہی جلوہ پری ہو جائے

عیشق و حسن مین ہر یک برابر ہو جائے
تل اپنی آنکہ کا خال رخ پری ہو جائے

جو حسن سحر کی تاثیر اک زری ہو جائے
تری ڈپٹہ کی کہانی نسل الصنم جی ہو جائے

وہ حسن ہین ہون جو ہین چشم عشوہ گر
یقین ہے دید شب ہجر بھی پری ہو جائے

جو بگڑی صید سی وہ قاتل کمان ابرو
قضا کی تیر سے تیروں کو مسری ہو جائے

کری خرام جو فرش چمن پہ شک قمر
تو چاندنی سے سلیکہ کہ دری ہو جائے

وہ تازہ دم ہین جنہین جنتی جو آہ سحر رو
ہر ایک شاخ تاک دشت مین ہری ہو جائے

لگائین ہر نفس ایجاد وہ سحر تلوار
سر ہیان جو رکہے وشہر پری ہو جائے

اثر بہار کا رکتی ہے موج نگہت زلف
کبرو جو شاخ کی کنگہی ابھی یہ ہو جائے

ہمارا تیر فلک ہے یہ یوسف کے
لگائی ہاتہ جو سوفار کو سری ہو جائے

ترقیان ہون تنزل مین ہر جاصل
اوڑہی جو رنگ رخ یار کا پری ہو جائے

ہمارے باغ کا بندہ ہی کیا طراوت بخشش
چڑہی یہ کہا نفس تو گاؤ زمین ہر ہو جائے

وہ سیمتن جو ترس مین لاغری کیا
تو رنگ زر کی کیا اشرفی کہری ہو جائے

پڑھی وہ بیچ بیچ کہ اک سایہ ہین
تمہاری زلف کا سودا سری ہو جائے

وہ نور بخش ہے کو ہی تری سلیمان جاہ
یقین ہے سایہ دیوار بھی پری ہو جائے

کبھی وہ سیم بدن گنگنے کی جو
مری رقیب کی کیا جنگ زرگری ہو جائے

ملے گلے کو جو بالا ترے سر ہی کا
تو کوچہ زخم کا بازار جوہری ہو جائے

شہرا جو اوڑا ہی تری نایاب ہین کا
پرواز کی طاقت پر عنقا مین نہین ہے

کیون سیب زنخدان انکو تو چھوتی نہین دیتا
حصہ مرا کیا میوۂ طوبی مین نہین ہے

امید برآئی تری کیا خاک امانت
یہان عاشقون کی نخل تمنا مین نہین ہے

مہندی مل کر جو وہ دریا مین نہاتی جاتے
آگ پانی مین سر دست لگاتی جاتے

لوگ مرنیکی خبر سنکے ہین آتی جاتی
ساتھ یارون نے نہ چھوڑا مرا جاتی جاتے

درد ندان تپ فرقت مین کہاتی جاتے
آب کو ہر سے مری آگ بجھاتی جاتے

ہم جو پرواز کا انداز دکھاتی جاتے
ہوش گلشن مین ہزارونکی اوڑاتی جاتے

دل خفا او رسوا تمنے جو منہ پھیر لیا
صلح ہو جاتی اگر آنکھ لڑاتی جاتے

سر مرا تیغ تبسم سے جدا ہو جاتا
بوجہ او ترنا جو وہ تیوری چڑہاتی جاتے

مین سسکتا ہون تڑپتا ہی ہمین گھیر جاتیکے
بیٹھ جاتی مرا مردہ تو اوٹھاتی جاتے

ساتھ آئی تھی جنازیکی تو مٹی دیتے
خاک مین عاشق شیدا کو ملاتی جاتے

شعلہ رو یونکی تصور مین جو ہوتی وحشت
آگ ہم دشت مین نالونسے لگاتی جاتے

مرا قاصد اگر اغیار کو ہوتا ثابت
اوسکی کوٹھے سے کبوتر کو اوڑاتی جاتے

تیری رفتار کا انداز اوڑاتی نہ اگر
ہر قدم کبک دری ٹھوکرین کہاتی جاتے

دشت مین جامۂ عریانی کا ہمین آیا خیال
دھجیان دامن صحرا کی اوڑاتے جاتے

طول کھینچی نہ پریشانیونکا سودا کیونکر
سہر گیسونکو مین وہ بڑہاتی جاتے

فاقہ مستی مین لبی بات کی بہو ہین ہم
بوسے لیتے تری اور گالیان کہاتی جاتے

زلف پیچانکا جو دیوانہ مین ثابت ہوتا
در زندانکی وہ زنجیر ہلاتی جاتے

۹۹

دل پہ داغ کی لب بہی کہرا وسلک دندان نگار
گرایا صحفت عارض کو ہم صورت کی نظر سے
تری جالی کی کرتی کی تصویرین رہو ہو تن
نہ یورکی گلی کا تارہ ہے قاتل عالم
سہیہ یاب بابر بیٹہ کی کب ہی وٹیہ
جگر پہونکا نہ مجہ آتش قدم نی کسکا صحرا میں
غضب ہے پایا ہی زیر زلف نی ملک تصاریست
کیا ہی تازہ نخل غم کو ٹہنڈی سانسین بہر کر
قیامت تک ہم ای آسمان جیع ٹہنگی تیر کہے

مری طاؤس کے منقار میں تی کا مالا ہے
بجا ہی ای صنم خط سیہ کا منہ جو کالا ہے
مبصر دیکہکر آنکہونکو کہتی ہین کہ جالا ہے
کہ قبضی مین بہی تہتی ہی سری مین بالا ہی
چنبیلے کی روش پر کہنچلی مین سیانپ کالا ہے
زبان خارمین ہی پاون کہتی ہین کہ چہالا ہے
سیہ گیسو ترا ہیجا نجان گورونکو نکالا ہے
بڑی محنت سے مین نی شجر جانمین پالا ہی
شہادت نامہ اپنا گور کی گہر کا قبالا ہی

کبہی تو ہنسکے دو باتین مانتے ہی کہہ دے صاحب
کہاں کا تمنے یہ ہر وقت کا غصہ نکالا ہے

سر مرا خلق ہوا خاک بیابانکی لیے
دل نی بہونا ہی جگر کو غم ہجر انکی لیے
زلف پیچانکا مین دیوانہ ہون ای مشک پہ
فائدہ خاک دوا سی نہین ہونیکا طبیب
کرکے گہایل مجہی ہنسکر جو گلی لپٹا یا
عشق مین ڈوب گیا دیکہکی نگین سو تا تہ
کسکو ہی دامن صحرا مین قبا کی خواہش
سوی مژگان صنم تیز کرا ای مشاطہ

پاؤن گردش کو بنی ہاتہ گریبانکی لیے
گہر مین عوت کا سرانجام ہی مہمانکی لیے
چاہیے حلقۂ گیسو در زندانکی لیے
وصل اکسیر ہے مجہ کشتۂ ہجران کی لیے
دہن خم سے بوسے لب خندہ انکی لیے
غرق دریا مین ہوا جسبہ مرجانکی لیے
جامۂ خاک ہی کافی تن عریانکی لیے
نشتر اب چاہیے عاشق کی رگ جانکی لیے

بوکلا ہی ای صنم تجہ مژگان کی لیے
صورت نکہت گیسو مسخر ہو سے
خلق ہو جمع اگر تیری پریشانی لیے
دل سیہ تجہ کو نظار کر ای حسرت
شانہ درکار ہی زلف شب ہجر انکی لیے
کہہ بلا جانا ترا قہر ہی مراہ ربیت
تیغ قاتل ہی کرشاہ شہید انکی لیے
اپنی کیسوی عشاق کی رو ہو تکوکہا

تجھسے ہم عشق میں ان بخل سے مضطر چھوٹے
جیسے غربت میں ادھر سے برادر چھوٹے

ہے یہ بدمست کی میخانۂ ہستی میں دعا
تا لب گور نہ لب سے لب ساغر چھوٹے

دل ہی یون دو رہین ہوش خرد و صبر و قرار
جیسے کوسون کسی سردار کا لشکر چھوٹے

میرے رگ رگ میں جنون کا ہی فساد اے فصاد
خون کا فوارہ کیون تیرے ہی نشتر چھوٹے

ہون وہ مجرم جو مرے قتل کو آئے جلاد
پاؤن تھرانے لگے ہاتھ سے خنجر چھوٹے

جان مضطر کو بنا اوس سرو کے کیونکر ہو قرار
ہے بڑا قہر جو قمری سے صنوبر چھوٹے

مرغ دل پنجۂ مژگان سے رہا ہو کیونکر
کسطرح باز کے چنگل سے کبوتر چھوٹے

تمنے ہمکو تو کیا قامت جانان کا اسیر
سرو گلزار مین آزاد کہا کر چھوٹے

ہے یقین سبکو کہ خورشید گھٹا سے نکلا
داغ سوزان سے جو ہالا مہ انور چھوٹے

خانہ بربادیان مین اوسکی جو آرائی کین
شہر عاشق سے چھٹے اپنے سے یہ گھر چھوٹے

آبرو اپنی گئی داغ حسینون کو لگا
عشق بازی مین جو یہ تجھ تو برابر چھوٹے

دیکھی وہ پردہ نشین شبکو جو آتش بازی
پہلجھڑی کی رخ مہتاب پہ چادر چھوٹے

زیست ہے سیر عدم ہمکو جو ہستی چھوٹے
قید ہستی مین پہنسے ایسے کہ مرکر چھوٹے

غرق ہے بحر تفکر مین امانت دن رات
طبع سے گوہر مضمون کوئی کیونکر چھوٹے

نگران گر نظر مہر سے مہرو ہو جائے
ماہ نو منہ پہ چڑھے ایسا کہ ابرو ہو جائے

قتل کر مجکو یہ قصہ مین یکسو ہو جائے
کچھ ہونا ہو سو ای قاتل بدخو ہو جائے

جادہ گر شب کو جو بالین پہ وہ مہرو جائے
قبر کی شمع کا شعلہ گل شبو ہو جائے

چشم عاشق کو بھی نظارۂ ابرو ہو جائے
اوسطرف دیکھکے سطرف اب یہ ہو جائے

ماہ نو کو جو رکھی گرم شفق کی آتش
مجھ سے مے پینے کی ساقی جو رکھی مینا تو
پہ نہیے موذی سمجھ حسینوں کو ایذا سے
وحشت میں ہو جو تری چشم نشہ سے

اطلس چرخ پہ ای گلبدن آلو ہو جائے
آنکھ ساغر کی پھری شیشے کو اچھو ہو جائے
سانپ چڑھ جائے اگر سر پہ تو گیسو ہو جائے
اک چھائی میں ہرن نشہ آہو ہو جائے

دیکھی آئینہ میں تن کر جو اٹھا وہ بدن
قد موزون صنم سرو لب جو ہو جائے

وحشت میں سو وحشت جو تیغ جاں
ابرو میں بل ہے تیغ پکڑ کر کہاں چلے
اک دو قدم روش چلا جب نشہ گل
اب چٹکیاں جو لوگی تم ہم نسیگا لیاں
دل غیر کا نشانہ مژگاں ہا سدا
پازیب سو ٹھونکی جو ٹوٹی خرام
ہمراہ نالہ چرخ پہ جاتی ہے میری آہ
تھک جائے وہ زبان جو صنم کا کرے ورد
جاتا ہے ہجر میں مرا نالہ فلک کے پار
تو آئے میری گھر سے محبت کی راہ
ہو کر ہم اسکی کوچہ سے نکلے ہزار بار
نالی کی ساتھ جاتی ہیں صبر و قرار و ہوش
گھر سے جنازہ اماشت کا دیکھ کر

صدا دگر سے لیکے وہیں ٹہر پاین چلے
تلوار وشمنوں کے نہ ایجان جان چلے
آری ہزاروں سرو پائے باغبان چلے
پیاری سیکا ہاتھ کسی کی زبان چلے
جھپکی کبھی یہ تیر نہ ابرو کمان چلے
گلیوں کو وہ بناتی ہو کہکشان چلے
آتش کی ساتھ ساتھ نکلو دھواں چلے
وہ پاؤں لنگ ہو جو نہ سوی بتاں چلے
پار ہو گئے وہ تیر کہ چٹکیاں سے چلے
پیر فلک کا زور نہ ای نوجوان چلے
اتنا کبھی یار نے پوچھا کہاں چلے
آواز جرس کے نیکوں کا کاروان چلے
اک دو قدم بھی ساتھ نہ ایجان جان چلے

گھلادی شمع کی مانند ای حرارت عشق
فشار قبر سے تر دانہ ہڈیان میری

سگ ہما کا عبث وا ہنت جسم زار یہ ہے
وہان گور مین جائینگے ہڈیان میری

ہین استخوان بہی مژہ چشم باغبان مین خار
جلادی آتش گلزار ہڈیان میری

شکارگاہ جہان مین وہ تہا مین صید لاغر
نہ کہائین زاغ و زغن نی بہی ہڈیان میری

پس فنا بہی تیرے گیسوؤں نے وحشت رہا
کہ کنگہیون مین ہوئی صرف ہڈیان میری

موی پر بہی مجہی صیاد نے یا کیا
نکالین کنج قفس سے بہی ہڈیان میری

ہر استخوان اثر سوز سے ہی صورت شمع
جلے زبان جو ہما کہائی ہڈیان میری

ہوائی گل مین مجہی خاک ہونی دی صبا
چمن سے پہینک نہ للہ ہڈیان میری

سمند یار بنائیگا پس کر سرمہ
ہمانہ آنکہ سے دیکہیگا ہڈیان میری

لگا یا ہی تن لاغر پہ ذرہ نے کیا وحشت
چبا رہا ہی کوئی تیشے سے ہڈیان میری

وہ صید بدر ہتا کہ اوس شیخ تیر افگن نے
کہلائین زاغ کمان کو نہ ہڈیان میری

رہونگا رشک کا پابند بعد دن بہی
چبہین گے تیر کے تلو مین ہڈیان میری

لیا ہی پیچ مین زلفون کو شانہ نے بسکہ
چڑہی ہین سر پہ حسینون کی ہڈیان میری

نحیف و زار ہون آہستہ سے گلی لپٹو
خدا کیواسطے توڑو نہ ہڈیان میری

وہ صید ہون کہ نہین تن مین بچین ہرگز سو
ٹٹولا کرتا ہی صیاد ہڈیان میری

پس فنا ہی مگر امتحان لبی وفا
کہ سونگہتا ہی سگ یار ہڈیان میری

ہوئی شکستہ سدا ٹہوکر دلبی کا سہ سر
ضرور قبر مین ٹوٹین گی ہڈیان میری

قضا جو سند مین یار وکری امانت زار
تو کربلا کو پہنچوانا ہڈیان میری

زلف بتان کی عشق میں اوقات ...
یا رب کسی نہ مارا ہو ایک بال سے
ابرو کے ساتھ چہری ... نفس
خط عذار یار دعای بلا ...
تیری ہی کیا ہی ... شکر ...
چہرہ ... کو وہ ... پر کو یار
کہسرے نکلی ... آفتاب جان کو ...

تیری در وازلیسی ٹکرای جو انیملکو جبین
ہون وہ جان دوست کر کی کشتہ تیغ جفا

داغ پیشانی زاہد کا ستارا ہو جا
فرط غم سے مرا دل سینہ مین پارا ہو جا

گرہ زلف وہ کہولی جو امانت شب وصل
گہر مغیر تیرا اک آن مین سارا ہو جا

نفرت کا دل کی گلبد نونسے یہ حال ہی
چوسر کا شوق آجکل انکو کمال ہے
گل شاخ شاخ پر چمن ڈال ڈال ہے
بعد فنا بہی تیغ عدو کا خیال ہے
نالوںسی اپنی جل کے یہ جنگل کا حال ہے
آواز تیری قہر غضب ہی خرام ناز
رو پوشیان ہین ابر جانا کسقدر
جنگلا الاپتا ہی مرد دشت ہین وہ گل
بل ناز کی سے پڑتی ہین لاکہون خرام
ان قاتلونکی گہاٹ کا ابرو نہین حسین
لڑتی رہی ہے صبح جوانی عشوق سے
پڑتی ہی آنکہ شیشہ ساعت پہ سر کہین
کو ٹیکی ہول لیتے نہین مشتری جمال
کیون آسمانی وہ چڑہائی کشور
گیسو نہ تم دکہاؤ کہین پہر لو نکا سیا

اپنی کہو تیرہ بختی گکلی خال خال ہے
عاشق کی دل نہ پیسا نیکی کب یہ بہی چال ہے
صیاد باغ باغ ہی گلچین نہال ہے
شل فلک سے مین مری تربت کی بہی مال ہے
صحرا کی کونلون پہ گمان غزال ہے
طاؤس کبک ہین یہ کہان جز چال ہے
منہ بلیش نکی بعد وکہاتا ہلال ہے
بلبل تری ترانہ کا کسکو خیال ہے
گیسو کا بال بال کمر دبال ہے
پہیچ ہے بات جان کا پہلے سوال ہے
ستم شکار ہی سلک مینے اک سیر ال ہے
دل مین کسیکی ہمت ہے گرد ملال ہے
عاشق کا نقد دل ہے کہہ دینا کمال ہے
انگیا کی آستین مین ستارونکا جال ہے
کالونکا کیا خدا کی خدائی مین کال ہے

... آفتاب جان کو ...
گویا زبان بہار مین طوطی کی لال ہے
... چشم مست صنم پر نگاہ پاک
ای زاہد و شراب ہماری حلال ہے
جتنا ہی انکسار کا باغ جہان مین رنگ
کیون اس سر خرد ہو کر جنا پامال ہے
صحرا پہ پا در لغت مین دو ڑاؤن کس طرح
زنجیر مین جنون مرا پای خیال ہے
... یہ بہی بادہ کشی سے شراب مین
... عرق انفعال ہے

جای زندانمین کہین پہر سے عشق کا نام
تن وہ نازک ہی کہ ہر رگ سے جہلکتی خون کا دہا
کہدو ظالم سے کہ عاشق کو گوارا ہی ستم
مر گئی پر بہی فلک مجہسے کہی دل مین غبار
دام مین موت کی آخر کو پہنسا طائر جان
قامت یار سے رتبہ مین کہان ہی بالا
چشم دلدار کی تعریف مین لکہون جو غزل
ناتوان وہ ہون کہ دم نکلی لہو کی ہمرا
دل مضطر کو نہین ضبط فغان کا یارا
ہون وہ بلبل چمنستان کی جو شب مین
بحث کرتی ہی مرے رشک چمن سے کیا خوب

پہر خدا خانۂ تخییر کو آباد کرے
فصد کا ذکر جو اس شوخ سے فصاد کرے
نہیں ہوتے نہ کسی اور پہ بیداد کرے
جسم کو خاک کری خاک کو برباد کرے
اور بلبل پہ جفا باغ مین صیاد کرے
قد کی دید آئینہ نہین مین شمشاد کرے
عین اشعار پہ آنکہو لیتی قلم صاد کرے
کام نشتر کا بیان نشتر فصاد کرے
جس سے چاہی مرے نالونکی وہ فریاد کرے
ای گلو پہول مرے باغ مین صیاد کرے
کہدو بلبل سے گلستان کا جو یاد کرے

مین **امانت** ہوا شاگردونکا استاد تو کیا
حق تعالی مجہے شاگردونکو استاد کری

دل سے افتادہ محرم مین اگر ہم کرتے
آشنا نشہ سے چشمونکو اگر ہم کرتے
تم رولاتے ہو نہیں ہنسنے اگر گشتی مین
گل و بلبل کا ہزارونکو مزا الجہاتا
ناچ گانی کا مزا ابر مین ہی ساتہ ہی گل
نوک مژگانکی تصویر مین جو ہوتا نہ جنون

تجہسے لوگی زبان سے مجہی متقسم کرتے
عین آنکہون پہ نظر چاہ سے مردم کرتے
یاد سب نوح کی طوفان کا تلاطم کرتے
خندہ آمیز اگر آپ تکلم کرتے
رقص طاؤس سے مطرب بہی ترنم کرتے
دل سے کیون نقش نہ نی دشت مین ہم گم کرتے

۱۰۵

پیچ اٹھائی ہیں جو زلفوں نے حسینوں کی سدا
خوف آتا ہے نگہ جانب سنبل کرتے

حال مستی میں بھی دل کا نہ زبان لگ تا
لاکھ شیشہ بھی میخانہ میں قلقل کرتے

دل جلوں کی صنم آہوں نے حذر کر لللہ
شمع رخسار کو جو نکی ہیں بھی گل کرتے

دل عشاق ہے نالان ترے زلفوں میں سدا
سپر پستہ زنجیر میں کیا غل کرتے

ہوتا نہ ہوگی جو دریا سے داغ گل تر
بلبلی شور و فغان صوت بلبل کرتے

لالان باول کا گمان سب کو دہوئیں ہوتا
شمع کو دست حنائی ہے جو وہ گل کرتے

کہینچتا ہے چلے امانت جو سدا مثل کمان
کیون وہ تجکو ہدف تیر تغافل کرتے

نہیں ہی ہال دولت ابروان تا آئینہ کی
ایک فقرا ایکو دنیا میں چاہت نہیں انکی

وہ دیوانہ ہی جو خود آتش کسی بیابان بنا کی
کہ تنکی بیٹھنے پاتی ہی فکر آشیانے کی

ملائی اوسنی تھا سی جو دمن اپنی تراکی
ندامت سی ہری کی نوبت ہوگی تقاضا کی

نظر آتی ہی صورت ہوائی بار زنگی حنا کی
ہماری قبر کو حاجت نہیں ہی شامیانہ کی

چمن میں انتہا کردی صبائی گل کہلانے کی
کہیں بلبل کو جا ملتی نہیں ہی آشیانہ کی

کھلاتا ہی ہوا اوس شعلہ رو کو برق جانکی
رقیب روسیہ کو فکر ہی نقت جمانے کی

ستاروں میں بھی ہی ہتی ہنگ اونکو جمانکی
نہیں کر سنج جوڑا اگت بجاتی ہیں سہانے کی

شرارت ہی جلایا کی صفت جب ہی نگاہ کی
اوتاری فقرہ دیکی ہیں ہی اہن بینی ترانکی

نکیون عادت ہو ناقص طبع کو نصیحون انکی
عدالت کا نہ اندیشہ نہ کچہ بہشت ہی تنانکی

جبر بالائی بام اوس حور کی ہی آج آنیکی
فرشتے دو ٹپانی کہیں فلک کے شامیانے کی

بڑی ہی گلشن سے حسن ذاتی باغ عالم میں
چمن میں گیسوی سنبل کو کب جاہی شانہ کی

دیکھی آنکھونسی کسکی ہی تماشا ہی یہ
ایک لحظہ نہین تھمتی ہی جہڑی اشکونکی

ابر ہاتھون مین لگاتا ہی حنا ساونکی
آگ لگی کیا مری آنکھونکو جہڑی ساونکی

ہجر ساقی مین ولاتا ہی ہمین ابر سیاہ
غم و اندوہ بڑھاتی ہی گھٹا ساونکی

ابر بھاگا ہوا جاتا ہی خدا خیر کرے
آج بدلی نظر آتی ہی ہوا ساونکی

خون ہو مجھے سیکڑون ناحق تو قیامت کیا ہو
رنگ کیا لائی ہی ہاتھون مین حنا ساونکی

مرتی کانو نہین یار کی زلفونکی تری
چھالی بجا دونکی وہ مین اودی گھٹا ساونکی

ای امانت یہ نکالی ہی زمین تو نی نئی
پہلے تہی کسکے غزل تیری سوا ساونکی

بیداد مجہی یاد ہی واللہ تمہارے
یوسف کی قسم اب نکلرون چاہ تمہارے

للہ قدم شرم کو کوچی سی نکالو
بازار مین ہم دیکھتے ہین راہ تمہارے

عاشق کی مراد آہی رقیبونکو الم ہو
جاتی جو سواری کبھی درگاہ تمہارے

وہ بت مری پاس آئیگا کسطرح الٰہی جو
جھوٹی ہی قسم دوستو واللہ تمہارے

ہوتا ہی زمین پر اوہی خورشید کو دہوکا
صورت جو کبہی دیکھتا ہے ماہ تمہارے

بت ننگے محفل مین رقیبونسی نہ لے
کیا بات ہی خالق کی قسم واہ تمہارے

ہم سے جو طلب مین نو کہے ہنسکو وہ بولا
سرکار سے موقوف ہی تنخواہ تمہارے

لہرا کی کبہی جاتی ہین دریا کبھی تالاب
کیا ہمکو جھکاتی ہی کنوئین چاہ تمہارے

ہی عشق کا دریا بسر جوش امانت
عالم مین گئی آبرو اللہ تمہارے

یہان شغل ہی عشق با جل سے
جان دیتی ہین یار پر دل سے

١٠٧

کیون امانت کو دین نہ منصف داد
نام پیدا کیا ہے مشکل سے

خیال آتا ہی لکو شکوہ بیداد کیا کیجی
خدا سی ای بت کافر تری فریاد کیا کیجی

بہار آئی ہی گلشن مین گھٹا جاتا ہی جی اپنا
قفس کے در کو وا کرتا نہین صیاد کیا کیجی

عبث کرتا ہی تو ہمسے خیال اپنے کا شکوہ
جو ہو وے آپکو ایدل وہی پہر یاد کیا کیجی

مقابل سرو کو پا کر گلستان مین وہ گل بولا
غلام اپنا جو ہو دل سے وہی آزاد کیا کیجی

ہماری قبر کو ٹھوکر لگا کر یار کہتا ہی
بلا ہو خاک مین جو خود وہی برباد کیا کیجی

کسی محبوب کا بوٹا سا قد آنکہون مین پہرتا ہے
چمن مین دیکھکر ایدل سے شمشاد کیا کیجی

جنونکا جوش کم ہوتا ہی گونکو پہر کے نشتر سے
نہ جنکو گالیان دیجی تو ای فصاد کیا کیجی

لہو بہتا ہی غیرونکا ہمارا دم نکلتا ہے
گلے پر پہیرتا خنجر نہین جلاد کیا کیجی

امانت کوہ پر پہنچا تو یون فرہاد چلایا
لبون پر جان شیرین ہی اب ای استاد کیا کیجی

بوسہ کب حاصل ہوا اونکی لب خمدار سے
باغ عالم مین نہ پہل پایا کچھہ [illegible] سے

ہو سکین کیونکر بہلا ہم متصل اوس یار سے
کام کچھہ ہوتا نہین ہی مردم بیمار سے

کسقدر ہے عشق تیری شوخی رفتار سے
اوڑکے آتی ہین یہان کبک دری کہسار سے

مانپو شرمندہ گر ہی ابروی خمدار سے
ہی خجل سورج تمہاری چاند سی رخسار سے

ہی تنفر مجہسی بجا اوس گل کو ہی اغیار سے
سو جگہ کانٹا ہوا ہون بلبلو مین خار سے

دلکو پہنچیگی نہ ایذا ابروی خمدار سے
اکٹ نہین سکتا ہی شیشہ کا گلا تلوار سے

ایک بہبوکی گہری رخ رنگین کا ہی رنگین رخسار
گہر ہمارا جل رہا ہی آتش گلزار سے

وفورِ خط سی ہی یہ رنگ جلد مصحف عارض
کلام اللہ کی کافر نے کیا صورت بنائی ہے

جگہہ فضلِ خدا سی اک بتِ کافر کی ہی ملتی
فرشتہ جا نہیں سکتا جہاں اپنی رسائی ہے

ہلاتا ہوں فلک کو بعد مردن اپنی نالوں سی
لحد میں پانوں پھیلا کر زمین سر پر اوٹھائی ہے

خدا کی سامنی گردن جھکیگا ندامت سے
بتوں کو کہہ کی سجدہ برہمن نے منہ کی کھائی ہے

جلانا آتشِ افروز کا کیا مشکل ہی یہاں میں
مری نالوں نے اکثر آگ دوزخ میں لگائی ہے

مگر بوسہ لینی میں مزا ملتا ہی دنیا کا
لب شیرین جانان قند کی گویا مٹھائی ہے

نہ پوچھا انکو ساعد چھٹر کر باہیں دون کی
کلائی ہاتھ میں لیکر مری دلکو کل آئی ہے

محبت میں کدورت کے کلام آجاتی ہیں اکثر
غبار خاطر آئینہ ہو خاک اوس سے صفائی ہے

سحر سرگماں بیجا ہے شبنم کا
لحد پر مہ وشوں کی چرخ نی چادر چڑہائی ہے

سخن رنگین کا بوسہ غیر کی غیبت میں لیتا ہوں
اوٹھا ہی باغ سی صیاد بلبل کی بن آئی ہے

رکھی اسد عزت عشق میں بچپن ہی میں
اکیلا میں ہوں ادہر بت کی طرف ساری خدائی ہے

لیا ہی ابرو قاتل کا بوسہ عین غصہ میں
جگر دیکھو ہمارا منہ پہ کیا تلوار کھائی ہے

پہنسی ہے عشق کی پہندے میں جب جان آفت کی
مدد کو یا علی پہنچو دم مشکل کشائی ہے

شب فرقت میں نالوں نے جہاں سر پر اوٹھایا
زمین کو زلزلہ ہی آسمان چکر میں آیا ہے

جہاں میں جن کی سایہ سے ہوگی انکو اک وحشت
یہاں جنکو پری زادوں نی دیوانہ بنایا ہے

حساب آب و دانہ حشر میں پوچھے گا تو کہہ دونگا
پیا ہے عمر بہر خون جگر غم میں نے کہایا ہے

نہی ہے روشنی اپنی لحد پر سنگدستی میں
چراغوں کی عوض ہر شمع و ہی دل جلایا ہے

ہوی ہوتی عبث سنگدل کو گالیاں دیکر
زبانکی تیغکو خود آپنے پتہر چٹایا ہے

[illegible]

ہین قیامت بت کے شرم وحیا کی باتین
کبھی کہتا ہی امانت بھی او استاد کبھے

خط جو نکلا تو قصہ فیصل ہے
یار کو زلف پر پڑا بل ہے

نکلے بل تیری زلف کا کیونکر
ہاتھ سے شانہ نکلا ای پری مشکل ہے

خط سبت بڑھ گیا ہے بہ زاور
گلشن حسن ہے کہ جنگل ہے

دیکھتی ہین وہ اپنی چھب تختی
جیسے ہینی سگلے مین ہیکل ہے

کب کنارے پر چاند کی ہی گمن
چشم پیر فلک مین کاجل ہے

ناک مین اوسکے سبز کیل نہین
شاخ بلور مین یہ کوپل ہے

طائر دل کو میرے کر صدقے
بت بی پیر آج مشکل ہے

صندل اوسکے ہی مانگ مین کیا خوب
راہ ظلمات مین یہ صندل ہے

خط ہی بی لطف ہو نہ جبتک خال
حرف جو بی نقطہ کے مہمل ہے

جسمسے قاتل ہے دلمین کچھ ٹیڑھا
آج تیغ نگاہ مین بل ہے

خط نہین اوسکے روی گلگون پر
سرخ اطلس پہ سبز مخمل ہے

زرد آندھی کا نشہ مین ہی گمان
جیسے پیش نگاہ بوتل ہے

زلف جانان پہ اوڑ رہا ہی گلال
سنبلستان مین سرخ بادل ہے

نشہ می بہی کیا طلسم ہی واہ
آدمی مین پری کی چہل بل ہے

عاشق زلف کیون نہ سر ٹکرائی
مانگ وار اوس پہ یکی ہکل ہے

نہین مژگان کی صف مین لخت جگر
لشکر غم کا یہ ہراول ہے

شعر ملتا ہی خون دل ہو کر
ہے زمین غزل کہ مقتل ہے

[illegible]

خون بہا کر جو مری لاش کو پامال کرو
کبھی پابند حنا ہوں نہ تمہارے تلوے

بیڑیوں سے نہ مرا زنداں میں قدم نہچا
بچ گئے خار کے تکلیف سے بارے تلوے

جیتے جی دید کا لپکا نہ چھٹا آنکھوں سے
کوچہ گردی میں ہمت کبھی ہارے تلوے

خار کے تاک میں چھالے یہ پڑے گرد سفر
نکلے خوشۂ انگور ہمارے تلوے

تو وہ خوش چشم ہے جنگل میں بہلا پاؤں
آنکھوں سے لگا لی گئے چکار تلوے

چبھ کے کانٹوں سے مری پاؤں تک آیا جو ورم
خون کی دہاروں نے وہیں دشت میں مارے تلوے

اے جنوں جو میں جنگل میں ترا دیکھا پاؤں
چھن گئے خار مغیلاں سے ہمارے تلوے

ہیں زمیں میں بھی عیاں نقش قدم قیس تمام
کس کے دل میں نہیں چبھتے ہیں تمہارے تلوے

دشت پر خار ہے کیا شہر کا چلنا ہے محال
آہ بھی دور آنے میں زخمی ہو ہمارے تلوے

آئینہ میں ہے صفائی نہ یہ بلور میں
پشت پا سے نظر آتے ہیں تمہارے تلوے

آئی جب فصل جنوں ہو گئی صحرا کو قدم
دیدۂ دل سے سمجھتے ہیں اشارے تلوے

لاش ہی میں نہیں سچ تو یہ دیکھے
ایڑی چوٹی پہ ترے سجدے اوتارے تلوے

عشق جب آتا ہے تری پاؤں میں ارتنگ ہے
حوریں سہلاتی ہیں جنت میں ہمارے تلوے

پاؤں سوتے میں امانت کی ادس گلی نظر
نمائش خار کے قابل ہیں ہمارے تلوے

کشتۂ رنج ہوں جلاؤ نہ اگر کی بتی
چاہیے قبر پہ کافور سحر کی بتی

دل میں آگ لگی ہجر کی تاریکی ہے
جل اٹھی رات کو ناسور جگر کی بتی

دیکھوں اس شمع کو ایسی چرخ شب غم ہیں
ہو چراغوں میں مرے تار نظر کی بتی

کیا اپنے گریباں میں جنوں نے دھجی تار
یاد آئی جو سر رشک قمر کی بتی

اشتہار عام

شائقین خوش فکر سحر بیان نازک خیال شیرین زبان موجد رعایت لفظی سید آغا حسن صاحب امانت لکھنوی
جنکا کلام بہت مشہور ہے وہ مصنف اندر سبھا کا شہرہ دور دور ہے اونکا دیوان اوراق دل عشاق
کیطرح پریشان تھا شعرا کو اوسکے مطالعہ کا ارمان تھا اونکے فرزند ارجمند سید حسن صاحب لطافت نے
بمقتضاے اہلیت کمال سعادت کا کام کیا اون اوراق پریشان کو ترتیب دیکر خزاین الفصاحت تاریخی نام
کیا اس امر سے مشتاق مسرور ہوا صاحبزادہ کو اوسکا شائع فرمانا منظور ہوا چنانچہ حافظ محمد عبد الستار خان
اور حافظ دوست محمد تاجران کتب کو حق تصنیف و تالیف دیوان مذکور کا ہبہ فرمایا ہم دونون تاجرین نے
بکمال صحت و اہتمام مطبع منشی درگا پرشاد صاحب کے وہ دیوان چھپوایا ہم خود کیون کہین کہ
کیا خوب چھپا ہی خریداران قدردان خود ملاحظہ کرلین ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی چونکہ ہمکو اوسکی حقیت
اور ملکیت ملی ہی اور یہ کتاب ہمارے نام داخل رجسٹری ہی لہذا اہل مطابع اور تاجران کتب کی
خدمت مین التماس ہی کہ بدون اجازت ناظران کے ارادہ چھاپنے اور چھپوانے دیوان مذکور کا نفرمائین
جسقدر جلدین مطلوب ہون دوکانہاے مفصلۂ ذیل سے طلب کرلین قیمت اسکی برعایت تمام رکھی ہی
اور تاجرونکو بہ نسبت خریدارون کے تخفیف مد نظر ہی اور قیمت اوسکی مع محصول ڈاک عہ قرار پائی ہی فقط

- لکھنؤ بازار چوک قدیم دوکان محمد عبد الستار خان و محمد حنیف خان [illegible] تاجر کتب
- بنارس چوک جدید دوکان حافظ دوست محمد صاحب و حافظ [illegible]
- کانپور محلہ ٹپکاپور مطبع نظامی
- عظیم آباد خواجہ کلان گلی دوکان شیخ عبد الحمید صاحب تاجر کتب
- الہ آباد [illegible] تاجر کتب
- بھوپال [illegible] دوکان منشی [illegible] علی صاحب
- اکبرآباد [illegible] منشی محمد حسن صاحب تاجر کتب
- کلکتہ بازار [illegible] حاجی محمد حسین عرف حسینی

المشتہر
حافظ محمد عبد الستار خان و حافظ دوست محمد